



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُ نَزَلَ الْمَسْنُونَاتِ



مَسْکِ
اَلْاِنْشَادِ
کاداعی

لاہور
اَلْاِنْشَادِ
کاداعی

مذکورہ جمعیۃ
اَلْاِنْشَادِ
پاکستان
کاترجمان

شماره: 37

۱۰ تا ۱۶ ذوالحجہ ۱۴۳۶ھ 25 ستمبر تا یکم اکتوبر 2015ء

جلد: 46

قارئین کرام کو عید الاضحی مبارک ہو!

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ
لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ
إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ
لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ لَكَ

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ

عید الاضحیٰ اور خدامت سعودی عرب ایڈیشن

عید قربان..... فضائل احکام و مسائل

مملکت سعودی عرب

ضیوف الرحمن کی خدمتِ جلیلہ کے جذبہ سے سرشار

شاہ عبدالعزیز بن الرحمن آل سعود
مملکت سعودی عرب کے معمارِ اوّل!



غلاف کعبہ کو چومنا.....!؟

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا.....!؟

غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا.....!؟



سیرتِ ابراہیم علیہ السلام
عزم و استقلال کی عظیم داستان

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد رحمہ اللہ

سفر حج کے آداب (2)

﴿وَمَا تَعْمَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَحْكُمَهُ اللَّهُ وَتَزُودُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا ۝ يَأُولَئِكَ الْكَتَابُ ۝﴾ (البقرة)

”اور جو نیکی بھی تم بجالاتے ہو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتے ہیں، اور زاد راہ لے لو، یقیناً بہترین زاد راہ تقویٰ ہی ہے، اور عقل والو! تمہیں مجھ ہی سے ڈرنا چاہیے۔“

حج ملت ابراہیم کا رکن ہے جو کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں ہمیشہ سے معروف رہا اور جو کوئی بھی حج کا احرام باندھ لے تو اس کا اتمام اس پر فرض ہو جاتا ہے۔ چونکہ حج ایک عبادت ہے اور اس کا مقصد اللہ کا تقرب حاصل کرنا اور اپنے آپ کو برائیوں سے پاک کرنا ہے تو لازمی ہے کہ اس عبادت کے اہداف پیش نظر رہیں تاکہ انسان مالی اور بدنی مشقت کے بعد اللہ کے تقرب کا حق دار بن سکے۔ عبادت میں اخلاص، گناہوں سے توبہ اور رزق حلال سے اس عبادت کا اہتمام کرنے کے بعد بعد پورے سفر میں جو حقیق زاد راہ ہے اس کا اہتمام ہونا چاہیے: ﴿وَتَزُودُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا ۝ يَأُولَئِكَ الْكَتَابُ ۝﴾ ”تقویٰ تمام عبادات کا ہدف حقیقی ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ قربانی الغرض تمام ہی عبادات کا مقصد تقویٰ کا حصول ہی ہے۔“

روزے کا حکم دے کر اللہ تعالیٰ نے آخر میں فرمایا: ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ اسی طرح قربانی کی آیات میں بھی کچھ ایسا ہی تذکرہ فرمایا کہ ﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ﴾ ”اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ہی ان کے خون، بلکہ اسے تو تمہارے دلوں کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔“ اور ایسے ہی حج کے متعلق بھی فرمایا: ﴿وَتَزُودُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا ۝ يَأُولَئِكَ الْكَتَابُ ۝﴾ ”اور زاد راہ لے لو، یقیناً بہترین زاد راہ تقویٰ ہی ہے۔“

اور حج کے احکامات والی آیات کے آخر میں فرمایا: ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ۝﴾ ”اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے اور جان لو کہ بیشک تمہیں اسی کی طرف اٹھا کیا جائے گا۔“ اسی طرح سفر حج میں اللہ کے ذکر کا اہتمام کثرت سے ہونا چاہیے، آیات حج کی ہر ہر آیت میں اللہ نے ذکر و استغفار کرنے کا حکم فرمایا ہے: ﴿فَإِذَا أَقَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ﴾ ”اور جب تم اوٹو عرفات سے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر مشعر حرام (مزدلفہ) کے نزدیک کرو۔“

اسی طرح استغفار کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَقَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ ۚ﴾ ”جہاں سے سب لوگ لوٹیں وہاں سے تم بھی استغفار کرتے ہوئے لوٹو۔“ اور پھر حج کے مناسک مکمل کر لینے کے بعد بھی اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ ۚ﴾ ”پھر جب تم حج کے مناسک پورے کر چکو تو اللہ کو یاد کرو۔“

اور سفر حج سے نیک اعمال کی بجا آوری کا جذبہ لے کر واپسی ہونی چاہیے کیونکہ اسی کی بدولت اللہ سے ملاقات کی خواہش تکمیل کو پہنچے گی: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا﴾ ”جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے۔“

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی رحمہ اللہ

قربانی کی فضیلت

[عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ يَوْمَ النَّحْرِ عَمَلًا أَحَبَّ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، مِنْ هِرَاقَةٍ دَمَ، وَإِنَّهُ لَيَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بِقُرُونِهَا، وَأُظْلَافِهَا، وَأَشْعَارِهَا، وَإِنَّ الدَّمَ، لَيَقَعُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، بِمَكَانٍ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ، فَطِيبُوا بِهَا نَفْسًا"] (رواه البخاري)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان کا کوئی عمل اللہ کے ہاں قربانی کے دن خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے۔ وہ (جانور) قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور بہایا ہوا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام قبولیت پر پہنچ جاتا ہے پس تم خوش دلی سے قربانی کرو۔“

مذکورہ بالا حدیث میں رسول مکرم ﷺ اپنی امت کو قربانی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے شوق دلاتے ہیں تاکہ لوگ خوشدلی سے قربانی کریں۔ قربانی کے چار ایام ہیں۔ 10 ذوالحجہ اور ایام تشریق یعنی 11، 12 اور 13 ذوالحجہ۔ ان چار دنوں میں سے دس ذوالحجہ کو قربانی کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے، قربانی کے دن مسلمان کئی ایک نیک کام کرتے ہیں، ان تمام نیک کاموں میں سے جانور ذبح کر کے خون بہانا اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ لہذا جو لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ جانور خرید کر ذبح کرنے کی بجائے اتنی رقم غرباء و مساکین میں تقسیم کر دی جائے درست نہیں۔ صدقہ و خیرات خون بہانے کا بدل نہیں ہو سکتا۔ مزید اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا: جانوروں کے سینگ، بال اور کھر جو کسی کام نہیں آتے اور چھینک دیئے جاتے ہیں، قیامت کے دن وہ بھی نامدا اعمال میں نیکیوں کا وزن بڑھانے کیلئے پیش کئے جائیں گے۔ قربانی اللہ کو اتنی پسند ہے کہ جانور کا خون ذبح ہونے کے بعد زمین پر گرنے سے پہلے اس کے ہاں قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اندازہ کریں کہ جانور زمین پر لٹایا ہوا ہے۔ حلقوم سے نکلنے والا خون کتنی جلدی زمین پر گرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اس سے بھی جلدی اسے ایسے مرتبے پر پہنچا دیتا ہے جو اسے بہت پسند ہے۔ قربانی کے جانور کو رسول اللہ ﷺ نے پل صراط کی سواری قرار دیا ہے۔ لہذا صحت مند اور خوبصورت جانور قربان کیا جائے۔ آپ نے تعلیم دی کہ خوشدلی سے جانور قربان کرو تا کہ ثواب زیادہ ملے۔ قربانی کے لئے جانور خرید کر اس کی خدمت کی جائے، اس کی اچھی خوراک کا اہتمام کیا جائے۔ اس طرح اس جانور کے ساتھ قلبی تعلق پیدا ہوگا۔ جب اس جانور کو اللہ کی رضا کے لئے قربان کرے گا یوں محسوس ہوگا کہ جیسے اس نے اپنی سب سے پیاری چیز اللہ کی راہ میں قربان کر دی ہے۔ ایسی قربانی قبولیت کا درجہ بھی رکھتی ہے اور ثواب کا موجب بھی بنتی ہے۔ لہذا خوشدلی سے قربانی کیا کریں تاکہ ثواب بھی زیادہ ہو۔

تحریک شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب اور ان کی دعوت و پیغام!

خادم حرمین شریفین شاہ سلمان کے والد مرحوم و مغفور ملک عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود نے ۱۹۳۲ء میں جزیرہ نمائے عرب کے مختلف خطوں کو باہم منسلک کر کے متحدہ مملکت تشکیل دی اور قرآن و سنت کا نظام نافذ کر کے اسلامی دنیا میں ایک مثال قائم کی تھی۔ آج بھی یہ مملکت انہی دینی اقدار کو اپنائے ہوئے ہے چنانچہ ہم اس کی ترقی و استحکام کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور بے تمیم قلب دعا گو ہیں۔ (ادارہ)

بارہویں صدی ہجری میں جزیرہ نمائے عرب میں عموماً نجد و حجاز میں خصوصاً مذہبی دینی اور اعتقادی طور پر ایسی صورت حال پیدا ہو چکی تھی کہ سادہ لوح عوام قیوری نظام کے کاروباری اجارہ داروں کی گمراہ کن وارداتوں کی زد میں جا چکے تھے۔ ان اجارہ داروں نے بھولے بھالے عوام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہٹا کر غیر اللہ کی چوکنوں پر کھڑا کر دیا تھا۔ یہ صورت حال دیکھ کر عبد جالبیت یعنی بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ جب بیت اللہ میں مشکل کشائی اور حاجت روائی کے لیے مختلف بزرگوں اور اولیاء کی شکلوں میں تین سو ساٹھ مصنوعی خدا بنا رکھے تھے۔ یاد رہے کہ جزیرہ نمائے عرب کا جہل کوئی معمولی جہل نہ تھا وہ انسانیت کی راہ میں ایسا سنگ گراں تھا جس کا ہٹانا آسان بات نہ تھی۔ لیکن رمضان المبارک آٹھ ہجری میں اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دس ہزار نفوس قدسیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فتح مکہ مکرمہ کے روز بیت اللہ کو بتوں کی غلاظتوں اور آلودگیوں سے پاک کیا۔ پھر وادی ام القرئی کے آس پاس کے بتکدوں کو پاش پاش کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مساعی مبارکہ اور قرآن پاک کی سچی تعلیمات کی بدولت مسلمانوں کو اس قدر پختہ عقیدہ توحید کی نعمت ملی کہ اس کے سامنے کسی مشرک اور بت پرست کا چراغ نہ جل سکا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور خصوصاً سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بت شکنی اور توحید کے اعتقاد میں اس قدر پختہ تھے کہ حجر اسود کو طواف میں بوسہ دیتے وقت مخاطب ہوئے: ”اے حجر میں جانتا ہوں تو محض پتھر ہے۔ نفع و نقصان تیرے قبضہ اختیار میں نہیں۔ تجھے صرف اس لیے چومتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے ہوئے دیکھا ہے۔“ وقت گزرنے کے ساتھ بارہویں صدی ہجری میں جزیرہ نمائے عرب کے مسلمانوں کی ذہنی طور پر صحیح عقائد کی بندھنیں ڈھیلی پڑ گئیں۔ اعتقاد کے ضعف نے ان میں توہم اور شرکیہ رسوم پیدا کر دیں۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بستی بستی اور قریہ قریہ اسلام اور توحید کے نام پر بتکدے بن گئے۔ قبریں شرک کی آماجگاہ اور بدعات کا سرچشمہ اور قاضی الحاجات ٹھہرائی گئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں سے استمداد اور اولیاء کی قبروں کا طواف ان کا نام نہاد دینی مشغلہ بن گیا۔ مختلف آبروں پر جانوروں کی قربانی اس وقت کے مسلمانوں کے یہاں مشروع تھی۔ اس وقت کے علماء نے بھی گریز و فرار کی راہ اختیار کرتے ہوئے قبر پرست مسلمانوں سے مزاحمت کا دامن بچائے رکھا۔ حالات کی سنگینی سے جو فتنے پیدا ہوئے وہ اس قدر خطرناک صورت اختیار کر چکے تھے کہ توحید کا نام لینا اور شرک کی مذمت کرنا جان جوکھوں میں ڈالنے کے مترادف تھا۔

ایسے تیرہ و تار ماحول اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اللہ تعالیٰ نے درعیہ کی بستی میں محمد بن عبدالوہاب کو پیدا فرمایا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ۱۹۷۷ء میں جب میں وزارت اعلام السعودیہ کی دعوت پر ایک ماہ کے مطالعاتی دورہ پر الرياض میں مقیم تھا تو وزارت کے ایک آفیسر کے ہمراہ مجھے درعیہ جانے کا موقع ملا۔ جو الرياض سے سترہ کیلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ مولانا عبدالوہاب خلیج سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث بھارت بھی میرے شریک سفر تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بستی میں شیخ الاسلام کی مساعی جمیلہ کے ظاہری اور باطنی نقوش ابھی تک خورشید تاباں کی طرح درخشاں دکھائی دیتے ہیں۔ یہ بستی بڑی سربز و شاداب اور اس میں ایک جمیل دور تک جاتی نظر آتی تھی اس بستی کو چاروں طرف سے پہاڑیوں نے چھپا رکھا ہے جو ایک نرگس ہے وہ سیدھی مدینہ منورہ چلی جاتی ہے۔ جن لوگوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے اپنے اخلاق کریمانہ کے جو نقوش چھوڑے وہ بھلائے نہیں جاتے۔

محمد بن عبدالوہاب نے اپنے زمانہ کے مروجہ علوم حاصل کر لیے تو اللہ تعالیٰ نے توحید و سنت میں ان کو وہ ولولہ تازہ جذبہ صادق و حزم و یقین عطا فرمایا کہ وہ جزیرہ نمائے عرب میں خالص دینی انقلاب کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔ بت پرستوں، سیاسی شاطروں، قبر پرستوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر توحید و سنت کا علم بلند کیا اور خلق خدا کے ذہنوں میں عقیدہ توحید کو جاگزیں کیا۔ چنانچہ توحید و سنت کا پیغام ہی ان کی تحریک کا نقطہ آغاز تھا۔ قریہ قریہ بستی بستی

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری

☆ درانا محمد شفیق خاں پسروری
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مجلس
ادارت

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 حج میں احسان کے مظاہر (خطبہ حرم)
- 9 قربانی ادوار و سلف میں
- 12 قربانی کے احکام و مسائل
- 17 سیدنا ابراہیم کی حیات عظیمہ کی ایک جھلک
- 20 عید کے احکام و مسائل
- 21 فلسفہ عید الاضحی (لحم)
- 22 شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود
- 24 انسداد دہشت گردی میں عرب کا کردار
- 26 خلاف کعبہ اور سعودی حکومت
- 29 مملکت سعودیہ کے مختلف ادوار
- 34 سعودی عرب کی خدمات جلیلہ
- 36 مملکت التوحید والاکس

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ریل زر منجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ”اہل حدیث“
چوک اہل حدیث (المعرفہ قیچوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ 500/- روپے
ششماہی 300/- روپے
ہفت روزہ بی 535/- روپے
بیرونی نمائندہ سے 5500/- روپے
نی پرچہ 15/- روپے

مینیٹر پروفیسر سجاد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”لشر پرنٹ ان“ شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

شہر گھوم کر انہوں نے لوگوں کو خالص توحید و سنت کی دعوت دی۔ شرک کی قباحتوں، قبر پرستی کی کراہتوں اور توحید سے فرار کی کوتاہیوں کے برعکس انہیں آگاہ کیا اور مسلمانوں پر یہ بات واضح کر دی کہ اگر تم شرک و قبر پرستی کی دلدل میں یونہی پھنسے رہے تو صفحہ ہستی سے تمہارا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اور خدا کے ہاں اس کا مؤاخذہ بھی ہوگا۔ اگر تم توحید و سنت کے والا و شیدا اور علمبردار بن کر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی اصلاح کا بیڑا اٹھالیا تو دین و دنیا میں تمہیں سرخروئی اور سرفرازی ملے گی۔ یہ حقیقت ہے کہ جب بھی لوگوں کو توحید کی دعوت دی گئی تو داعیان کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ شیخ الاسلام کے لیے بھی جب حریلا اور عینہ کے حالات سازگار نہ رہے تو آپ نے ہجرت کر کے درعیہ کو اپنا مرکز بنالیا۔ درعیہ کے امیر محمد بن سعود نے شیخ الاسلام سے متاثر ہو کر نہ صرف ان کا خیر مقدم کیا بلکہ توحید کو پھیلائے اور شرک کو مٹانے میں زندگی بھر ان کا ساتھ دینے کا عہد کیا۔ اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ ”میں اپنی چشم بصیرت سے مستقبل میں اس ممتاز دینی خاندان کو جزیرہ نمائے عرب کا حکمران دیکھتا ہوں۔“ چنانچہ شیخ اور آل سعود کے باہمی اشتراک و تعاون سے جزیرہ نمائے عرب میں مراکز شرک اور قبر پرستی کے بڑے بڑے مصادر قلیل عرصہ میں زمین بوس کر دیئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے پایاں سے اس سرزمین کو شرک و بدعات سے پاک کر دیا۔ اس خدمت توحید و اشاعت سنت اور خدمت حریم شریفین کا یہ صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سعودی خاندان کو حریم شریفین بلکہ عالم اسلام کی خدمت اور اشاعت اسلام کے لیے بے پناہ مواقع مہیا فرمائے۔

اسی زمانے میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تکمیل حدیث کے ساتھ ساتھ فکر شیخ الاسلام سے مسلح ہو کر برصغیر کے بغداد و دہلی میں توحید و سنت کی اشاعت و تبلیغ کی مہم کا آغاز فرمایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے زبان و قلم نے برصغیر میں توحید و سنت کو فروغ دینے میں عالمی طور پر ایک مثالی کردار ادا کیا۔ ولی الہی خاندان کے جمیع افراد نے اپنے اپنے اوقات میں توحید کے مبلغ، سنت کے شیدائی اور شرک و بدعت کے انسداد کے خدائی خدمت گار بن کر زندگی کے شب و روز کا ایک ایک لمحہ تجدید کار کے لیے وقف کر دیا۔ شیخ الاسلام نہایت متقی اور اعلیٰ سیرت و کردار کے انسان تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے کتاب و سنت کی تعلیمات کو اپنی زندگی پر لاگو کیا، پھر لوگوں کو کتاب و سنت سے تمسک کی دعوت دی۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جب تک دین کو اقتدار حاصل نہیں ہوگا اسلام کی شمع جل نہیں سکتی۔ یعنی دین کی سر بلندی کے لیے ضروری ہے کہ اسے اقتدار حاصل ہو اور مقتدر لوگوں کا تعاون میسر ہو۔

جس طرح توحید کی اشاعت کے لیے شرک کا انسداد ضروری ہے اسی طرح سنت کی تبلیغ کے لیے بدعات کا قلع قمع ضروری ہے۔ کتاب و سنت کی تبلیغ کو مؤثر بنانے کے لیے اسی اسلوب کو اپنانے کی ضرورت ہے جس اسلوب و انداز کو شیخ الاسلام نے اختیار کیا تھا۔ یعنی پہلے وہ خود توحید و سنت پر عمل پیرا ہوئے۔ یہ نزدیکی شیخ الاسلام کی بین دعوت ہے اور یہی ان کا پیغام ہے۔

مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں المناک حادثہ

گذشتہ دنوں مسجد الحرام مکہ مکرمہ میں طوفان باد و باران اور آسمانی بجلی گرنے سے تعمیر کے سلسلہ میں نصب کرین کے گرنے سے 11 عازمین حج شہید اور اڑھائی سو کے قریب زخمی ہو گئے۔ شہید ہونے والوں میں بھارت، پاکستان، ایران، افغانستان، الجزائر اور ملائیشیا کے عازمین حج شامل ہیں۔ پہلے پاکستانی وفد خارجہ کے مطابق کسی پاکستان کے شہید ہونے کی کوئی اطلاع نہ ملی۔ اب تازہ اطلاعات کے مطابق پاکستان کے گیارہ عازمین حج شہید ہوئے ہیں۔ پانچ کے نام تو اخبارات میں آچکے ہیں باقی کے بارے میں تحقیق جاری ہے۔ 26 پاکستانی زخمی ہوئے تھے جنہیں تین مختلف ہسپتالوں میں طبی امداد فراہم کی جا رہی ہے۔ ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ خادم الحرمین الشریفین شاہ سلمان بن عبد العزیز حفظہ اللہ اور ولی عہد نے جانی نقصان پر اظہار افسوس کیا ہے۔ گورنر مکہ مکرمہ شہزادہ خالد الفیصل نے ہسپتالوں میں زخمیوں کی عیادت اور ان کی صحت یابی کے لیے دعا کی۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حکومت تمام زخمیوں کے سرکاری سطح پر علاج کے ساتھ ساتھ ان کو مناسک حج کی ادائیگی کے لیے مقامات مقدسہ پر لے جانے کا بھی خصوصی انتظام کرے گی۔ ایسے حالات میں پاکستانی سفارتخانہ کو وزارت مذہبی امور کے ساتھ مسلسل رابطے میں رہنا چاہیے۔ متاثرہ خاندانوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کے ساتھ ساتھ عملی تعاون کی بھی ضرورت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید ہونے والوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور متاثرین کو اس صدمہ پر صبر جمیل سے نوازے۔ آمین!

حرم شریف میں ہونے والے کرین حادثے پر امیر محترم کا کہرے افسوس اور رنج و غم کا اظہار

لاہور () مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے حرم شریف میں ہونے والے کرین حادثے پر گہرے افسوس اور رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ شہید ہونے والے حجاج کرام کی مغفرت اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ بظاہر یہ حادثہ تیز آندھی طوفانی بارش اور آسمانی بجلی گرنے کی وجہ سے پیش آیا جس میں 11 پاکستانی عازمین حج شہید اور متعدد زخمی ہوئے ہیں۔ سعودی حکومت نے حادثے کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ دریں اثنا شاہ سلمان بن عبد العزیز نے مکہ مکرمہ کے مختلف ہسپتالوں میں زیر علاج زخمیوں کی خود عیادت کی اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ علاوہ ازیں آپ نے ہر شہید کے لواحقین کو ایک ملین ریال اور ہر زخمی کو 5 لاکھ ریال دینے کا اعلان کیا۔ سعودی حکومت کا یہ اقدام نہایت قابل تحسین ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ ہم تمام عازمین حج کی خیر و عافیت کے لیے دعا گو ہیں اور حکومت سعودیہ سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ حسب روایت حجاج کو سہولتوں کی فراہمی یقینی بنانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کرے گی۔

جلال
سلطان
ماہی
ابو محمد عبدالستار رحمہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ

سلطان کائنات مسلمان خاتون پاکستان
فون: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: hammad3316@yahoo.com

احکام و مسائل

غلاف کعبہ کو چومنا

سوال

ہم نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ طواف کعبہ کے دوران وہ غلاف کعبہ کو چومتے ہیں اور اس پر ہاتھ پھیر کر اپنے چہرے پر ملتے ہیں غلاف کعبہ کو چومنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کے متعلق رہنمائی کریں۔

جواب

غلاف کعبہ تیار کرنا اور اسے بیت اللہ کو پہنانا ایک بہترین عمل ہے۔ دور جاہلیت سے اس مستحسن روایت کو باقی رکھا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے وقت اپنے قول و عمل سے اس پر مہر تصدیق ثبت کی ہے لیکن اس کے باوجود غلاف کعبہ کو چھونا اور اسے چومنا یا اسے چھو کر ہاتھوں کو تبرک کے طور پر اپنے چہرے پر پھیرنا بدعت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے جانشین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔ یہ تو غلاف کعبہ ہے ہمارا کعبہ شریف کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ اس کے جس حصے کو رسول اللہ ﷺ نے چوما ہے وہی مشروع ہے اس کے علاوہ دوسرے کسی حصے کا استلام کرنا صحیح نہیں۔ جیسا کہ ابوسعثاء نے ایک مرتبہ کہا کہ بیت اللہ کے کسی حصے سے کون پرہیز کرتا ہے کیونکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی تمام ارکان کعبہ کا استلام کرتے تھے تو ان سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”ان دونوں کو نون یعنی رکن شامی اور رکن عراقی کو بوسہ نہیں دیا جاتا۔“ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”بیت اللہ کی کوئی چیز متروک نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بھی تمام ارکان کعبہ کا استلام کرتے تھے۔“ (بخاری، الج: ۱۶۰۸)

ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب دیا: ”تمہارے لیے اللہ کے رسول ﷺ بہترین نمونہ ہیں اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے دیکھا ہے۔“ اس پر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ”آپ صحیح کہتے ہیں۔“ (فتح الباری: ج ۳ ص ۵۹۸)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا اور سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا یہ ان کا ذاتی فہم ہے مگر رسول اللہ ﷺ کا عمل ان تمام حضرات کے قول و عمل پر مقدم ہے۔ ان احادیث و آثار کی بناء پر غلاف کعبہ کو چھونا اور اسے چومنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ٹھوس عقیدہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور فرمایا: ”اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔“ (بخاری، الج: ۱۶۱۰)

بہر حال غلاف کعبہ کو تبرک کے لیے چھونا یا اسے چومنا کتاب و سنت سے ثابت نہیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اس انداز سے محبت کی ہے۔ واللہ اعلم!

استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا

سوال

ہمارے ہاں کچھ مسلمان فریضہ حج کی ادائیگی میں استطاعت اور وسائل ہونے کے باوجود سستی اور تاخیر کرتے ہیں۔ آخر کار وہ دیگر مصروفیات میں پھنس کر معذور ہو جاتے ہیں ان کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ کتاب و سنت کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب

اس میں کوئی شک نہیں کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اس لیے جب کسی کے حق میں اس رکن کے واجب ہونے کی شرائط پوری ہو جائیں تو اس کا بجا لانا انتہائی ضروری ہے۔ ایسے حالات میں اس شخص کا اسلام ہی خطرے میں رہتا ہے جب تک وہ حج نہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس فریضہ کے ادائیگی کی بہت تاکید ہے جب کہ آپ کا ارادہ گرامی ہے: ”جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ جلدی کرے کیونکہ ممکن ہے آدمی بیمار ہو جائے یا اس کی سواری گم ہو جائے یا اسے کوئی اور ضرورت پیش آجائے جس کی وجہ سے وہ حج نہ کر سکے۔“ (ابن ماجہ المناسک: ۲۸۸۳)

ہمارے رجحان کے مطابق اگر کسی کو نیکی کا موقع ملے تو اسے جلدی ہی انجام دے لینا بہتر ہے ممکن ہے یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے اس کے بعد دوبارہ موقع نہ مل سکے اگر طاقت ہونے کے باوجود اسے مؤخر کر دیا جائے تو شاید آئندہ جانا ممکن نہ ہو یا زندگی میں اگر حج نہ آئے یا حج آنے تو آدمی کو استطاعت نہ ہو۔ حج کی استطاعت سے مراد یہ ہے کہ گھر سے روانہ ہونے سے لے کر واپسی تک کے اخراجات برداشت کر سکتا ہو اس میں کھانے پینے کے اخراجات بھی شامل ہیں اور سواری کا خرچہ یعنی کرایہ وغیرہ بھی پھر اہل خانہ کے لیے بھی اس کے بعد اخراجات میسر ہوں۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی بیان کی جاتی ہے: ”جو شخص زاد سفر اور سواری رکھتا ہے جو اسے بیت اللہ لے جاسکتی ہے لیکن اس کے باوجود وہ حج نہیں کرتا تو وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی بن کر اللہ کو اس کی کوئی پروا نہیں۔“ (ترمذی، الحج: ۸۱۲)

اگرچہ اس حدیث کے متعلق امام ترمذی نے خود ہی کلام کی ہے کہ اس کی سند کمزور ہے تاہم وعید کے طور پر ایسی روایات پیش کی جاسکتی ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق علامہ شوکانی نے لکھا ہے کہ وہ ان لوگوں پر بہت ناراض ہوئے تھے جو استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتے اور کہا کرتے تھے کہ ان سے جزیہ وصول کرنا چاہیے کیونکہ ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔“ (نیل

(الاوطار: ج ۲ ص ۳۱۷)

بہر حال استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا انسان کے لیے بہت بڑی بدبختی ہے ہاں اگر کوئی شرعی عذر ہو تو عذر کے زائل ہونے تک حج کی ادائیگی میں تاخیر کی جاسکتی ہے۔ واللہ اعلم!

مقروض کے لیے حج کی ادائیگی

سوال میرے پاس اتنا سرمایہ موجود ہے کہ میں حج کر سکتا ہوں، لیکن میں مقروض ہوں کیا ایسے حالات میں مجھے قرض اتارنا چاہیے یا حج کرنا ضروری ہے کتاب وسنت کی روشنی میں میری رہنمائی کریں۔

جواب قرض کے متعلق بہت سخت وعید ہے رسول اللہ ﷺ اپنی نماز میں دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! میں گناہ اور قرض سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ! آپ قرض سے اس قدر پناہ کیوں طلب کرتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ جب آدمی مقروض ہوتا ہے تو بات بات پر جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔“ (بخاری: المستدرک ج ۱ ص ۲۳۹)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے قرض لینے کو ”خوکشی“ قرار دیا ہے۔ (مستدرک حاکم: ج ۲ ص ۲۶)

ہمارے رجحان کے مطابق اگر انسان کے پاس اس قدر مال موجود ہو کہ اس سے قرض کی ادائیگی ہو سکے تو اسے سب سے پہلے قرض ادا کرنا چاہیے قرض کی موجودگی میں مالدار آدمی حج کے لیے صاحب استطاعت نہیں۔ اگر اس کا قرض کاروباری ہے جس میں آئی چلائی ہوتی رہتی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ حج بیت اللہ کے لیے اسے رکاوٹ نہ بننے دے۔ اس کے علاوہ اگر اس نے گھریلو ضروریات کے لیے قرض لیا ہے اور وہ اس کے پاس موجود مال سے بہت کم ہے یعنی وہ بچے ہوئے مال سے حج کر سکتا ہے تو چاہیے کہ اپنا قرض اتار کر حج کرے اگر قرض وصول کرنے والوں کا مطالبہ ہے کہ اسے جلدی ادا کرو تو اسے قرض اتارنا چاہیے۔ اگر ان کی طرف سے مہلت ہے کہ جب میسر ہو قرض اتار دیا جائے تو ایسے حالات میں اسے حج کرنا چاہیے۔ کیونکہ حج بھی فرض ہے شاید بعد میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ وہ حج نہ کر سکے لہذا اسے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے حج بیت اللہ کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ غیب سے ضرور قرض کی ادائیگی کا بندوبست کر دے گا۔ واللہ اعلم!

مقام تعیم سے عمرہ کرنا

سوال کچھ لوگ عمرہ کرنے کے لیے جاتے ہیں اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد مقام تعیم سے احرام باندھ کر دوبارہ عمرہ کرتے ہیں ایسے عمرہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج کے لیے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ آئیں تو آپ شرعی عذر کی بناء پر حج سے پہلے عمرہ نہ کر سکیں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ لوگ حج اور عمرہ کر کے جا رہے ہیں جبکہ میں نے صرف حج کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ان کے بھائی سیدنا عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ تم اپنی ہمشیرہ کو مقام تعیم لے جاؤ تا کہ وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کرے۔“ (بخاری: العمرہ: ۱۷۸۵)

ہمارے رجحان کے مطابق اگر کسی عورت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جیسا عارضہ لاحق ہو جائے تو وہ مقام تعیم سے عمرہ کر سکتی ہے۔ وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کرنے کی عمومی اجازت محل نظر ہے کیونکہ ان کے ہمراہ سیدنا عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما بھی تھے انہوں نے اس ”اجازت“ سے فائدہ نہیں اٹھایا اور وہ بغیر احرام کے واپس آئے تھے انہوں نے عمرہ نہیں کیا لہذا عمرہ کرنے والوں کو چاہیے کہ جب وہ عمرہ سے فارغ ہو جائیں تو وہ اپنا زیادہ وقت بیت اللہ میں گزاریں اور طواف کرتے رہیں کیونکہ یہ سعادت دوسرے کسی مقام پر حاصل نہیں ہوتی اگر طواف کرتے کرتے تھک جائے تو بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرے یا اذکار میں مصروف ہو جائے۔ مقام تعیم سے جو عمرہ عمرے کیے جاتے ہیں وہ انتہائی محل نظر ہیں۔ اگر عمرہ کرنا ہے تو اس کے لیے نیا سفر کیا جائے اور میقات پر جا کر احرام باندھے اور عمرہ کرے۔ واللہ اعلم!

غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دینا

سوال میرے پڑوسی عیسائی ہیں کیا مجھے شرعی طور پر اجازت ہے کہ میں انہیں پڑوسی ہونے کی حیثیت سے اپنی قربانی کا گوشت دوں قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

جواب قربانی تقرب الہی کا ایک ذریعہ ہے اس لیے بہتر ہے کہ قربانی کا گوشت صرف اہل اسلام کو ہی کھلایا جائے اگر تالیف قلب مقصود ہے تو انہیں قربانی کا گوشت دینے میں چنداں حرج نہیں بشرطیکہ وہ اسلام کے ساتھ بغض وعناد نہ رکھتے ہوں ویسے بھی پڑوس کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے گھر میں ایک بکری ذبح کی گئی جب وہ اپنے گھر آئے تو فرمایا: ”کیا تم نے ہمارے بیوہ پڑوسی کو گوشت بھیجا ہے؟“ آپ ﷺ نے یہ بات دو دفعہ دہرائی مزید فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”سیدنا جبریل مجھے پڑوسی سے حسن سلوک کرنے کا مسلسل کہتے رہے حتیٰ کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسے میرا وارث بنا دیں گے۔“ (ترمذی: البر والصلا: ۱۹۴۳)

اس حدیث کے پیش نظر عیسائی پڑوسی کو قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم!

حج میں احسان کے مظاہر



جناب حافظ یوسف سراج

نظرانی

جناب محمد اجمل بھٹی

مرد و ثناء کے بعد:

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اپنے رب کی طرف لوٹ آؤ اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ۔ یاد رکھو کہ تمہاری ملاقات اس سے ضرور ہوگی۔ اس ملاقات کی تیاری کرو اور اپنے رب کے پاس پہنچنے کیلئے بہترین زادِ راہ لے لو۔ اس دن کے لیے جب آنکھیں پتھر اُجائیگی۔

اللہ کے بندو! مومن کا خیر و بھلائی کے کاموں میں رغبت رکھنا اور بلند درجات کے حصول کے لیے عالی ہمت ہونا، اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور اجرِ عظیم ایسے حوالے ہیں جو مومن کو احسان کے راستے پر چلنے کی ترغیب دلاتے ہیں۔ احسان وہ راستہ ہے جس پر چلنے والے کیلئے اللہ تعالیٰ نے شاندار اجر و ثواب کا وعدہ دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۞ الَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَ
زِيَادَتًا ۖ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ
قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ
الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۲۰

(یونس)

”جن لوگوں نے بھلائی کا طریقہ اختیار کیا، ان کے لیے بھلائی ہے اور مزید فضل یہ کہ ان کے چہروں پر زو سیاہی اور ذلت نہ چھائے گی، وہ جنت کے مستحق ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“

بلاشبہ بیت اللہ شریف کا فریضہ حج وہ وسیع و عریض موقع اور نیکیوں کا شاندار چمکیے، جس سے نیکیاں کرنے میں مقابلہ کرنے والے اپنے لیے وافر حصہ حاصل کر سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حج و عمرے کا عظیم اجر و ثواب بیان کیا ہے۔ فرمان عالی شان ہے:

”ایک عمرے کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت ہے۔“ (بخاری، مسلم)

حج میں درجہ احسان پیدا کرنے سے محسن عظیم

مقام حاصل کر لیتا ہے کیونکہ احسان ہی سے حج مبرور نصیب ہوتا ہے۔ حج مبرور وہ حج ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے اور سنت نبوی کے مطابق ہو۔ فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں:

”ہر وہ عمل جو اخلاص پر مبنی ہو لیکن سنت کے موافق نہ ہو وہ قبول نہیں ہوتا اگر وہ مثل سنت کے مطابق ہو لیکن رضائے الہی کے حصول کیلئے نہ ہو تو وہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ خواہ وہ خالص رضائے الہی کے لیے ہی کیوں نہ سر انجام دیا جائے۔ فریضہ حج کی ادائیگی میں اللہ کیلئے اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی کا حج فخر و غرور، ریا کاری یا شہرت و داد کے حصول کے لیے نہ ہو۔ اس کا مقصد حاجی

کیونکہ وہ رضائے الہی کے حصول کے لیے گھر سے نکلا ہے۔ اس سے اجر و ثواب چاہتا ہے۔ وہ فخر و غرور، ریا کاری اور دیگر حجاج سے دولت و ثروت کا مقابلہ کرنے کے لیے نہیں نکلا۔

یقیناً رسول اللہ ﷺ کی سیرت ہمارے لیے بہترین اسوۂ اور قدوہ ہے۔ سنن ابن ماجہ اور شمائل ترمذی میں سیدنا انس بن مالکؓ سے یہ روایت مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک پرانے کپڑے اور بوسیدہ گدے پر بیٹھ کر حج کیا۔ اس گدے کی قیمت چار درہم یا اس سے بھی کم تھی۔ پھر آپ نے فرمایا:

”اے اللہ حج (کے فرض کی ادائیگی مقصود) ہے، دکھلاؤ اور شہرت (مقصود) نہیں۔“

درست اور صحیح عمل وہی ہے جو سنت رسول کے عین مطابق ہو۔ آپ کی اتباع کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے حصول کا ذریعہ اور اسے گناہوں کی بخشش کا سبب بنایا

حج میں درجہ احسان پیدا کرنے سے محسن عظیم مقام حاصل کر لیتا ہے کیونکہ احسان ہی سے حج مبرور نصیب ہوتا ہے۔ حج مبرور وہ حج ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے اور سنت نبوی کے مطابق ہو۔

ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۞ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۱۶ (ال عمران)

”اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔“

لہذا حاجی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے ہر عمل میں صحیح سنت نبوی کا اہتمام کرے، اس کا یہ اہتمام گھر سے نکلنے سے لے کر واپس لوٹنے تک جاری رہنا چاہیے۔ وہ اعمال حج کی ادائیگی میں صحیح سنت نبوی پر عمل کرے وہ سنت نبوی کو اپنے لیے مشعل راہ، ہدایت کا منارہ اور اپنے

صاحب کھلوانا نہ ہو۔ یہ ساری چیزیں اخلاص اور رضائے الہی کے حصول کے منافی ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسا کوئی عمل قبول نہیں کرتے جس میں کسی دوسرے کی خوشنودی بھی مطلوب ہو۔“

حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”میں دوسرے شریکوں کے مقابلے میں شراکت سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ جس نے بظاہر میرے لیے عمل کیا، اس میں میرے سوا کسی اور کو بھی شریک کر لیا تو میں اس سے اور اس کے عمل سے لاتعلق ہو جاتا ہوں۔“ (مسلم)

اخلاص کے مظاہر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حاجی اپنے لباس، سواری اور رہائش وغیرہ میں بے جا مال خرچ نہ کرے۔ حج کے کسی معاملے میں فضول خرچی نہ کرے،

مسائل کے حل کے لیے مرجع اور منصف بنائے، جس سے وہ اختلافی مسائل کا حل تلاش کرے۔ حج مبرور کے لیے احسان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ حاجی حلال اور پاکیزہ چیزوں کا انتخاب کرے۔ خبیث اور حرام سے اجتناب کرے۔ حرام روزی لینے سے بچے کیونکہ اس سے اس کی دعائیں رد ہو جائیں گی اور حج نامقبول ہو جائے گا۔

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہ اللہ پاک ہے اور صرف پاک چیزیں ہی قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں کو دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (المؤمنون)
”اے پیغمبرو! پاک چیزیں کھاؤ اور صالح عمل کرو، تم جو کچھ بھی کرتے ہو، میں اس کو خوب جانتا ہوں۔“

اور فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرة)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم حقیقت میں اللہ کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انہیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔“

پھر آپ نے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو طویل سفر کر کے مکہ مکرمہ پہنچتا ہے اس کے کپڑے اور بال غبار سے اٹے ہوتے ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے۔ اے میرے رب! اے میرے پروردگار! (میری دعائیں قبول کر لے) لیکن اس کا کھانا حرام ہوتا ہے، اس کا مشروب حرام ہے، اس کی غذا بھی حرام ہے تو اس کی دعائیں کیسے قبول ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعائیں، گریہ زاری اور مناجات کے مواقع حاجی کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ قدم بہ قدم اور سفر کے ہر موڑ پر اسے دعائیں کرنے کے مواقع نصیب ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ گھر سے نکلنے کے بعد سے

لے کر حج مکمل ہونے تک جاری رہتا ہے۔ لہذا حاجی کو چاہیے کہ وہ اپنی کمائی، مال اور نفقہ پاکیزہ اور حلال رکھے۔ (تاکہ اس کی دعائیں قبول ہوں)۔ آگاہ رہو احسان کی ایک صورت جس سے حج مبرور کی سعادت حاصل ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ حاجی ممنوعہ چیزوں سے دور رہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الْحَجُّ أَشْهُدٌ مَّعْلُومٌ ۚ فَمَن فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۚ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ﴾ (البقرة)

”حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں جو شخص ان مقرر مہینوں میں حج کی نیت کرے، اُسے خبردار رہنا چاہیے کہ حج کے دوران اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بد عملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو

حج مبرور کے لیے احسان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ حاجی حلال اور پاکیزہ چیزوں کا انتخاب کرے۔ خبیث اور حرام سے اجتناب کرے۔ حرام روزی لینے سے بچے کیونکہ اس سے اس کی دعائیں رد ہو جائیں گی اور حج نامقبول ہو جائے گا۔

اور جو نیک کام تم کرو گے، وہ اللہ کے علم میں ہوگا سفر حج کے لیے زاد راہ ساتھ لے جاؤ، اور سب سے بہتر زاد راہ پرہیزگاری ہے پس اے ہوش مندو! میری نافرمانی سے پرہیز کرو۔“

رفث سے مراد بیوی سے مباشرت اور جماع کرنا ہے۔ فسوق سے مراد ہر قسم کی معصیت ہے خواہ وہ قلبی معصیت ہو جیسے شرک اور نفاق، حسد و بغض، فخر و غرور اور ہر وہ گناہ جس کا دل سے تعلق ہو۔ اسی طرح دیگر اعضاء سے سرزد ہونے والے گناہ جیسے جھوٹ، گالی، تہمت اور دشمنی و عداوت اور دیگر ممنوعات احرام۔

جدال سے مراد لڑائی جھگڑا اور مخالف پر برتری حاصل کرنے کا جذبہ ہے۔ مخالف کو زیر کرنا اور اس کی شکست اور ناکامی کا اظہار ہے۔ حق کے اظہار، دوستی کے بیان اور گمراہ کو راہ دکھانے کے لیے جدال کرنا مراد نہیں۔ اللہ کے بندو! اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ حاجی کو ہر وہ کام چھوڑ دینا چاہیے جو اس کے مناسک حج

کی ادائیگی میں رکاوٹ بنے اور اللہ کی اطاعت سے مشغول کرے۔ وہ بدعات سے پرہیز کرے۔ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے منافی اعمال سرانجام دینا، مذہبی اور قومی تعصب کا اظہار کرنا، حج کے عظیم مقاصد کے منافی ہے۔ فرقہ بندی کو ہوا دینا حج کی حکمت کے خلاف اور دنیا و آخرت میں اس کے عظیم اہداف کے برخلاف ہے۔ ان سب چیزوں سے حاجی کو اجتناب کرنا چاہیے تاکہ وہ حج سے واپس لوٹے تو گناہوں سے مکمل پاک صاف ہو چکا ہو اور اللہ کی بخشش اس کا مقدر بن چکی ہو۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما نے اپنی کتابوں میں یہ روایت درج کی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے اس گھر (بیت اللہ) کا حج کیا اور اس نے نہ کوئی فحش بات کی اور نہ کوئی گناہ کیا تو وہ اس طرح (گناہوں سے پاک صاف) لوٹے گا جیسے وہ اپنی ولادت کے دن (پاک صاف تھا)۔“

حج کے دوران احسان کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ حاجی مختلف خیر و بھلائی کے کاموں میں شرکت کرے۔ فقراء، یتیموں، مساکین

اور بیوہ خواتین کے لیے صدقہ دے اور ان کی مدد کرے۔ رفاہی کاموں میں مصروف فلاحی تنظیموں کے ساتھ تعاون کرے تاکہ مظلوم و مجبور مسلمانوں کی دادرسی کی جاسکے۔ وہ مظلوم و مقبور مسلمان جن کے علاقے جنگ کی زد میں ہیں، ان پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں، ان پر دشمن اٹھ آئے ہیں۔ ان کے لیے ہر راہ مسدود ہو گئی ہے، زمین کی کشادگی ان پر تنگ ہو گئی ہے۔ وہ بے وطن اور بے یار و مددگار ہو گئے ہیں، وہ تنگ دست اور تنگ حال ہیں، ان کے پاس سردی کی شدت اور گرمی کے تھپیڑوں سے بچنے کے لیے مناسب لباس تک نہیں۔

جیسا کہ ہمارے شامی، فلسطینی، برمی، یمنی، صومالی اور دیگر علاقوں کے بھائیوں کا حال ہے۔ یہ لوگ شدید محتاج ہیں۔ وہ ہماری مدد اور سخاوت کے مستحق ہیں۔ وہ سارے مسلمانوں کی مدد و حمایت کے منتظر ہیں۔ مسلمانوں میں سے حجاج کرام بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے احسان کرنے والوں کو عظیم اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَا يُنْفِقْهُ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفِّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٩٠﴾

”لوگوں کو ہدایت بخش دینے کی ذمہ داری تم پر نہیں بلکہ ہدایت تو اللہ ہی جسے چاہتا ہے بخشتا ہے اور خیرات میں جو مال تم خرچ کرتے ہو وہ تمہارے اپنے لیے بھلا ہے۔ آخر تم اسی لیے تو خرچ کرتے ہو کہ اللہ کی رضا حاصل ہو تو جو کچھ مال تم خیرات میں خرچ کرو گے، اس کا پورا پورا اجر تمہیں دیا جائے گا اور تمہاری حق تلفی ہرگز نہ ہوگی۔“

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کو نعم البدل عطا کرنے کا شاندار وعدہ بھی کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣١﴾

”اے نبی! ان سے کہو، میرا رب اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے

کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ناپا تلا رزق دیتا ہے، جو کچھ تم خرچ کر دیتے ہو اُس کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے، وہ سب رازقوں سے بہتر رازق ہے۔“

جج میں حاجی کو اس کے خرچ کے حساب سے اجر ملے گا۔ حمیمین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے عمرے کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”ججے تمہاری تھکاوٹ اور خرچ کے حساب سے اجر و ثواب ملے گا۔“

ان محتاجوں کی مدد کرنا دراصل اپنے دینی بھائیوں کے معاملات کی دیکھ بھال، ان کے حقوق کی ادائیگی اور انہیں مشکلات کے بھنور سے نجات دلانے کی ایک عمدہ صورت ہے تاکہ مسلمان معاشرہ رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ مثال کی عملی شکل بن جائے۔ نبی رحمت و ہدایت نے فرمایا:

”مسلمانوں کی باہمی محبت و الفت اور رحمت و شفقت کی مثال ایک جسم جیسی ہے جب جسم کے

کسی حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو سارے اعضاء بے خوابی اور بخار کا شکار ہو جاتے ہیں۔“

اس روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ نے سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ”ایک مومن دوسرے مومن بھائی کے لیے عمارت کی طرح ہے، جس کی ایک اینٹ دوسری کو مضبوط کرتی ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر دکھایا۔“ (بخاری و مسلم)

لہذا اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور احسان کی تمام صورتوں میں سے اپنے جج کو جج مبرور اور اپنے نیک اعمال کو قبول بنانے والے اسباب اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو کتاب و سنت کی راہنمائی سے نفع عطا کرے۔

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد:

اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے جج کے دوران

جج میں حاجی کو اس کے خرچ کے حساب سے اجر ملے گا۔ حمیمین میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے عمرے کے بارے میں ارشاد فرمایا: ”ججے تمہاری تھکاوٹ اور خرچ کے حساب سے اجر و ثواب ملے گا۔“

رفت، فسوق اور جدال سے منع کرنے کے بعد اس آیت کا اختتام ان الفاظ پر کیا ہے۔

الْحَجَّ أَنْتُمْ مَعْلُومَتٌ ۖ فَمَنْ قَرَضَ فِيهِنَ الْحَجَّ فَلَا رَدَّ وَلَا مُسْقُوتٌ ۚ وَلَا جَدَالٌ فِي الْحَجِّ ۚ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللَّهُ ۚ وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ ۚ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٩٠﴾ (البقرة)

”جج کے مہینے سب کو معلوم ہیں جو شخص ان مقرر مہینوں میں جج کی نیت کرے، اُسے خبردار رہنا چاہیے کہ جج کے دوران اس سے کوئی شہوانی فعل، کوئی بد عملی، کوئی لڑائی جھگڑے کی بات سرزد نہ ہو اور جو نیک کام تم کرو گے، وہ اللہ کے علم میں ہوگا سفر جج کے لیے زاد راہ ساتھ لے جاؤ، اور سب سے بہتر زاد راہ پرہیز گاری ہے پس اے نبوش مندو! میری نافرمانی سے پرہیز کرو۔“

یہ آیت خیر و بھلائی کی شاندار ترغیب دلاتی ہے، اس

میں بہتوں کو اجاگر کرنے، عزائم کو تیز کرنے، تاکہ بہترین زاد راہ حاصل کیا جاسکے، نیکیوں میں اور باقی رہنے والے اعمال میں سبقت لے جانے کی ترغیب اور شوق دلایا گیا ہے۔ نیز نقصان کے تدارک کی راہ دکھائی گئی ہے۔

خصوصاً جبکہ حاجی، اللہ کے فضل و کرم سے اس مبارک شہر اور بابرکت علاقے میں تشریف لا چکے ہیں۔ بہترین اور افضل ترین دن شروع ہونے ہی والے ہیں۔ آگاہ رہو! یہ بہترین دن ذوالحجہ کے پہلے دس دن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی فضیلت اور عظیم اجر و ثواب کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

”اللہ تعالیٰ کو ان ایام میں کیے ہوئے نیک اعمال جس قدر محبوب ہیں وہ کسی اور دن میں محبوب نہیں۔“ صحابہ کرام نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں! جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔“ مگر جو کوئی شخص اپنی جان و مال لے کر

نکلا ہو اور پھر کچھ واپس نہ لایا ہو۔“ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ)

یہ بہت بڑی فضیلت اور شاندار اجر و ثواب ہے۔ جو اس قیمتی موقع سے فائدہ اٹھالے وہ کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنے رب کی رضا کے حصول کے لیے بھرپور کوشش کی، اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور اپنے درجات بلند کر لیے یہ شخص یقیناً کامیاب ہو گیا۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور ان پاکیزہ بابرکت ایام میں نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو۔

اے اللہ! تمام کاموں میں ہمارا انجام بہتر بنا دے۔ ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا لے۔ اے اللہ! ہمارے دین کی اصلاح فرما جو ہمارے تحفظ کا سبب ہے اور ہماری دنیا بہتر بنا دے جس میں ہماری روزی روٹی ہے اور ہماری آخرت سنوار دے جہاں ہمیں لوٹنا ہے۔ ہماری زندگی کو ہر خیر میں اضافے کا باعث بنا دے اور ہماری موت کو ہر شر سے راحت کا سبب بنا دے۔ آمین!



قربانی

ادوارِ عارفین!

جناب مولانا سید محمد داؤد غزنوی

اقوال ہیں لیکن رائج قول یہی ہے کہ ”نسکی“ سے مراد قربانی ہے۔ جیسا کہ سعید بن جبیرؓ قتادہ اور دوسرے تابعین سے مروی ہے۔ لیکن سب سے واضح قرینہ اس کے لیے خود رسول اکرم ﷺ کا عمل ہے۔ سیدنا جابرؓ سے صحاح میں مروی ہے کہ آپ نے دو ذبوں کی قربانی دی جب آپ نے انہیں قبلہ رخ لایا تو یہ دعا پڑھی:

﴿إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَكَا مِ الشُّرُكِينَ﴾

”اس دعا میں ”نسکی“ کا لفظ جہی برجل ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد قربانی ہو اور یہی دعا نبی اکرم ﷺ نے سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کو سکھائی۔ فرمایا: ”اے فاطمہ! اپنی قربانی کے پاس کھڑی ہو اور قربانی ہوتے دیکھنے خون کے ہر قطرہ کے بدلہ میں تیرا گناہ معاف ہوگا اور یہ دعا پڑھی:

﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَلِكَ أُمُوتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ (الانعام)

”اس سے معلوم ہوا کہ ”نسکی“ سے مراد قربانی ہی ہے۔ اس تفسیر کے مطابق اس آیت میں نماز اور قربانی کو ایک ساتھ اسی طرح ذکر کیا گیا ہے جس طرح سورہ کوثر میں:

﴿إِنَّا أَنْعَمْنَا عَلَى الْكَوْثَرِ ۖ فَصَلِّ لِرَبِّكَ ۚ وَ أَنْحَرْ﴾ (الکوثر)

نماز اور قربانی دونوں کا ایک ساتھ ذکر کر کے یوں حکم دیا گیا کہ اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی دے۔

احادیث نبوی:

قرآن کریم کے اس حکم ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ ۚ وَ أَنْحَرْ﴾ کے مطابق نبی کریم ﷺ کا عمل مبارک کیا تھا؟ وہ متعدد احادیث میں مذکور ہے۔

① سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں دس سال اقامت فرمائی ہر سال آپ قربانی دیتے تھے۔ (ترمذی)

فقہائے کرام نے اضحیٰ (قربانی) کی تعریف شرائط اور رکن بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قربانی کے جانور کا ذبح کرنا رکن قربانی ہے۔ اس لیے تضحیٰ یعنی اہراق دم (خون بہانا) واجب ہے امر و وجوب کا تعلق جب کسی معین فعل کے ساتھ ہو تو کوئی دوسری چیز یا فعل اس کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اس لیے اضحیٰ یعنی قربانی کے ایام خرمیں اہراق دم (خون بہانے) سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی شخص قربانی کا جانور خرید کر زندہ کسی کو صدقہ کر دے تو بھی قربانی ادا نہیں ہوگی چہ جائیکہ قربانی کے جانور کی قیمت کسی کو صدقہ کر دے۔ فقہاء کرام کا یہ ارشاد قرآن کریم اور احادیث نبویہ پر مبنی ہے۔

قرآن کریم:

قرآن کریم میں سورہ انعام کے آخر میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے سیدنا نبینا رحمۃ للعالمین و خاتم النبیین کو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آپ اپنی قوم کو اور تمام امت دعوت کو یہ اعلان کر دیں کہ

”مجھے میرے پروردگار نے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے اور وہی راستہ درست صحیح دین اور ابراہیم حنیف کا طریقہ ہے جو ہرگز مشرکوں میں سے نہ تھا۔“

مشرکین کی عبادت غیر اللہ کے لیے ان کی نذر و نیاز اور قربانیاں غیر اللہ کے لیے ہوتی ہیں مگر آپ اعلان کر دیں کہ

﴿إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَ بِذَلِكَ أُمُوتُ وَ أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾ (الانعام)

”میری نماز میری قربانی میری ساری زندگی اور میری موت صرف اللہ رب العزت کے لیے ہے مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔“

اس آیت میں ”نسک“ کے لفظ کی تفسیر میں مختلف

① سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے کسی شخص نے سوال کیا کیا قربانی واجب ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں اتنا جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی دی اور صحابہ کرامؓ نے قربانی دی۔ سائل نے پھر وہی سوال دہرایا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: تم سمجھتے نہیں میں نے کیا کہا؟ میں نے کہا ہے کہ نبی اکرم ﷺ قربانی دیتے رہے اور مسلمان قربانی دیتے رہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا مقصد یہ تھا کہ میں ان اصطلاحات میں نہیں جانتا سیدھی سادی بات جانتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ قربانی دیتے رہے۔

⑤ براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے نماز کے بعد قربانی کا جانور ذبح کیا اس کی قربانی ٹھیک ہوگی اور مسلمانوں کی سنت کے مطابق اس کا عمل رہا۔ (صحیحین)

اس روایت میں مزید الفاظ یوں مروی ہیں:

”اس دن (یوم الاضحیٰ) میں ہمارا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم نماز پڑھیں پھر گھروں کو لوٹ آئیں اور قربانی کا جانور ذبح کریں جس نے اس کے مطابق عمل کیا یقیناً اس کا عمل ہمارے طریقہ کے مطابق رہا۔“

③ سیدنا زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے آپ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہیں۔“

کوئی مسلمان اس حقیقت سے نا آشنا نہیں ہوگا کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے بیٹے سیدنا اسماعیلؑ کی جو قربانی اللہ کی راہ میں پیش کی عید الاضحیٰ اس واقعہ عظیم کی یادگار ہے۔ سیدنا ابراہیمؑ کی اس قربانی پر چار ہزار سال سے اس واقعہ کی یادگار مناتے چلے آ رہے ہیں اور جب تک مسلمان اس کرۂ ارض پر آباد ہیں اس قربانی کی یادگار میں قربانیاں دیتے رہیں گے۔ کسی داعظ کا وعظ کسی خطیب کی سحر بیانی اور کسی حکومت کا جبر و قہر اس سنت ابراہیمی کی یادگار کو ختم نہیں کر سکتا۔ کوئی پہاڑ سے سر ٹکراتا چاہے ٹکرائے لیکن سوائے سر پھوڑنے کے کچھ نہیں آئے گا سیدنا ابراہیمؑ کی قربانی کی یادگار میں۔

⑤ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے صحاح میں یہ روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو خصیہ دنیوں کی قربانی دی اور مسند عبدالرزاق میں سیدہ عائشہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ”جب آپ قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے مونے دے کر خریدتے۔“

روایت میں یہ بھی تصریح ہے کہ ایک دنبہ اپنی طرف سے اور آل محمد کی طرف سے اور دوسرا دنبہ غرباء امت کی طرف سے ذبح فرماتے۔

اسی حدیث کے ذیل میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ متعدد جانور قربانی میں دینا پسندیدہ فعل ہے اس کے بعد فرماتے ہیں: شافعی علماء نے یہ تصریح کی ہے کہ سات بکریوں کی قربانی ایک اونٹ کی قربانی سے افضل ہے اس لیے کہ سات بکریوں کے ذبح میں اراقۃ الدم (خون بہانا) زیادہ اور اسی مناسبت سے ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ (فتح الباری: ۲۳/۳۲)

⑥ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک سو اونٹ کی قربانی دی ۶۳ جانور اپنے دست مبارک سے ذبح کیے باقی جانور سیدنا علی نے ذبح کیے۔ یہ مادیات یہ تجدد پسند یہ نام نہاد روشن خیال یہ معاشی اقتدار سے اسلامی احکام کو ناپنے والے اس خون بہانے کی حکمت کو کیا سمجھیں یہ ضروری نہیں کہ ہر وہ شخص جس کے سر پر دستار فضیلت بندھی ہوئی ہے اور منبر خطابت کو زینت دے رہا ہے وہ اس قربانی کے فلسفہ کو بھی سمجھ سکے۔

ہزار نکتہ باریک تر ز مو ایجاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قربانی کے دن انسان کا کوئی عمل قربانی کے جانور کے خون بہانے سے زیادہ اللہ کے نزدیک محبوب نہیں بالیقین جان لو کہ قربانی کا جانور اپنے سینگوں بالوں اور کھروں سمیت آئے گا اور یہ بھی یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں قبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے پس اے قربانی دینے والو! اس عمل کی عظمت و قبولیت پر خوش ہو جاؤ۔“

⑦ سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو بھی آپ ﷺ نے قربانی کے خون کی عظمت اور ثواب بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”اے فاطمہ! اپنی قربانی کے لیے کھڑی ہو جاؤ اور اس کے پاس موجود ہونے پر قطرہ خون کے بدلہ میں تیرے گناہ بخشے جائیں گے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کیا یہ ثواب صرف ہم اہل بیت کے لیے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صرف اہل بیت کے لیے نہیں بلکہ اہل بیت اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔“ (تہذیبی طہرانی)

⑧ سیدنا علی کی ایک روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے انہیں وصیت کر رکھی تھی کہ میرے بعد میرے لیے قربانی دیتے رہنا۔ حش کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ ہمیشہ دو دنیوں کی قربانی دیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے قربانی دیتا رہوں اس لیے یہ دوسری قربانی نبی کریم ﷺ کی طرف سے دیتا ہوں۔ ایک اور روایت کے مطابق فرمایا: میں اسے کبھی ترک نہیں کروں گا۔ (ابورازی ترمذی)

⑨ سیدنا عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کیے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت سے یہ مسئلہ استنباط کیا کہ امام غرباء میں قربانی کے جانور تقسیم کرے تاکہ وہ بھی اس دن قربانی ذبح کر کے سنت ابراہیمی کے ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔ ذرا غور فرمائیے کہ عہد نبوی میں صورت حال یہ تھی کہ آپ غرباء میں قربانی کے جانور تقسیم کرتے تھے کہ وہ بھی قربانی دے سکیں۔

بہر حال ان تمام روایات کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ شارع علیہ السلام کے نزدیک قربانی کے جانور کا ذبح کرنا ہی مطلوب اور سنت ابراہیمی کے ادا کرنے کی صحیح صورت ہے اور کوئی دوسری چیز اس کا بدل نہیں ہو سکتی اور اس حقیقت کے طرف فقہاء کرام نے رہنمائی کی ہے۔

فقہاء کرام کی تصریحات:

اب آپ کے سامنے فقہاء کرام کی تصریحات پیش کرتا ہوں۔ در مختار اور اس کا حاشیہ رد المحتار فقہ حنفیہ کی

مشہور اور مستند کتاب ہے۔ صاحب در مختار کتاب الاضحیہ کے ذیل میں اضحیہ (قربانی) کی تعریف قربانی کی شرائط قربانی کا وقت بیان کرنے کے بعد قربانی کا رکن بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یعنی قربانی کا رکن ان جانوروں کا ذبح کرنا جن کی قربانی دی جاسکتی ہے پس واجب اراقۃ الدم یعنی خون بہانا ہے۔“ علامہ شامی لکھتے ہیں:

”اس لیے کہ کسی چیز کا رکن وہی ہو سکتا ہے جس کا قیام اس کے ساتھ ہو۔ قربانی چونکہ ذبح ہی کے ساتھ وجود میں آتی ہے اس لیے ذبح جانور قربانی کا رکن ہوا۔ (رد المحتار: ج ۵ ص ۲۰۰)

اس کے بعد علامہ شامی اراقۃ الدم کے وجوب پر لکھتے ہیں:

یعنی ”اراقۃ الدم کے وجوب پر دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زندہ جانور قربانی کا کسی کو بطور صدقہ دے دے تو یہ قربانی کا مقصور نہ ہوگی۔“ (رد المحتار: ج ۵ ص ۲۲۰)

فتاویٰ عالمگیری:

فقہ حنفیہ کے مشہور فتاویٰ عالمگیریہ میں یوں وضاحت کی گئی ہے فرماتے ہیں:

”قربانی کے احکام میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی دوسری چیز ایام غرمیں اس کے قایم مقام نہیں ہو سکتی بنا بریں اگر کوئی شخص زندہ بکری کسی کو صدقہ کر دے تو قربانی اس کے ذمہ بحال رہے گی۔“ (رد المحتار: ج ۵ ص ۳۲۶)

بدائع الصنائع:

بدائع الصنائع فقہ حنفی کی بلند پایہ کتاب ہے یہ کتاب ترتیب مضامین اور حسن بیان کے لحاظ سے بے مثل ہے اس کے مصنف امام علاء الدین انکاسانی ملک العلماء کے لقب سے پکارے جاتے تھے انہوں نے ”کیفیت وجوب اضحیہ“ کے ذیل میں متعدد احکام لکھے ہیں زیر بحث مسئلہ کے متعلق فرماتے ہیں:

”یعنی وجوب قربانی کی کیفیات میں سے ایک یہ ہے کہ قربانی یعنی ذبح جانور کا بدل یا اس کا

تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی تمام نعمتوں سے مالا مال کر دیا تھا۔ آپ کی دینی عظمت و بزرگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ کو متعدد مقامات پر حکم دیا گیا:

﴿قُلْ صَدَقَ اللَّهُ ۖ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (ال عمران)

”کہہ دیجئے! اللہ نے جو فرمایا سچ فرمایا ہے۔ تم یکسو ہو کر ابراہیم (علیہ السلام) کے طریقہ کی اتباع کرتے جاؤ۔

ابراہیم (علیہ السلام) کا مشرکوں سے کوئی واسطہ نہ تھا۔“

﴿وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ (النساء)

”اس شخص سے بہتر کس کا طرز عمل ہو سکتا ہے جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور اپنا رویہ نیک رکھا اور یکسو ہو کر ابراہیم (علیہ السلام) کے طریقے کی پیروی کی جسے اللہ نے اپنا دوست بنالیا تھا۔“

﴿وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَتْهُنَّ ۖ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ۚ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ قَالَ لَا يَنْتَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ (البقرة)

”جب ابراہیم (علیہ السلام) کو اس کے رب نے چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورے اترے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم (علیہ السلام)! میں تجھ کو سب دنیا کا پیشوا بنانے والا ہوں ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا۔ کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا وعدہ ظالموں کیلئے نہیں۔“

حیدر انبیاء کا انتقال

جد الانبیاء ﷺ کی عمر مبارک 175 سال کی ہوئی تو آپ نے نہایت ہی کمزوری اور ضعف کی حالت میں

قائم مقام کوئی نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص بجائے ذبح کرنے کے زندہ بکری کسی کو صدقہ کر دے یا اس کی قیمت صدقہ کر دے تو اس سے قربانی ادا نہیں ہوگی۔ اس لیے قربانی کے وجوب کا تعلق خون بہانے کے ساتھ ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ وجوب کا تعلق اگر ایک معین فعل کے ساتھ ہو تو کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔“

اس کے بعد سوال کو پیش نظر رکھ کر صدقہ فطر میں جس کی بجائے قیمت دینا جائز ہے تو قربانی میں بھی یہ صورت جائز ہونی چاہیے کہ بجائے قربانی کے اس کی قیمت کا صدقہ کر دیا جائے فرماتے ہیں:

”ایام نحر میں جو چیز واجب ہے وہ ہے خون بہانا یعنی ذبح جانور شریعت نے اس کی وجہ نہیں بتائی۔ اس لیے وجوب کا حکم مورد شرع کے ساتھ مخصوص ہو گا۔ بخلاف صدقہ فطر کے کہ اس میں نبی کریم ﷺ نے علت بیان کر دی کہ مساکین کو عید الفطر کے دنوں میں سوال سے بے نیاز کر دو۔ یہ سوال سے بے نیاز صدقہ فطر میں جس کے ادا کر دینے سے بھی ہوتی ہے اس لیے ہمارے نزدیک صدقہ فطر میں تو قیمت دی جاسکتی ہے لیکن قربانی میں نہیں دی جاسکتی۔“ (جزء 5، ص 62)

فقہاء کرام کے فتویٰ کو واضح کرنے کے لیے یہ چند عبارات کافی ہیں اس طرح یہ حقیقت صاف طور پر سامنے آگئی ہے کہ قربانی کے ایام میں جانور ذبح کرنے سے ہی قربانی ادا ہو سکتی ہے قیمت تو درکنار خود زندہ جانور صدقہ کر دینے سے بھی قربانی کے وجوب سے کوئی عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

بقیہ

سیدنا ابراہیم کی حیات عظیم

”اور ہم نے ابراہیم کو دنیا میں عزت عطا کی اور آخرت میں آپ نیک لوگوں کے ساتھی ہوں گے۔“

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کا تعلق جس دور سے ہے اس دور کو تاریخ میں لگہ بانی کا دور شمار کیا جاتا ہے۔ اس وقت کی سب سے بڑی دولت بھڑ بھڑکیاں تھیں۔

سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس اتنا مال تھا کہ بڑے سے بڑا جنگل بھی تنگی دامن کی شکایت کرتا گویا کہ اللہ

انتقال فرمایا۔ آپ ﷺ کو آپ کی رفیقہ حیات سیدہ سارہ رحمہا کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کی تجسیم و تنعین میں حضرت اسحاق (علیہ السلام) اور حضرت اسمعیل (علیہ السلام) شریک ہوئے۔ (تورۃ کتاب پیدائش)

وہ عظیم المرتبت شخصیت گرامی دنیا سے رخصت ہوئی جس نے انسانیت کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لئے خوفناک تکالیف و مصائب کا سامنا کیا اور مشکلات کے پہاڑ کاٹتے ہوئے اپنے عظیم ترین مشن کو ایسا جاری فرمایا کہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام (علیہ السلام) کے لئے ہائے جس سرور کو نبین (علیہ السلام) اور آپ کی امت کو ہدایت فرمائی کہ آپ کی دنیوی اور اخروی کامیابی کا راز ظلیل خدا، جد انبیاء (علیہ السلام) کی اتباع میں مضمر ہے اور طریقہ ظلیل سے انحراف بے وقوفی کے مترادف ہوگا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ
اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

مرکزی جمعیت حویلی لکھا کا اجلاس

4 ستمبر بروز جمعۃ المبارک بعد نماز مغرب جامع مسجد الاسلام اہل حدیث حویلی لکھا میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کا اہم اجلاس ہوا جس کی صدارت ڈاکٹر اظہر حسن امیر حویلی لکھا نے کی۔ ماہانہ تبلیغی پروگرام کو سراہا گیا۔ اس موقع پر درس قرآن حاجی احمد صدیق نے ارشاد فرمایا اور امیر موصوف نے اپنے سفر حج کے دوران قائم مقام امیر قاری محمد یونس ناظم جامعہ فاروقیہ اہلحدیث کو مقرر کیا۔

منجانب: محمد عباس حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ

اعلان تعطیل

عید الاضحیٰ کے مبارک موقع پر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے جملہ دفاتر 24 تا 28 ستمبر 2015ء (بروز جمعرات تا سوموار) بند رہیں گے اور مفت روزہ ”اہلحدیث“ کا آئندہ شمارہ 9 اکتوبر 2015ء کو شائع ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات مطلع رہیں۔ (ادارہ)

نوٹ: زیر نظر عید ایڈیشن کی قیمت -/20 روپے ہے ایجنسی ہولڈرز مطلع رہیں۔

اوپر بولا جاتا ہے، تمام جانوروں میں خواہ وہ اونٹ ہو گا گئے ہو یا بکری۔

جذع کی وضاحت:

بھیڑ کی جس (دنبہ، بھیڑ، چھترا) صحیح ترین قول کے مطابق جب ایک سال مکمل کر لے تو جذع کہلاتی ہے۔ مندرجہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ قربانی کا جانور دو دانٹا مسنہ ہونا ضروری ہے اگر مسنہ کے حصول میں دشواری ہو تو پھر صرف بھیڑ کی جس سے جذع کرنے کی رخصت ہے جو کہ دیگر جنسوں میں نہیں۔

مسنہ (بکری) کا جذع

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أَوَّلَ مَا تَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنُحَرِّقَ، مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ، فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ». فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ، وَقَدْ ذَبَحَ، فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي جَذْعَةً، فَقَالَ: «اذْبَحْهَا وَلَكِنْ تَجْزِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ». قَالَ مُطَرِّفٌ: عَنْ عَامِرٍ، عَنِ الْبَرَاءِ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ». [بخاری]

ہم اس دن نماز پڑھنے سے ابتداء کرتے ہیں پھر واپس لوٹتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں جس نے اسی طرح کیا تو اس نے درست کیا اور جس نے نماز سے قبل ہی قربانی کا جانور ذبح کر لیا تو وہ قربانی نہیں بلکہ عام گوشت ہے جو کہ اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کیا ہے۔ تو ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، انہوں نے نماز عید سے قبل ہی قربانی کا جانور ذبح کر لیا تھا۔ کہنے لگے کہ میرے پاس (بکری کا) جذع ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ذبح کر لے اور تیرے بعد کسی سے یہ کفایت نہیں کرے گا۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں مختلف الفاظ کے ساتھ دس جگہوں پر آئی ہے۔ اس حدیث سے بعض لوگ یہ مسئلہ نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بکری کا جذع بھی بوقت

قربانی احکام و مسائل

تحریر

جناب مولانا محمد رفیق طاہر رحمان

ایک سالہ ذبح کرلو۔ (صحیح مسلم)

صحیح مسلم کی اس حدیث پر اعتراض:

بعض لوگوں نے اس صحیح حدیث پر اعتراض کیا ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں کیونکہ ابو زبیر مدلس راوی ہے اور وہ اس حدیث کو [عن] سے روایت کر رہا ہے۔ جبکہ لیث بن سعد کے علاوہ جو کوئی بھی ابو زبیر کی معصن روایت نقل کرے وہ قابل احتجاج نہیں ہوتی۔ لہذا مدلس کا معصن مردود ہونے کی وجہ سے یہ حدیث بھی ساقط الاعتبار ہے۔ یہی بات علامہ البانی نے سلسلۃ الأحادیث الضعیفہ میں کہی ہے۔

جواب اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ امام مسلم نے مدلسین کی جو معصن روایات اپنی صحیح میں نقل کی ہیں وہ سماع پر محمول ہیں اور یہ حدیث جابر بن عبد اللہ سے ابو زبیر نے سنی ہے۔

مسئلہ کیا ہے؟ جب جانور کے دودھ کے دانت دوسرے نئے دانت نکلنے کی وجہ سے گر جائیں تو وہ مسنہ کہلاتا ہے۔

عموماً منڈیوں میں دھوکا دینے کے لیے بعض لوگ جانور کے دانت خود توڑ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دو دانٹا ہو گیا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ دو دانٹا اس وقت ہوگا جب اس کے ثنایا طلوع ہوں گے، دودھ کے دانتوں کا ٹوٹ جانا ہی کافی نہیں بلکہ نئے دانتوں کا نکلنا بھی مسنہ ہونے کی شرط ہے۔ نیز مسنہ کی اس تعریف میں وہ جانور بھی شامل مسنہ ہیں جن کے چار یا چھ دانت نئے نکل آئیں کیونکہ ثنایا کے طلوع ہونے کے بعد جانور کا نام مسنہ ہے۔

امام شوکانی نے بھی یہی بات نیل الاوطار میں بایں الفاظ تحریر فرمائی ہے:

«إِذَا قَالَ الْعُلَمَاءُ: الْمُسْنَةُ هِيَ الثَّنِيَّةُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ فَمَا فَوْقَهَا». (نیل الاوطار)

اہل علم کا کہنا ہے کہ مسنہ دو دانٹا یا دو دانٹا سے

ہو قربانیاں گھروں میں کی جاتی ہیں ان کو اخصیۃ کہتے ہیں اس کی جمع اضاچی ہے۔ جس طرح حج کرنے والے کے لیے قربانی کرنا ضروری ہے ایسے ہی صاحب استطاعت کے لیے گھر میں قربانی کرنا بھی ضروری ہے۔

قربانی کی فریضت:

سیدنا جندب بن سفیان بخلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی تو کچھ لوگوں نے نماز عید سے قبل ہی قربانی کر لی، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز عید ادا فرمانے کے بعد دیکھا تو ارشاد فرمایا:

«أَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَاتَهَا أُخْرَى، وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ» [بخاری]

”جس نے نماز سے قبل قربانی کی ہے وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے قربانی نہیں کی نماز پڑھنے تک تو وہ اب اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کرے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«أَمَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَوْ يَضْحَحُ فَلَا يَقْرَبُنَا فِي مَسَاجِدِنَا» [سنن الدارقطنی]

”جس کے پاس قربانی کرنے کی استطاعت ہو اور پھر بھی وہ قربانی نہیں کرتا تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب ہی نہ آئے۔“

قربانی کے جانور کی عمر:

جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسْنَةً، إِلَّا أَنْ يَغْسَرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوا جَذْعَةً مِنَ الضَّأْنِ»

تم صرف اور صرف مسنہ ہی ذبح کرو لیکن اگر تمہیں دشواری پیش آئے تو ضأن (بھیڑ، چھترا، دنبہ)

دشواری کفایت کر جاتا ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حالت عسر میں اس کو قربانی دینے کی اجازت دی۔

لیکن یہ حدیث ان کے لیے دلیل نہیں بنتی کیونکہ خود رسول اکرم ﷺ ہی فرما رہے ہیں:

[وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ]

”تیرے بعد کوئی بھی کفایت نہ کرے گا۔“

حالت عسر و عدم عسر کی کوئی قید نہیں لگائی۔

کچھ دوسرے ایسے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ صرف بکری کا جذع کفایت نہیں کرتا باقی سب جانوروں کا جذع کفایت کر جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں تذکرہ بکری کا ہو رہا ہے اور اس کے جذع کی کفایت نہ کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

مگر ان کی یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب التکبیر، إلی العید، (869) میں

یہ روایت ان الفاظ سے مروی ہے:

[وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ]

”تیرے بعد کوئی بھی جذع کسی سے بھی کفایت نہ کرے گا۔“

یہاں لفظ ”جذع“ مکرہ ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ جب مکرہ لفظ کے تحت آئے تو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔

کچھ دیگر اشکالات:

جذع کی قربانی کے جواز میں ایک روایت یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

[نِعْمَ - أَوْ نِعْمَتِ - الْأُضْحِيَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ]

(سنن الکبری للبیہقی)

”بھیر کا جذع بہترین قربانی ہے۔“

لہذا ثابت ہوا کہ بھیر کا جذع کرنا مسنہ سے بھی افضل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ اس کو بہترین قربانی قرار دیا ہے۔

لیکن یہ روایت پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی کیونکہ اس میں کدام بن عبد الرحمن اور اس کا شیخ ابو کباش دونوں مجہول ہیں۔

مجاہد بن مسعود بن ثعلبہ نے ایک سفر میں یہ اعلان کروایا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ

[إِنَّ الْجَذَعَ يُؤْفَى بِمَا يُؤْفَى مِنْهُ الشَّيْءُ]

(سنن ابی داود)

”جذع“ ہر اس جانور کا کفایت کر جاتا ہے جس کا مسنہ کفایت کرتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دشواری کے وقت بکری، اونٹ، گائے کی جنس سے بھی ”جذع“ کفایت کر جائے گا۔

لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ حدیث

[لَا تَذْبَحُوا إِلَّا مُسْنَةً إِلَّا أَنْ يَعْسُرَ]

عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ]

(النسائی)

اس کی وضاحت کر رہی ہے کہ صرف بھیر کا جذع ہی مسنہ سے کفایت کر سکتا ہے اور وہ بھی بوقت دشواری، کیونکہ اسی روایت میں اس بات کی وضاحت موجود ہے کہ یہ فرمان رسول اللہ ﷺ نے دوران سفر جاری فرمایا تھا، جب صحابہ کرام دو، دو اور تین، تین ”جذع“ دے کر ایک، ایک مسنہ خریدنے پر مجبور تھے اور دشواری تھی مسنہ کو خریدنے میں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ خَيْرٌ مِنَ السَّيِّدِ مِنَ الْمُعْزِ]

(المستدرک للحاکم)

”بھیر کا کھیرا بکری کے دو دانٹے سے بہتر ہے۔“

اس کی سند میں ابو ثعلالہ ثمامہ بن وائل نامی راوی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [فی حدیثہ نظر] یعنی یہ راوی ضعیف ہے۔ (تہذیب التکالیف فی أسماء الرجال للرمی)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[أَنَّ الْجَذَعَ مِنَ الضَّأْنِ خَيْرٌ مِنَ الشَّيْءِ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ، وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ ذَمًّا]

أَفْضَلَ مِنْهُ لَقَدَى بِهِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ

السَّلَامُ]

(سنن الکبری للبیہقی)

بھیر کا جذع دو دانٹے اونٹ اور گائے سے بہتر ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کسی ذبیحہ کو سمجھتے تو ابراہیم علیہ السلام کو وہی عطا فرماتے۔

اس کی سند میں اسحاق بن ابراہیم الحنفی راوی ضعیف ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

[أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ بِجَذَعٍ مِنَ الضَّأْنِ مَهْزُولٍ خَسِيسٍ وَجَذَعٍ مِنَ الْمُعْزِ سَمِينٍ فَسَبَّحَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ]

هُوَ خَيْرُهُمَا أَفَأُضْحِي بِهِ؟ فَقَالَ: ”صَحَّ

بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ أَعْنَى“]

(المستدرک للحاکم)

ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس بھیر کا کمزور

وحشیر سا جذع اور بکری کا مونا تازہ جذع لے کر آیا اور کہنے لگا کہ یہ (بکری والا جذع) ان دونوں میں سے بہتر ہے کیا میں اس کی قربانی کر لوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی قربانی کر لے یقیناً اللہ تعالیٰ بہت غنی ہے۔

اس کی سند میں قزعة بن سوید ضعیف ہے۔

بلال فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[يَحْجُوزُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ، أَضْحِيَّةً]

”بھیر کا جذع قربانی کے لیے جائز ہے۔“ (ابن ماجہ)

اس کی سند میں ام محمد بن ابی یحییٰ مجہول ہے۔

الغرض اس قسم کی تمام روایات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔

جن جانوروں کی قربانی جائز نہیں:

سیدنا علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ:

[أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَيْنِ وَالْأُذُنَيْنِ]

”ہم جانور کی آنکھیں اور کان اچھی طرح دیکھیں۔“

یاد رہے کہ تھوڑا کٹا ہوا اور زیادہ کٹا ہوا دونوں برابر ہیں، کتاب وسنت میں کوئی فرق مذکور نہیں۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا:

[أَرَبَعَ لَا تَحْجُوزُ فِي الْأَضْحَاجِ - فَقَالَ:

الْعُورَاءُ بَيْنَ عَوْرَتِهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيْنَ

مَرَضَتِهَا، وَالْعُرْجَاءُ بَيْنَ ذُلْعُفَتِهَا، وَالْكَبِيرُ

الَّتِي لَا تَنْقَى]

(سنن ابی داود)

چار جانور قربانی میں جائز نہیں:

① کانا، جس کا کان پین ظاہر ہو ② بیمار، جس کی

بیماری واضح ہو۔ ③ لنگڑا، جس کا لنگڑا پین ظاہر

ہو۔ ④ لاغر، جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ ہو۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

[نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُضْحَى

بِأَعْصَبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ]

(تومذی)

رسول اللہ ﷺ نے کان کٹے اور سیٹک ٹوٹے

جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔

یہ چند عیوب ہیں جن کی بناء پر جانور قربانی کے لیے ذبح نہیں کیا جاسکتا اور جب یہ عیوب مزید بڑھ جائیں مثلاً جانور مکمل اندھا ہو جائے یا لنگڑا ہو یا چلنے

مجھے میرے گھر والوں نے غلط روی پر ابھارنے کی کوشش کی جبکہ مجھے سنت کا علم ہو چکا تھا کہ ایک گھرانے والے ایک یا دو بکریاں ذبح کرتے تھے، کہ (اگر اب ہم ایسا ہی کریں گے تو) ہمارے پڑوسی ہمیں کتھوی کا طعنہ دیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن ہشام بیان فرماتے ہیں کہ:

[كَانَ يُضْحِي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ] (بخاری)

رسول اللہ ﷺ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک بکری ذبح کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن ہشام خود بھی اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری قربانی دیتے تھے۔ (بخاری)

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ

① گائے اور اونٹ میں سات سات افراد شریک ہو سکتے ہیں۔

② اونٹ میں دس افراد بھی چاہیں تو شرکت کر سکتے ہیں۔

③ ایک یا دو بکریاں تمام گھر والوں کی طرف سے کفایت کر جاتی ہیں۔

میت کی طرف سے قربانی:

میت کی طرف سے قربانی کرنے کی کوئی خاص دلیل موجود نہیں۔ بالعموم مندرجہ ذیل روایات پیش کی جاتی ہیں جو کہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔

ابورافع کی روایت کہ:

[ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مَوْجِيْنِ خَصِيْنَيْنِ، فَقَالَ: "أَحَدُهُمَا عَمَّنْ شَهِدَ بِالتَّوْحِيدِ، وَلَهُ بِالْبَلَاغِ، وَالْآخَرُ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ." (مسند أحمد)]

رسول اللہ ﷺ نے دو موٹے تازے خسی مینڈھوں کی قربانی کی، ایک اپنی امت کے ان لوگوں کی طرف سے جنھوں نے اللہ کی توحید اور آپ ﷺ کے لیے پیغام پہنچانے کی گواہی دی اور دوسرا اپنی اور اپنی آل کی طرف سے۔

اس روایت کی تمام تراسانید عبداللہ بن محمد بن عقیل پر جمع ہو جاتی ہیں جو کہ لین الحدیث ہے۔ اس کے علاوہ مسند احمد والی ایک سند میں زہیر بن محمد سوء الحفظ ہے اور

ایک سند میں شریک بن عبداللہ بن ابی شریک کثرت خطا اور سوء حفظ کا شکار ہے۔ لہذا یہ روایت قابل احتجاج نہیں۔ اسی طرح کی ایک اور روایت حذیفہ بن اسید سے مروی ہے جسے حاکم نے مستدرک میں اور علامہ بیہقی نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے۔ اس کی سند میں یحییٰ بن نصر بن حاجب نامی راوی ضعیف ہے۔

سیدنا علی بن ابی طالب کے بارہ میں روایت ہے کہ:

[أَنَّهُ كَانَ يُضْحِي بِكَبْشَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، فَقِيلَ لَهُ: فَقَالَ: أَمَرَنِي بِهِ، -يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ- فَلَا أَدْعُهُ أَبَدًا.]

وہ دو مینڈھے ذبح کیا کرتے تھے، ایک نبی ﷺ کی طرف سے اور دوسرا اپنی طرف سے، جب ان سے پوچھا گیا تو کہنے لگے کہ: مجھے اس کا حکم نبی ﷺ نے دیا تھا لہذا میں یہ کام کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ (ترمذی)

اس کی سند میں شریک بن عبداللہ بن شریک کثیر الخطاء ہونے کی وجہ سے ضعیف اور اس کا شیخ ابوالحسن حسن کوئی مجہول ہے۔ لہذا یہ روایت بھی قابل احتجاج نہیں۔

قربانی کرنے والوں کے لیے ضروری بات:

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[إِذَا رَأَيْتُمْ هَلَالَ ذِي الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضْحِيَ، فَلْيُتَسَبَّحْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَطْفَارِهِ.] (مسلم)

جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھو اور تم میں سے جو بھی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے حتیٰ کہ قربانی کر لے۔

قربانی جس گھر کی طرف سے کی جارہی ہو، اس گھر کے تمام افراد کے لیے یہ پابندی ہے۔

جو قربانی کی استطاعت نہ رکھے:

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ: میرے پاس قربانی کا کوئی جانور نہیں سوائے ایک لویری (دودھ دینے والا جانور) کے، کیا میں اس کی قربانی دے لوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

[لَا، وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَأَطْفَارِكَ]

وَتَقْصُ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَتِلْكَ تَمَامُ أَضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.] (ابوداؤد)

”نہیں! لیکن تو (اس دن) بال، ناخن، مونچھیں کٹوائے اور زیر ناف بال مونڈ لے تو اللہ عزوجل کے ہاں یہ تیری پوری قربانی ہے۔“

یاد رہے کہ جو شخص قربانی کی استطاعت نہیں رکھتا اور وہ قربانی کا ثواب لینا چاہتا ہے تو اس کے لیے قربانی کے دن مندرجہ بالا افعال سرانجام دینا لازم ہوں گے مگر بلال ذی الحجہ کے طلوع ہونے کے بعد اس پر بال و ناخن کٹوانے کی پابندی نہیں بلکہ یہ پابندی صرف قربانی کرنے والوں پر ہے۔

قربانی کا وقت:

قربانی عید الاضحیٰ کی ادائیگی کے بعد کی جائے۔ اگر کوئی شخص نماز عید ادا کرنے سے قبل قربانی کر لے تو وہ اس کی قربانی شمار نہ ہوگی بلکہ اس کو دوسری قربانی دینا پڑے گی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ (بخاری)

اور اس وقت کے اختتام کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

[أَيَّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ] (سنن الدارقطنی)

تشریق کے تمام دن ذبح کے دن ہیں۔

ایام تشریق گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو کہا جاتا ہے۔

فضیلت والا دن:

یوں تو ان چاروں دنوں میں قربانی کی جا سکتی ہے (ایام تشریق اور یوم نحر میں) لیکن ان تمام میں سے افضل دن یوم نحر یعنی دس ذوالحجہ کا دن ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

[مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهِنَّ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ هَذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ.] (الترمذی)

”دوسرے دنوں کی نیکی ان دس دنوں کی نیکی سے زیادہ اللہ کو محبوب نہیں۔“

تو جب یوم نحر کو قربانی کی جائے گی تو وہ ان دس دنوں میں شامل ہونے کی وجہ سے اللہ کو زیادہ محبوب ہوگی۔

قربانی کا جانور خود ذبح کرنا:

سیدنا اس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَحَرَّ سَبْعَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهِ]

قِيَامًا، وَضَحَى بِالْمَدِينَةِ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَبَيْنِ
أَمْلَحَيْنِ۔ (ابوداؤد)
نبی کریم ﷺ نے کھڑے سات اونٹ اپنے ہاتھ
سے نحر کیے اور مدینہ میں دو عدد سیٹکوں والے
مینڈھے ذبح کیے۔

عورت کا ذبح:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:
إِنَّ أُمَّرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ، فَسَيَّلَ
النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا۔ (بخاری)
ایک عورت نے ایک بکری (تیز دھار) پتھر کے ساتھ
ذبح کر دی تو اس کے بارہ میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا
گیا تو آپ ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔
یعنی عورت اپنا قربانی کا جانور خود ذبح کر سکتی ہے
اگر اس کو ذبح کرنا آتا ہو۔

قصاب سے قربانی کروانا:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے
تکلم دیا کہ میں آپ کے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں
اور ان کا گوشت اور کھالیں سب تقسیم کر دوں اور (قصاب
کو) اس کی مزدوری اس (گوشت یا کھال) کی صورت
میں نہ دوں۔ (بخاری)

قربانی کے گوشت کا مصرف:

فرمان الہی ہے:
﴿وَيَذْكُرُوا أَنَّمَا اللَّهُ فِي آيَاتِهِ مَعْلُومَتٌ عَلَىٰ مَا
رَزَقَهُمْ مِنْ بَيْنِهِمْ الْإِنْعَامَ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَ
أَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ﴾ (الحج)
”معلوم دنوں میں جو چوپائے ہم نے دیئے ہیں
ان پر اللہ کا نام ذکر کریں اور خود بھی کھاؤ اور تنگ
دست و سوائی کو بھی کھاؤ۔“
مزید فرمایا:

﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَنَاعَ وَالْمُعْتَرَّ﴾
”خود بھی کھاؤ اور مانگنے والے اور نہ مانگنے والے کو
بھی دو۔“ (الحج: 36)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِمَنْ ضَحَى مِنْكُمْ فَلَا يُصَحَّرَ بَعْدَ
ثَالِثَةِ وَتَقِي فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ، فَلَمَّا كَانَ

الْعَامَ الْمُقْبِلُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَفْعَلُ
كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؟ قَالَ: "كُلُوا
وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ
بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا"۔
”جس نے تم میں سے قربانی کی ہے وہ تیسرے
دن بعد اس حال میں صبح نہ کرے کہ اس کے گھر
میں قربانی کے گوشت سے کوئی چیز باقی ہو۔“
آئندہ سال صحابہ نے کہا: ”اے اللہ کے
رسول ﷺ! جس طرح ہم نے پچھلے سال کیا تھا،
کیا اب بھی اسی طرح کریں؟“ آپ ﷺ نے
فرمایا: ”تم کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو، اس سال
لوگوں کو مشقت تھی تو میں نے چاہا کہ تم اس میں
ان کی مدد کرو۔“ (بخاری)

مذکورہ بالا اولہ سے معلوم ہوا کہ قربانی کا گوشت
بندہ خود بھی کھائے، دوست، احباب کو تحفہ بھی دے اور
صدقہ بھی کرے۔ یہ تینوں کام کرے لیکن حصوں کی تحدید
و تعین کتاب و سنت میں وارد نہیں ہوئی لہذا جو تناسب سمجھتا
ہو، رکھے، اللہ نے آزادی دی ہے۔

قربانی کی کھالوں کا مصرف:

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَىٰ بَذْنِهِ،
وَأَنْ يَتَّقِسَ بَذْنَهُ كُلَّهَا، لَحُومَهَا وَجُلُودَهَا
وَجِلْدَهَا، وَلَا يُعْطِي فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا۔
”سیدنا علی بن ابی طالب نے عبد الرحمن بن ابی
لیلیٰ کو بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ
آپ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں پر (بطور نگران)
کھڑے ہوں اور ان کو حکم دیا کہ اس کا گوشت اور
کھالیں اور جل اور جل میں صدقہ کر دیں اور اس
(گوشت، کھالوں اور جل) میں سے کچھ بھی اس
کی اجرت کے طور پر نہ دوں۔“ (بخاری)

اس حدیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی
کھالیں صدقہ ہیں اور صدقہ کے مصارف اللہ تعالیٰ نے
قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَتُ لِلْفُقَرَاءِ وَ الْمَسْكِينِ وَ
الْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ
وَ الْغُرَمِينَ وَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ آيِنِ السَّبِيلِ
قَرِيبَةً مِّنَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾

”صدقات یقیناً صرف اور صرف فقراء، مساکین
(صدقہ کے) عاملین اور تالیف قلب اور گردنوں کو
آزاد کروانے اور غارمین (جن کو چٹی پڑ جائے)
اور فی سبیل اللہ (جہاد) اور مسافروں کے لیے
ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ ہے اور اللہ
تعالیٰ خوب جاننے والا، حکمت والا ہے۔“ (التوبہ)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے صدقات کے
آٹھ مصارف بیان کیے ہیں لہذا قربانی کی کھالیں بھی ان
آٹھ مصارف پر خرچ کی جائیں۔
هذا ما عندی والله أعلم بالصواب

اسلامی نظام کے لیے اتحاد کا مظاہرہ کرنا ہوگا

① اسلام آباد..... امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث اسلام
آباد حافظ مقصود احمد نے کہا ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث
پاکستان کی سیاسی جدوجہد ”اسلام اور پاکستان“ کے گرد گھومتی
ہے۔ ہم نہ تو اپنے دین اسلام پر کوئی سمجھوتہ کریں گے اور نہ ہی
اپنے ملک پاکستان پر۔ پاکستان دنیا بھر میں اسلام کی پہچان ہے
ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکز اہل حدیث اسلام آباد میں
ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ حافظ مقصود احمد نے کہا
کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اسلام اور پاکستان کے
قریب ترین سیاسی پارٹی کی حمایت کرتی ہے۔ ہماری مجلس شورٰی
نے اتفاق رائے سے مسلم لیگ ن کی حمایت کا فیصلہ کیا۔ مسلم لیگ
ن کے اتحادی ضرور ہیں مگر اس کی تمام پالیسیوں کے پابند نہیں۔
کئی مواقع پر ہمارے قائد علامہ ساجد میر نے پارلیمنٹ کے اندر
اور باہر حکومت کے موقف کی کھل کر مخالفت کی ہے۔ حافظ مقصود
احمد نے بھارت کی طرف سے مذاکرات کے لیے شرائط عائد
کرنے کو ایک شرمناک عمل قرار دیا اور کہا کہ اقوام متحدہ بھارتی
ہت دھری کا نوٹس لے۔ کشمیر پاکستان و بھارت کے درمیان
مسائل کی جڑ ہے اگر مذاکرات میں اسے ہی شامل نہیں کرتا تو
مذاکرات بے سود ہوں گے۔ انہوں نے حکومت کی طرف سے
مسئلہ کشمیر پر جرات مندانہ موقف کی تحسین کی۔

منجانب: ایم این اے سلفی میڈیا سیل اسلام آباد

خطیب کے ضرور تمند

② ہمارے پاس منجھے ہوئے عالم دین جواد اور پنجابی
کے بہترین خطیب ہیں آج کل فارغ ہیں لاہور شہر یا مضافات
میں ضرورت ہو تو رابطہ فرمائیں۔

رابطہ: حکیم مبشر حسن علی: 0321-4316316

حیاتِ عظیمہ کی ایک جھلک

علیہ السلام

سیدنا ابراہیم

تحریر جناب مولانا میاں محمد جمیل

طواف کرتے تھے۔

سیدنا ابراہیم کی ولادت باسعادت

تورات کے نسخہ سچینہ کا جو ترجمہ عبرانی سے یونانی میں تین سو سال قبل مسیح کیا گیا اور جس میں بہتر یہودی دانشور شریک تحقیق ہوئے اس کے حوالے سے ماہر اثاریات سر چارلس مارشمن نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا سن ولادت ۲۱۶۰ قبل مسیح تحریر کیا ہے۔ آپ کی عمر مبارک ۱۷۵ سال تھی چنانچہ مذکورہ تحقیق کے مطابق آپ کی وفات پر ملال ۱۹۸۵ سال قبل مسیح قرار پائی۔ (حوالہ از انبیاء قرآن)

جدید اثری تحقیق میں نہ صرف وہ شہر معلوم ہو گیا ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی بلکہ دور ابراہیمی علیہ السلام کے حالات و واقعات بڑی تفصیل کے ساتھ ہمارے سامنے آئے ہیں۔ آپ جنوبی عراق میں دریائے فرات کے کنارے پر واقع شہر اُر (UR) میں پیدا ہوئے جس کو موجودہ جغرافیائی زبان میں تل ابیب کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کے پیدائشی شہر کی آبادی کا ڈھائی لاکھ سے لے کر پانچ لاکھ تک اندازہ کیا گیا ہے۔ آثار قدیمہ کے کھنڈرات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی زندگی کا مقصد دولت کمنا، سود خوری اور مقدمہ بازی ان کا مشغلہ تھا۔

اس وقت کے مذہبی حالات کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ آپ کے شہر اُر (ur) میں پانچ ہزار خداؤں کے نام دریافت کئے گئے ہیں۔ دوسرے شہروں اور قصبات کے الگ الگ خدا مقرر تھے۔ ہر شہر کا ایک خاص خدا ہوتا تھا جس کو رب البلد یعنی شہر کا خدا کہتے تھے۔ ظاہر ہے اس کا احترام دوسرے خداؤں سے زیادہ کرتے تھے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پیدائشی شہر کا بڑا خدا ناز (چاند دیوتا) تھا اسی وجہ سے بعض مؤرخین نے اس شہر کا نام قرینہ بھی لکھا ہے۔ ناز کا بت شہر میں سب سے اونچی جگہ رکھا گیا تھا جس کے ساتھ ہی اس کی بیوی (زن گل) کا معبد تھا۔ لوگ ان مزاروں کے سامنے مراقبہ، سجدہ اور

نار کے مزار کی کے لیے بہت سی عورتوں نے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا۔ وہ عورت بڑی محترم سمجھی جاتی تھی جو اپنی چادر عفت کو اس پر قربان کر دیتی۔ اس مزار کے نام بہت سے رقبہ وقف تھے جنکی آمدنی مجاور ہی استعمال کر سکتے تھے۔

تاریخ کے اوراق اس بات کے گواہ ہیں کہ مشرک اپنے اعمال و افکار کے لحاظ سے ہر زمانے میں یکساں رہے ہیں۔ ملائکہ پرستی، جنات پرستی، بت پرستی، ستارہ پرستی، چاند پرستی اور سورج پرستی کے علاوہ شاہ پرستی بھی ہوتی تھی لوگوں کی بے علمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بادشاہ بھی اپنے آپ کو رب کہلاتا تھا۔

شرک و بدعات کی اس یلغار اور بھرم میں رب کریم کا فضل و کرم جوش میں آیا۔ اس نے اسی مرکز شرک و خرافات میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اس کی قدرت کا کرشمہ اور سنت قدیمہ ہے کہ جب بھی کوئی قوم برائی میں حد سے گزرنے لگتی ہے تو رب کبریٰ حق و باطل کا معرکہ دنیا کے سامنے نمودار فرماتے ہوئے اعلان کرتے ہیں۔

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ

كَانَ زَهُوقًا﴾ (الاسراء)

”اعلان فرما دیجئے! حق آگیا اور باطل مٹ گیا

بلاشبہ باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔“

سیدنا ابراہیم کا چہرہ مبارک اور آپ کی قد و قامت

نبی مکرم ﷺ نے واقعہ معراج ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام ساتویں آسمان پر لے گئے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ شخصیت بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے تعارف کرواتے ہوئے کہا:

﴿هَذَا أَبُوكَ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، قَالَ: فَسَلِّمْتُ

عَلَيْهِ﴾ (صحیح البخاری)

”یہ آپ کے گرامی قدر والد ابراہیم علیہ السلام ہیں آپ آگے بڑھ کر سلام عرض کریں۔“

حضور سیدہ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر سلام پیش کیا۔ جواباً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سلام کہتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿مَرْحَبًا لِابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ﴾

(مسند احمد)

”صالح بیٹے ابراہیم کی کو خوش آمدید۔“

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کا ذوق و شوق دیکھتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا کہ جس نے ابراہیم علیہ السلام کے رخِ زیبا کا اندازہ لگایا ہو وہ مجھے دیکھ لے۔ [رواہ البخاری: باب قول الله تعالى واتخذ الله ابراهيم خلیلاً]

سلسلہ گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ میری اور ابراہیم علیہ السلام کی قامت میں فرق تھا ابراہیم علیہ السلام قد و قامت میں مجھ سے دراز تھے۔

﴿فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ طَوِيلٍ لَا أَكَادُ أَرَى

رَأْسَهُ طَوِيلًا وَإِنَّهُ إِنْبَرَاهِيمُ﴾ (رواہ البخاری)

”پھر جبریل علیہ السلام مجھے ایسے لمبے شخص کے پاس لے گئے۔ ممکن نہ تھا کہ میں اس کے سر کی چوٹی کو دیکھ سکوں وہ تھے جناب ابراہیم علیہ السلام۔“

سیدنا ابراہیم کی گفتگو میں کمال درجے کا ادب

﴿الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي﴾ وَ إِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِي﴾ (الشعراء)

”اس نے مجھے پیدا فرمایا اسی نے مجھے ہدایت سے نوازا۔ وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔“

لیکن کمال ادب دیکھیے کہ جناب خلیل اللہ علیہ السلام بیماری کی نسبت اپنی طرف اور صحت کی نسبت خدائے وحدہ لا شریک کی طرف فرما رہے ہیں حالانکہ بیماری و تندرستی اسی کی قدرت کا کرشمہ ہیں۔ یہی ادب اہل ایمان کو سورۃ فاتحہ میں سکھایا گیا ہے۔ انعام و ہدایات کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی اور ضلالت و گمراہی بندے کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ صِرَاطَ الَّذِينَ

أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا

الضَّالِّينَ ۝ (الفاتحة)

”ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو مغضوب نہیں ہوئے اور جو گمراہ نہیں ہوئے۔ (اے اللہ قبول فرما)۔“
سورۃ جن میں جنات کی گفتگو کا ذکر کیا گیا ہے وہاں جنات بھی اسی ادب کو ملحوظ رکھتے ہیں۔

﴿وَ اَنَّا لَا نَدْرِي اَنۡرَحِيۡ اُرۡنَا بِسَمۡنٍ فِیۡ الْاَرْضِ اَمۡ اَرَادَ بِہُمۡ رَبُّہُمۡ رَحۡدًا ۚ وَ اَنَّا مِنَّا الضَّالِّیۡنَ وَ مِنَّا ذُوۡنَ ذٰلِکَ - کُنَّا طَرَفَیۡنِ فَاۡدَا ۝﴾ (الجن)

”یہ کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ زمین والوں کے ساتھ کوئی برا معاملہ کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے رب نے بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ ہم سے کچھ لوگ (جنات) نیک ہیں اور کچھ دوسرے (بد) ہیں اور ہم مختلف طریقوں میں بنے ہوئے ہیں۔“

سیدنا ابراہیم بڑے ذہین تھے:

﴿فَجَعَلۡہُمۡ جُذُۡاۡاَ اِلَّا کَیۡدًا لَّہُمۡ لَعَنَہُمۡ اِلٰہِہٖ یُرۡجِعُوۡنَ ۝﴾ (الانبیاء)

”پھر بتوں کو توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا مگر بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔“
جتنے بھی نبی اپنے اپنے زمانے میں تشریف لائے وہ اپنے دور کے سب سے بڑے ذہین و فطین تھے۔ دیکھیے ابراہیم علیہ السلام کتنے زیرک اور فطین ہیں کہ سب بتوں کو توڑا مگر بڑے کو چھوڑ دیا تاکہ جب قوم واپس آکر دیکھے گی تو اس حادثے پر غور و فکر کرتے ہوئے یقیناً اس کی طرف رجوع کرے گی۔

اگر الیہ کی ضمیر (اشارہ) بڑے بت کی طرف ہو تو شاید یہ سوچیں کہ بڑے میاں نے کسی بات پر ناراض ہو کر چھوٹوں کا تیا پانچ کر دیا ہے۔ یا کم از کم یہ تو ان کے دلوں میں خیال آئے گا۔ واقعی وہ جوان (ابراہیم) سچ کہتا تھا کہ یہ سب بے کار ہیں نہ انہوں نے اپنے آپ کو بچایا اور نہ بڑے میاں ہی انہیں بچا سکے اور روک سکے۔ ہاں اگر الیہ کا اشارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہو تو معنی بالکل صاف ہے کہ جب میرے پاس آئیں گے تو مجھے بات کرنے کا موقع مل جائے گا۔ میں کہوں گا کہ مجھ سے

پوچھنے کی بجائے اپنے عقیدے کے مطابق اس سے پوچھو اگر واقعی یہ بولتے ہیں انکا بڑا تو موجود ہے۔

سیدنا ابراہیم کو امت محمدیہ سے محبت

[عَنْ اَبْنِ مَسْعُوۡدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم " لَقِیْتُ اِبْرٰہِیۡمَ نَبِیَّۃً اُسْرِیۡ بِیۡ فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ، اَفَرِیُّ اَمَّتَکَ مِنِّی السَّلَامُ وَاَخْبَرُہُمۡ اَنَّ الْجَنَّةَ طَیِّبَةُ التَّرْبِیۡۃِ عَذْبَةُ الْمَآءِ، وَاَنَّہَا قِیَعَانٌ، وَاَنَّ غَرَاسِمَہَا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ] (الترمذی)

”حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات مجھے ابراہیم علیہ السلام سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے: اے محمد کریم! اپنی امت کو جا کر میرا سلام پیش کرنا اور ان کو بتانا کہ جنت کی مٹی (زرخیز) اور پانی میٹھا ہے اور یہ سارا چینیل میدان۔ اس کے گل و گلزار سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر ہیں۔ گویا کہ (اپنے اعمال سے شہر کاری کریں گے)۔“

آپ صاحب کتاب نبی تھے

تورات اور انجیل میں آپ کے صحف اور تعلیم کا ذکر تک موجود نہیں مگر قرآن مجید نے دو مقام پر ان کے صحف کا ذکر کیا ہے:

﴿اَمۡرَ کُمۡ یٰۤاِبْرٰہِیۡمَ بِمَا فِیۡ صُحُفِ مُوسٰی ۚ وَ اِبْرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفٰی ۝﴾ (النجم)

”کیا اسے ان باتوں کی خبر نہیں پہنچی جو موسیٰ اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں تھی اور ابراہیم نے تو وفا کا حق ادا کر دیا۔“

یہی بات صحیفہ ابراہیم علیہ السلام اور صحف موسیٰ میں بیان کی گئی ہے۔

﴿صُحُفِ اِبْرٰہِیۡمَ وَ مُوسٰی ۝﴾ (الاعلیٰ)

”ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔“

سیدنا ابراہیم کی زبان عربی تھی

عام طور پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زبان عبرانی لکھی اور بتائی جاتی ہے مگر علامہ سلیمان ندوی مرحوم نے بڑے

زور دار اور مدلل انداز سے ثابت کیا ہے کہ آپ علیہ السلام عربی میں بات چیت فرمایا کرتے تھے۔ گویا کہ آپ کی زبان عربی تھی۔

ہر حال میں اللہ سے تعلق رکھنے والا

حق و باطل کی آویزش میں ایسے مقامات بھی آتے ہیں کہ بعض اوقات اللہ کے نبی جو عزم و استقلال کے پیکر اور جرأت و مردانگی کے پہاڑ ہوتے ہیں وہ بھی شدت امتحان سے پکاراٹھتے ہیں۔

﴿اَمۡرَ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَذٰخُلُوۡا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاۡتِکُمۡ مِّثۡلُ الَّذِیۡنَ خَلُوۡا مِنۡ قَبْلِکُمۡ مُّسْتَتٰہِمُ النَّاسِءِ وَ الصَّرَآءِ وَ زُلۡزِلُوۡا حَتّٰی یَقُوۡلَ الرَّسُوۡلُ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہُ مَتٰی نَصَرُوۡا اللّٰہَ اِلَّا اِنۡ نَّصَرَ اللّٰہَ قَرِیۡبٌ ۝﴾

”کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے؟ حالانکہ ابھی تم پر کچھ بھی نہیں گزرا جو تم سے پہلے ایمان داروں پر گزر چکا ہے۔ ان پر سختیاں اور مصیبتیں آئیں۔ ہلا دیئے گئے حتیٰ کہ وقت کے رسول اور ان کے اہل ایمان ساتھی یہ کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ ارشاد ہوا کہ گھبراؤ مت اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔“ (البقرہ)

لیکن ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھیے باپ قوم، حکومت وقت سب مل کر آگ میں جھونک دینا چاہتے ہیں۔ لیکن ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے تعلق اور رجوع کرنے والے ابراہیم علیہ السلام نہ گھبراتے ہیں اور نہ ہی بے حوصلہ ہوتے ہیں بلکہ ایک ہی وظیفہ کیے جا رہے ہیں ”حَسِبَی اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوٰکِیۡلُ“ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ اعزاز عطا فرمایا:

﴿اِنَّ اِبْرٰہِیۡمَ لَحَلِیۡمٌ اَوَّآہٌ مُّنِیۡبٌ ۝﴾ (ہود)

”بلاشبہ ابراہیم علیہ السلام بڑے حوصلے والا صاحب سوز دل اور ہر حالت میں ہماری طرف رجوع کرنے والا تھا۔“

صاحب قلب سلیم

﴿اِذۡ جَآءَ رَبُّہٗ بِقَلۡبِہِ سَلِیۡمٍ ۝﴾ (الصفۃ)

”جب وہ اپنے رب کے حضور قلب سلیم کے ساتھ آیا۔“

یہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روحانی اور ایمانی کیفیات کا اظہار کیا جا رہا ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام زبان اور

عمل سے ہی نہیں بلکہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شرک و بدعت، لغویات و خرافات سے کنارہ کش تھے۔ ان کا دل شرک و کفر اور سرکشی و نافرمانی سے پاک تھا۔ حتیٰ کہ رائی کے برابر بھی ان کے دل میں شک و شبہ اور کھوٹ نہ تھا۔ وہ شیشے سے زیادہ صاف اور چاند سے زیادہ شفاف دل رکھنے والے تھے۔

حوصلہ مند، نرم دل اور مشفق تھے

سیدنا ابراہیم علیہ السلام شرک اور مشرکین سے انتہاء بیزاری کے باوجود کمال درجہ کی نرمی اور شفقت اپنے قلب و جگر میں رکھتے تھے۔

سیدنا ابراہیم کی منفرد خوبی

آج تک کوئی امت ایسی نہیں گزری جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے مرتبہ و مقام کا انکار کر سکے۔ بلکہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنا ہر کوئی باعث صد افتخار اور کلاہ امتیاز تصور کرتا ہے۔ جیسا کہ کلام پاک نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ان کی مسابقت کا ذکر فرمایا۔ یہودیوں اور عیسائیوں میں سے ہر ایک ابراہیم علیہ السلام کو اپنے خاص مذہب پر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

﴿مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ إِنَّ أَوَّلِي النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝﴾
 ”ابراہیم (علیہ السلام) یہودی تھے اور نہ ہی عیسائی بلکہ وہ تو یکے مسلمان تھے اور وہ مشرک نہیں تھے۔ ابراہیم (علیہ السلام) کے ساتھ ان لوگوں کا تعلق تھا جو آپ کے متبع تھے (پھر ان کے بعد) یہ نبی اور اس پر ایمان لانے والے ہیں اور اللہ ایمان لانے والوں کا حامی و ناصر ہے۔“ (ال عمران)

تو میں جب گمراہی کا شکار ہوتی اور اُلٹے پاؤں چلتی ہیں تو وہ صرف مذہب کا حلیہ ہی نہیں بگاڑا کرتیں بلکہ تاریخ کے مسلمہ حقائق کو تبدیل کرتے ہوئے اپنے اختلافات میں ان بزرگوں کو گھسیٹ لاتی ہیں جن کا ان کے اختلافات سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ صرف اپنے موقف کو سچا ثابت کرنے کے لیے ان شخصیات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ یہودیوں نے عیسائیوں پر برتری ثابت کرنے کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہودی اور عیسائیوں نے

یہودیوں پر اپنا سکہ جمانے کے لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو عیسائی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ ان کی دیکھا دیکھی مشرکین مکہ نے بھی یہ دعویٰ کیا کہ ہم اسماعیل علیہ السلام کی اولاد اور کعبہ کے متوتی ہیں۔ اگر ہم سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے وارث اور تولیت کے اہل نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے گھر کا متوتی اور نگران نہ بناتا۔ لہذا محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کا سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہودیوں، عیسائیوں اور اہل مکہ کی تردید کرنے کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رسول کریم ﷺ اور آپ کی امت محمدیہ کے ساتھ رشتہ ثابت کرنے کے لیے ان کے عقیدے اور شخصیت کی وضاحت کی جارہی ہے کہ تورات و انجیل تو عرصہ دراز کے بعد نازل ہوئیں۔ تم اپنی جہالت کی بنیاد پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو؟ وہ نہ یہودی تھے نہ عیسائی اور نہ ہی مشرکین کے ساتھ ان کا کوئی تعلق تھا اور نہ ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے تعلق محمد عربی ﷺ اور ان کے ماننے والوں کا ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام صرف ایک ہی رب کی عبادت کرنے اور اس کی توحید کی دعوت دینے والے اور اسی کے تابع فرمان تھے۔

انسوس! ای مرض میں امت محمدیہ مبتلا ہو چکی ہے کہ آج قرآن و سنت کے داعی حضرات کو مقلد حضرات طعن دیتے ہیں کہ تمہارا کوئی امام نہیں اور بغیر امام کے کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ کچھ علماء غلو کرتے ہوئے یہاں تک کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مقلد تھے۔ (نعوذ باللہ) حالانکہ تقلید چار سو سال بعد شروع ہوئی۔

آپ بہت زیادہ مہمان نواز تھے

سوانح نگاروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق یہاں تک لکھا کہ وہ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک کسی مہمان کو یا مسکین کو اپنے ساتھ بٹھا نہیں لیتے ان کی والہانہ مہمان نوازی کا قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيثٌ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ ؕ قَوْمُ مُتَنَكِّرُونَ ۝ فَرَأَىٰ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعُجْلٍ سَبِينٍ ۝ فَتَرَبَّعَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَأَوْحَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ ۚ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَوِّةٍ فَصَلَّتْ وَجْهَهَا وَكَانَتْ عَجُوزًا عَقِيمًا ۝ قَالُوا

كُنْ لَكَ ۖ قَالَ رَبُّكَ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝﴾
 ”اے نبی! کیا آپ کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی ہے؟ جب وہ اس کے پاس آئے تو اُسے سلام کہا، اس نے جواب میں کہا کہ آپ لوگوں کو بھی سلام ہو، سوچا نا آشنا لوگ ہیں۔ پھر وہ چپکے سے اپنے گھر والوں کے پاس گئے اور ایک مونا تازہ بچھڑا لاکر مہمانوں کے سامنے پیش کیا۔ کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ تو ابراہیم نے ان سے خوف محسوس کیا، انہوں (فرشتوں) نے کہا کہ ذریعے نہیں اور انہوں نے اُسے ایک صاحب علم بیٹے کی خوشخبری سنائی۔ یہ سن کر اس کی بیوی جیتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے اپنے منہ پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی: بوڑھی اور بانجھ کو؟ انہوں نے کہا کہ تیرے رب کا یہی فرمان ہے یقیناً وہ بڑا حکمت والا ہے اور سب کچھ جانتا ہے۔“ (النوریت)

سیدنا ابراہیم صاحب قوت اور صاحب معرفت تھے

﴿وَإِذْ كُنَّا نَبِيًّا إِبْرَاهِيمَ ۖ وَإِسْحَاقَ ۖ وَيَعْقُوبَ ۖ أُولَ الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝﴾ (ص)

”ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کا ذکر کرو، وہ بڑے ہی قوت عمل رکھنے والے اور صاحب بصیرت تھے۔“

حافظ ابن کثیر اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ بزرگ بڑے عامل، عبادت کرنے میں بڑے قوی اور بڑے صاحب بصیرت تھے۔

آپ علیہ السلام اپنی ذات میں انجمن تھے جو کام بڑی بڑی منظم جماعتیں نہ کر پائیں وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھا ہونے کے باوجود کر گزرتے ہیں۔ اسی لیے قرآن حکیم نے ان کی ذات گرامی کو ایک امت سے تعبیر کیا ہے۔

﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا ۖ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝﴾ (النحل)
 ”ابراہیم (علیہ السلام) اپنی ذات میں ایک پوری امت تھے اللہ کے تابع دار اور مخلص ترین وہ کبھی مشرکین کے ساتھ نہ تھے۔“

دنیا اور آخرت میں عزت و عظمت

﴿وَاتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ۝﴾ (النحل)

احکام و مسائل

جناب مولانا عبدالرحمن سیفی

میں نکلتے تو زور زور سے تکبیر کہتے یہاں تک کہ عید گاہ پہنچ جاتے پھر تکبیر کہتے یہاں تک کہ امام آجاتا۔ (رواہ الدارقطنی وابن ابی شیبہ وغیرہم باسناد صحیح)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تکبیرات کے الفاظ یہ ہیں:

[اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ] (الترمذی)

عید سے پہلے غسل:

نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عید میں عید گاہ کی طرف نکلتے سے پہلے غسل کرتے تھے۔ (موطا امام مالک: 1/174)

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ عید کی تین سنتیں ہیں عید گاہ کی طرف چل کر جانا، نکلنے سے پہلے کچھ کھا لینا اور غسل کرنا۔ (رواہ الفریابی: 201/124)

عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نفل نماز نہیں پڑھنا چاہیے:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے عید الفطر میں (عید کی) دو رکعت نماز پڑھی اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔ (بخاری: 989)

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب عید گاہ پہنچنے کے بعد عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ (زاد المعاد: 2/333)

عید کی نماز کا وقت:

رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ میں لوگوں کے ساتھ نکلے امام نے تاخیر کی انہوں نے اسے برا سمجھا اور کہنے لگے کہ اس وقت تو ہم فارغ ہو جایا کرتے تھے۔ یہ اس وقت کی بات تھی جب نفل نماز کا وقت ہو گیا

عید کے دن زیارت:

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے صحیح سند سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ”وہ عیدین میں اپنا سب سے اچھا لباس پہنتے تھے۔“ (فتح الباری: 2/339)

عید گاہ کی طرف نکلتا:

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو جب عید گاہ جاتے تو سب سے پہلے (عید کی) نماز پڑھتے۔ (بخاری: مسلم)

عید گاہ آنے جانے میں راستہ بدل دینا:

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید کے دن عید گاہ کی طرف آنے اور جانے کا راستہ بدل دیتے تھے۔ (بخاری: 986)

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک راستے سے جاتے اور دوسرے راستے سے آتے اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ دونوں راستوں کے لوگوں کو سلام کر سکیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی برکت دونوں فریق کو ملے۔ ایک دوسرے قول میں یہ ہے کہ آپ دونوں راستوں کے ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کر سکیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے آپ شعائر اسلام کا اظہار کر سکیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ ان تمام چیزوں کے لیے تھا اور اس کے علاوہ دوسری حکمتیں بھی تھیں اور یہی سب سے صحیح قول ہے۔ (زاد المعاد: 1/339)

عیدین میں تکبیر:

یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب گھر سے نکلتے تو عید گاہ تک تکبیر کہتے ہوئے جاتے اور نماز ہونے تک تکبیر کہتے رہتے پھر جب نماز پڑھ لیتے تو تکبیر کہنا بند کر دیتے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب عید الفطر اور عید الاضحیٰ

تھا یعنی کراہت کا وقت گزر گیا تھا۔ (فتح الباری: 2/339)

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ آپ ﷺ عید الفطر کی نماز دیر سے پڑھتے اور عید الاضحیٰ کی نماز جلدی پڑھتے اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو کہ سنت کی سخت پیروی کرنے والے تھے سورج طلوع ہونے سے پہلے نہیں نکلتے تھے۔ (زاد المعاد: 1/333)

نواب صدیق حسن خاں کہتے ہیں کہ عیدین کی نماز کا وقت اس وقت ہے جب سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے اور زوال آفتاب تک ہے۔ اس پر اجماع ہو چکا ہے جیسے کہ بعض حدیثوں سے ثابت ہے اگرچہ یہ حدیثیں ایسی ہیں جن سے حجت قائم نہیں کی جاسکتی۔ اور اس کا آخری وقت زوال شمس ہے۔ (الموعظۃ الحسنیہ: 23/23)

شیخ ابوبکر الجزائری کہتے ہیں کہ اس کا وقت اس وقت سے ہے جب سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے اور زوال تک ہے۔ افضل یہ ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز اول وقت میں پڑھی جائے تاکہ لوگ قربانی کا جانور ذبح کر سکیں اور عید الفطر کی نماز دیر سے پڑھی جائے تاکہ لوگ اپنا صدقہ فطر نکال سکیں۔ (منہاج المسلم: 284)

عیدین کی نماز میں اذان و اقامت نہیں:

سیدنا جابر بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ بغیر اذان و اقامت کے پڑھی ہے۔ (مسلم ابوداؤد)

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب عید گاہ پہنچتے تو بغیر اذان اور اقامت کے نماز شروع کر دیتے۔

نماز عید کی صفت:

عید کی نماز دو رکعت ہے:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سفر کی نماز دو رکعت ہے اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے اور عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے“ کامل بغیر قصر کیے ہوئے۔“ (مسند احمد: 1/43)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہتے تھے رکوع کی دونوں تکبیروں کے علاوہ۔ (ابوداؤد ابن ماجہ)

امام بغوی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر ان کے بعد کے علماء میں سے اکثر اہل علم کا یہ قول

فلسفۃ عید الاضحیٰ

دنیا نے کفر و شرک پہ چھا کر بڑھے چلو
دین نبیؐ کی شان بڑھا کر بڑھے چلو
یہ راستہ ہر اک کو دکھا کر بڑھے چلو
تم اپنی کو خدا سے لگا کر بڑھے چلو
تبع و تبر بدن پہ سجا کر بڑھے چلو
ضرب ایسی اس کے سر پہ لگا کر بڑھے چلو
اس رہ پر آدمی کو چلا کر بڑھے چلو
گردن رو خدا میں کٹا کر بڑھے چلو
راہ خدا میں ان کو لٹا کر بڑھے چلو

مولانا عبدالرحمن عاجز مالیر کوٹلوی رحمہ اللہ

توحید کے علم کو اٹھا کر بڑھے چلو
سوزِ دل و جگر سے جلا کر چراغ دیں
ہے دین ہی تو اہل محبت کا راستہ
دشمن کو اپنی قوت بازو پہ ناز ہے!!
دل میں اگر ہے جامِ شہادت کی آرزو
پھر سر اٹھا سکے نہ کبھی کفر پیش حق
موت و حیات ہے پئے تکمیل آدمی
پیغام ہے یہی ہمیں ابنِ خلیل کا!!
عاجز یہ جسم و جاں تو امانت خدا کی ہے

ہے کہ قراءت سے پہلے پہلی رکعت میں تکبیر افتتاح کے علاوہ سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں تکبیر قیام کے علاوہ پانچ تکبیریں ہیں سیدنا ابوبکرؓ سیدنا عمرؓ اور سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہم سے اسی طرح مروی ہے۔ (شرح السنہ: ۳۰۹/۳)
نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت نہیں کہ آپ ﷺ عید کی تکبیروں کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے تھے۔ (ارواء الغلیل: ۱۱۲/۳)

لیکن علامہ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ رضی اللہ عنہما جو کہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرنے میں مشہور ہیں اپنے دونوں ہاتھوں کو ہر تکبیر کے ساتھ اٹھاتے تھے۔ (زاد المعاد: ۱/۳۴۱)

جب تکبیر مکمل ہو جائے تو سورہ فاتحہ پڑھے پھر پہلی رکعت میں ﴿ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿اَقْرَبَتْ السَّاعَةُ وَالْحَقُّ تَنْصُرُ الْمُقْتَدِرُ﴾ پڑھے۔ (مسلم نسائی)
اور کبھی آپ نے پہلی رکعت میں ﴿سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی﴾ اور دوسری رکعت میں ﴿هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھی۔ (مسلم ترمذی)

نماز کے بعد خطبہ:

عید میں نماز کے بعد خطبہ دینا سنت ہے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں یہ باب باندھا ہے [باب الخطبة بعد العید] (فتح الباری: ۲/۴۵۳)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوبکرؓ سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید کی نماز پڑھی ہے یہ سب لوگ خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

عید کی مبارکباد دینا:

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ سے عید کی مبارکباد دینے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: عید کے دن مبارکباد دینا اور نماز عید کے بعد بعض کا بعض سے یہ کہنا: [تقبل الله منا ومنكم واحال الله عليكم] "اللہ ہماری اور تمہاری عید قبول کرے اور اسے دوبارہ لائے۔" اس طرح کے کلمات صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کیے گئے ہیں اور ائمہ نے اس کی رخصت دی ہے جیسے امام احمد وغیرہ نے، لیکن امام احمد کہتے ہیں کہ میں خود یہ کہنا شروع نہیں کرتا لیکن اگر کوئی

شخص مجھ سے یہ کہتا ہے تو میں اس کا جواب دے دیتا ہوں اس لیے کہ تحیۃ کا جواب دینا واجب ہے مبارکباد دینے کی شروعات کرنا کوئی سنت نہیں جس کا حکم دیا گیا ہے اور نہ ان چیزوں میں سے ہے جن سے منع کیا گیا ہے۔ پس جس نے ایسا کیا اس کے لیے نمونہ موجود ہے اور جس نے ایسا نہیں کیا اس کے لیے بھی نمونہ موجود ہے۔ واللہ اعلم!



نماز عید الاضحیٰ

جناب مولانا پروفیسر شیخ عتیق الرحمن خطیب جامع مسجد اہل حدیث محمدی پورن گر 7:30 بجے پیرس روڈ بلٹن سٹی میرج ہال میں نماز عید الاضحیٰ کی امامت کروائیں گے۔ عورتوں کے لیے باپردہ بہترین انتظام ہوگا۔

الاسلام ڈائری 2016ء

جماعتی جذبوں کی آئینہ دار

ایک دعوت ایک پیغام

ہر پڑھے لکھے فرد کی ضرورت

حسب سابق ڈائری زیر ترتیب ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ڈائری ماہ دسمبر میں آپ کو مل سکے تو آج ہی رابطہ کیجیے۔ اشتہارات اور ضروری فون نمبر آج ہی بھیج دیں

ایک صفحہ اشتہار نوکلر - 2500/- روپے

ایک صفحہ اشتہار ایک کلر - 1500/- روپے

نصف صفحہ ایک کلر - 1000/- روپے

شناختی کارڈ (محمد بشیر انصاری) 34101-3207371-5

رابطہ: اہلحدیث پبلیکیشنز 106 راوی روڈ لاہور

0321-6487892 - 042-37720257

0300-4478611 - 055-4443265

میں قدم رنجہ فرمانے کے بعد جمعہ کی نماز کے بعد مسجد الکبیر میں علمائے کرام کی ایک تعداد کو جمع کیا جس میں شہزادہ عبدالعزیز کے والد محترم نے بھی شرکت کی علمائے کرام کی موجودگی میں عبدالعزیز اپنے والد محترم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”حکمرانی آپ کا حق ہے اور میں بطور ایک سپاہی کے آپ کے ماتحت کام کروں گا۔“

اشیخ عبدالرحمن نے علمائے کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ”اگر مجھے ریاض بلانے کا مقصد یہ ہے کہ میں حکمرانی سنبھال لوں تو یہ ناممکن ہے۔“ علمائے کرام نے مداخلت کی اور شہزادہ عبدالعزیز سے کہا کہ اپنے والد محترم کی اطاعت کریں۔ اور اشیخ عبدالرحمن سے بھی کہا کہ وہ بھی شہزادہ عبدالعزیز کے جذبات کا احترام کریں۔ لیکن انہوں نے فرمایا: ”حکمرانی کا حق شہزادہ عبدالعزیز کا ہے میرا نہیں۔“ شہزادہ عبدالعزیز نے اسے مشروط طور پر قبول کیا شرط یہ تھی کہ میرے والد میرے نگران ہوں گے اور میری ان امور کی طرف رہنمائی کریں گے جن میں مملکت کی بھلائی ہوگی۔

اس کے بعد اشیخ عبدالرحمن نے عبدالعزیز کو ابتدائی ہدایات دیں اور شہزادہ عبدالعزیز سے مخاطب ہو کر فرمایا: ”سنو! عبدالعزیز! انصاف حکمرانی کی بنیاد ہے اگر تم حکمرانی چاہتے ہو تو عدل کا خیال رکھو۔ ہمیشہ پیرہیز گاری کرو اور قوم کا ہر فرد خواہ والی ہو یا عام شہری وہ تمہارا محاسبہ کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے بارے میں بہت غیرت والا ہے۔ اس دن کو یاد کرو جب تمہیں نہ مال نہ حکمرانی نہ جاہ و منصب اور نہ بیٹے فائدہ دے سکیں گے۔“

عبدالعزیز بحیثیت حکمران:

اس کے بعد اہل نجد نے شہزادہ عبدالعزیز کی بحیثیت حکمران نجد بیعت کی اور شہزادہ عبدالعزیز اب شاہ عبدالعزیز بن گئے۔ ان کے والد محترم نے انہیں سعود الکبیر کی تلوار عنایت کی۔ اس وقت شاہ عبدالعزیز کی عمر صرف ۲۲ سال تھی اور سن ۱۹۰۲ء تھا۔

اس کے بعد شاہ عبدالعزیز نے حجاز کی طرف توجہ کی آخر حجاز پر مکمل قبضہ کر لیا اور نجد و حجاز کو مدغم کر کے ایک ملک ”المملکتہ العربیہ السعودیہ“ کی داغ بیل ڈالی۔ جب شاہ عبدالعزیز سعودی عرب کے حکمران بنے تو اس وقت



جناب عبدالرشید عراقی

سعودی عرب کے معمارِ اول شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود

سائے میں منظم زندگی گزار رہے تھے اور ان کا کویت میں کافی مدت قیام رہا۔ ان کے والد محترم کی صرف ایک ہی خواہش تھی کہ وہ کسی طور ان کی وہ مملکت جس کی بنیاد اشیخ محمد بن سعود نے رکھی تھی دوبارہ بحال ہو۔ ان کے دل میں یہ خواہش بھی تھی کہ ”عرب دنیا ایک قوم کے طور پر ابھرے اور ان میں سلف صالحین اور صادقین جیسے لوگ پیدا ہوں۔“

عبدالعزیز آخر بڑی سوچ و بچار کے بعد تقریباً ۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء الریاض میں داخل ہو گئے اور ابن رشید کا کارندہ عہدہ مارا گیا۔

عبدالعزیز نے الریاض پر قبضہ کر لیا اور منادی کرنے والے نے یہ اعلان کیا: ”اللہ اکبر“ حکومت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور شہزادہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن

عبدالعزیز آخر بڑی سوچ و بچار کے بعد تقریباً ۱۵ جنوری ۱۹۰۲ء الریاض میں داخل ہو گئے اور ابن رشید کا کارندہ عہدہ مارا گیا۔

الفیصل آل سعود اس کے امین ہیں۔“

الریاض کی فتح کے بعد شہزادہ عبدالعزیز نے اپنے والد محترم عبدالرحمن بن فیصل کو ریاض آنے کی دعوت دی جو اس وقت کویت میں قیام پذیر تھے۔ چنانچہ شاہ عبدالرحمن کویت سے روانہ ہوئے اور جب ریاض کے قریب پہنچے تو شہزادہ عبدالعزیز نے اپنے پانچ سو جاشاہوں کے ساتھ والد محترم کا استقبال کیا اور عزت و احترام کے ساتھ ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔ سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ ”شہزادہ عبدالعزیز نے جس انداز اور عزت و تکریم سے اپنے والد محترم کا استقبال کیا انسانی تعلقات میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔“

شہزادہ عبدالعزیز نے اپنے والد محترم کے ریاض

شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن فیصل بن ترکی بن عبداللہ بن محمد بن سعود بن محمد بن مقرن بن مرخان بن ابراہیم بن موسیٰ بن مانع عنیزہ کے مشہور قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

شاہ عبدالعزیز ۲۹ ذی الحج ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے۔ ان کی تعلیم کا آغاز قرآن مجید کی تعلیم سے ہوا۔ بعد ازاں علوم شرعیہ کی تحصیل شیخ عبداللہ بن عبداللطیف سے کی اور گیارہ سال کی عمر میں شرعی علوم پر مکمل دسترس حاصل کر چکے تھے۔ ان کے والد محترم شیخ عبدالرحمن بن فیصل نے ان کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ کی اور سفر و حضر میں ان کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے ان کے والد محترم کا عبدالعزیز کو حکم تھا کہ

”وہ بزرگوں اور علمائے کرام کی مجالس میں شریک

ہوا کریں تا کہ ان کو گزرے

ہوئے حالات کا اندازہ ہو سکے۔“

چنانچہ عبدالعزیز پابندی سے

علمائے کرام کی مجالس میں شریک

ہوتے اور مجالس میں جو گفتگو ہوتی اور

کئی مسائل زیر بحث آتے ان میں شاہ عبدالعزیز حصہ لیتے اور ان کی رائے بھی لی جاتی تھی۔

عبدالعزیز اپنی صوابدید کے مطابق جواب دیتے ریاض میں جب الرشید کا قبضہ ہو گیا تو عبدالعزیز اپنے والد محترم کے ہمراہ کویت چلے گئے وہاں اس وقت اشیخ مبارک الصباح کی حکمرانی تھی۔ عبدالعزیز کا کویت میں زیادہ وقت اس سوچ میں گزرتا تھا کہ

”ان کے والد محترم کس طرح کویت میں جلا وطنی

کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوئے۔“

عبدالعزیز ہمیشہ اپنے ملک کے بارے میں پریشان رہتے تھے اور اس کی تعمیر و ترقی کا خواب دیکھتے رہتے تھے۔ عبدالعزیز کویت میں اپنے والد محترم کے

کے لا تعداد واقعات میں ان کے ایک مشیر حافظ وہبہ اپنی تصنیف ”جزیرۃ العرب فی القرن الحشرین“ میں لکھتے ہیں کہ شاہ عبدالعزیز کے دسترخوان پر روزانہ (۵۰۰) مہمان ہوتے تھے اور کبھی یہ تعداد ہزاروں سے متجاوز ہو جاتی تھی۔ شاہ عبدالعزیز فرمایا کرتے تھے کہ

”یہ سخاوت اتفاق فی سبیل اللہ میری اپنی استطاعت نہیں بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت و عطیہ ہے جو اس کی طرف سے مقرر ہے۔ اس میں سب شریک ہیں۔ اس لیے مجھے وہ کام بتاؤ جو مجھے رب کے قریب کر دے اور میری مغفرت کا وسیلہ بن جائے۔“

شاہ عبدالعزیز انصاف کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے اور اسے اپنی زندگی کا مقصد قرار دیتے تھے۔

شاہ عبدالعزیز بین الاقوامی سیاست سے پوری طرح باخبر تھے اور انہیں ملکی سیاست پر مکمل عبور تھا۔ شاہ عبدالعزیز میں ایک وصف بدرجہ اتم پایا جاتا تھا کہ وہ درگزر اور معاف کرنے میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

شاہ عبدالعزیز اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امن و امان کو بہت زیادہ اولیت دیتے تھے۔ امن و امان اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ان کی اپنی ذاتی کوششوں سے ہوا اور اب ان کے جانشین ان کے طریقہ پر چل رہے ہیں اس وجہ سے سعودی عرب میں مثالی امن و امان قائم ہے۔

وفات:

شاہ عبدالعزیز نے ۷۳ سال کی عمر میں طائف میں رحلت فرمائی۔ (تاریخ وفات ۲ ربیع الاول ۱۲۷۳ھ مطابق ۹ نومبر ۱۹۵۳ء) اور ان کی تدفین ریاض کے عام قبرستان میں ہوئی۔

اللهم اغفر له وارحمه وادخله الجنة الفردوس!

الحدیث پوتھ فورس تحصیل ایبٹ آباد کا انتخاب

30 رکنی مجلس شوریٰ تحصیل ایبٹ آباد نے کا مینہ کا انتخاب کیا جو مولانا متیق الرحمن صاحب سینئر نائب امیر ضلع ایبٹ آباد کی صدارت میں ہوا۔ اس میں حافظ ذیشان زیدی صدر AYF ضلع ایبٹ آباد نے خصوصی شرکت کی مولانا آصف مسعود کو صدر اور مولانا سردار طاہر گل کو جنرل سیکرٹری قاری ساجد علی صاحب کو ناظم مالیات منتخب کیا گیا۔ المرسل: شبیر احمد سلفی۔ ایبٹ آباد

وفضائل اور فضل و کمال پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ شاہ عبدالعزیز اپنے والد محترم کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ ان کے سامنے خاموش بیٹھ جاتے اور اس انتظار میں رہتے کہ کب والد محترم کوئی حکم دیں اور میں اس کی تعمیل کروں۔

۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۸ء کو مٹی کے میدان میں حجاج کرام سے ایک استقبالیہ میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو بادشاہ کے القاب اور شان و شوکت پر فخر کرتے ہیں۔ میں ایسے لوگوں میں سے نہیں جو شاہانہ القاب و تکلف حاصل کرتے ہیں۔ ہم دین اسلام پر فخر کرتے ہیں اور ہمیں فخر ہے تو اس بات پر کہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے پیغام کو عام کرنے والے ہیں اس کے دین کو عام کرنے والے ہیں اور اس پر عمل کرنے والا ہمیں پسند ہے۔ ہم نے اگر دین حق کی تھوڑی بہت خدمت کی ہے تو اس پر فخر ہے کیونکہ ایسی

شاہ عبدالعزیز اپنے والد محترم کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ ان کے سامنے خاموش بیٹھ جاتے اور اس انتظار میں رہتے کہ کب والد محترم کوئی حکم دیں اور میں اس کی تعمیل کروں۔

خدمت سے ہمیں بھی راحت و سکون میسر آتا ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں وہ فخر حاصل ہوا ہے جو بادشاہی اور اس کے دبہ سے کہیں بلند ہے۔“ شاہ عبدالعزیز میں ایک نمایاں وصف یہ تھا کہ عمائے کرام کا دل کی گہرائیوں سے احترام کرتے تھے۔ ۱۹۰۲ء میں جب شاہ عبدالعزیز نے ریاض پر قبضہ کیا تو آپ نے الشیخ عبداللہ بن عبداللطیف (مفتی اعظم) کو جو اس وقت اسلامی دعوت کے سربراہ تھے علمائے اسلام کے گروہ میں ایک عظیم عالم دین تسلیم کیے جاتے تھے اور علوم شرعیہ میں ان کا ایک منفرد مقام تھا۔ شاہ عبدالعزیز نے انہیں اپنا خصوصی معاون و مشیر بنایا شاہ ان کا بہت احترام کرتے تھے اور ان کے درس (قرآن و حدیث) میں شرکت کرتے اور ان کی رائے کو اہمیت دیتے اور ملکی امور میں ان سے مشورہ کرتے تھے۔ شاہ عبدالعزیز بہت زیادہ سخی تھے اور ان کی سخاوت

حجاز کی دینی معاشی اور معاشرتی حالت و گروہ تھی۔ جہالت اور ناخواندگی کا دور دورہ تھا عقائد میں فساد آگیا تھا اقتصادی حالت زبوں تھی فقر و فاقہ اور طوائف المساکین عروج پر تھی۔ حجاج کے قافلوں کو لوٹ لیا جاتا تھا۔ حکومت کا نظم و نسق مفلوج ہو چکا تھا۔ ہر طرف مایوسی اور نا کامی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔

شاہ عبدالعزیز کے اقدامات:

بالآخر خدائے حکیم و رحیم کی قدرت حرکت میں آئی اس نے آل سعود کو حجاز (جواب سعودی عرب کے نام سے معروف ہو چکا تھا) میں امن و امان قائم کرنے کا ذمہ دار ٹھہرایا اور شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن نے درج ذیل فلاحی اور شرعی و دینی اقدامات کیے:

- ① حاجیوں کے قافلہ لوٹ مار سے محفوظ ہو گئے۔
- ② کنوئیں کھدوائے اور پانی کی ریل پیل ہوئی۔
- ③ غذائی اشیاء کی فروانی ہوئی۔
- ④ توحید باری تعالیٰ کی دعوت عام ہوئی۔ شرک و بدعت

محدثات اور جاہلی رسومات کا خاتمہ ہوا۔

- ⑤ شریعت محمدی اور اسلامی حدود کا نفاذ ہوا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م)

۱۹۹۹ء کی ایک مختصر تحریر شاہ عبدالعزیز کے اقدامات کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں کہ

”شاہ عبدالعزیز نے پر امن حاجیوں پر یلغار کرنے“ سنگدل اور ناخدا ترس بدوؤں کا خاتمہ کر دیا۔ ظلم کا ہاتھ روک دیا حدود شرعیہ کو نافذ کیا اور لوگوں کے سامنے سادگی اور مساوات کی ایک مثال قائم کی اور ایسے بڑے بڑے کام انجام دیے جن سے ان کی غیر معمولی قابلیت اور خدا داد صلاحیت کا اظہار ہوا۔ ہر انصاف پسند نے ان کاموں کو تحسین کی نظر سے دیکھا اور مشرق و مغرب کے بڑے مفکرین اور اہل قلم نے ان کا اعتراف کیا۔“

عادات و خصائل:

شاہ عبدالعزیز کے سوانح نگاروں نے ان کے عادات و خصائل اور فضل و کمال پر اپنی کتابوں میں تفصیل سے لکھا ہے۔ ذیل میں مختصر الفاظ میں ان کے عادات

انسداد دہشت گردی میں سعودی عرب کا کردار

تحریر: جناب محمد ہاشم یزدانی

کانفرنس برائے انسداد دہشت گردی کا افتتاح کیا۔ اس کانفرنس میں دنیا بھر سے آئے ہوئے کارکنان نے 88 مقالہ جات پیش کیے۔

پہلی کانفرنس کے مثبت اثرات اور نتائج کے پیش نظر 23 جنوری 2011 کو مدینہ یونیورسٹی میں ہی دوسری کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس کا عنوان تھا ”فکری انحراف کے اسباب و علاج“۔

اس کے علاوہ ماضی قریب میں ہی یونیورسٹی میں ”شیخ ابن باز چیئر برائے اعتدال و بردباری“ کا قیام عمل میں آیا۔ کنگ سعود یونیورسٹی نے بھی فکری انحراف اور دہشت گردانہ ذہنیت کے اسباب و علاج کے لیے ایک چیئر کا انعقاد کر رکھا ہے جس کا نام ”شہزادہ تائف بن عبدالعزیز چیئر برائے فکری تحفظ و امن“ ہے۔ ان چیئرز کا مقصد ان محنتوں اور کاوشوں کو تقویت دینا ہے، دہشت گردی کی روک تھام اور قیام امن کے لیے جو سعودی عرب کر رہا ہے۔

”شہزادہ تائف عربی یونیورسٹی برائے علوم امنیہ“ کا کردار بھی اس باب میں بڑا واضح ہے۔ اس یونیورسٹی کے تحت مختلف سیمینارز اور تربیتی دوروں

کا انعقاد ہوتا ہے۔ ان دوروں کا مقصد معاشرے کو دہشت گردانہ اور منحرف سوچ سے پاک کرنا اور نوجوانوں کو مسلح ٹریننگ سے دور رکھنا ہے۔ اس کے علاوہ خاندانوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلانا بھی ان کے مقاصد میں

شامل ہے کہ سربراہ خاندان اور ذمہ داران کا فرض ہے کہ وہ اپنے زیر کفالت افراد کو راہ اعتدال پر رکھیں۔

افراد معاشرہ اور نوجوانان امت کی بہترین رہنمائی کے لیے سعودی عرب نے شاندار نظام مرتب کر رکھا ہے۔ بیرونی سازشی عناصر کے حملوں اور اوجھے ہتھکنڈوں سے بچانے کے لیے اپنے نوجوانوں کی فکری طور پر اچھی عمدہ تربیت کا بڑا زبردست انتظام سعودی عرب نے کر رکھا ہے۔ وزارت ثقافت و اسلام نے میڈیا کے ذریعے معاشرے کو فکری انحراف سے پاک کرنے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے۔ جبکہ وزارت مذہبی امور کے تحت مساجد اور دیگر مقامات پر مختلف دروس اور لیکچرز کے ذریعے علما کرام یہ

2011ء کو اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر نیویارک میں ایک معاہدہ طے پایا جس کے تحت سعودی عرب اور اقوام متحدہ کے باہمی اشتراک سے ایسے عالمی مرکز کے قیام کی منظوری دی گئی جو دہشت گردی اور قتل و غارت کی روک تھام کے لیے کوشش کرے گا۔ اس مرکز کے لیے سعودی عرب نے ایک کروڑ ڈالر کی خطیر رقم خرچ کی۔

7 مئی 2000ء کو سعودی عرب نے باقاعدہ طور پر معاہدہ کے تحت ”عالمی تنظیم برائے انسداد دہشت گردی“ میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے علاوہ ”خلیجی اتحاد برائے انسداد دہشت گردی“ کا بھی سعودی عرب باقاعدہ حصہ بن گیا۔ اسی طرح 18 جولائی 2008ء کو ”مدربہ“ میں انسداد دہشت گردی کی عالمی کانفرنس کے انعقاد میں سعودی عرب نے بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس کانفرنس میں

عالم اسلام میں بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم سعودی عرب کو ایک خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے۔ مسلمانوں کے دل تو اس ملک کے لیے اس لیے دھڑکتے ہیں کہ یہاں حرمین شریفین جیسے مقدس مقامات موجود ہیں۔ جبکہ دیگر ادیان کے انصاف پسند لوگ بھی سعودی عرب کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کیونکہ سعودی عرب نے انسانیت کی خدمت کے لیے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ اپنی اسی انسانی خدمت کی وجہ سے سعودی عرب کے مرحوم بادشاہ خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ کو ”ملک الاناسیہ“ اور ”ملک القلوب“ یعنی ”انسانیت اور دلوں کا بادشاہ“ جیسے القابات سے پکارا جاتا تھا۔ یہ القابات اور خطابات چونکہ شرعی نقطہ نظر سے درست نہ تھے اس لیے شاہ عبداللہ مرحوم نے خود ہی ان القابات سے منع کر دیا۔

یہ بات بہر حال مسلمہ ہے کہ دنیا کے سبھی خطے میں بھی اگر کوئی مصیبت یا آفت آئی تو سعودی عرب نے بڑھ چڑھ کر اس کے ازالے کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ان بڑی بڑی آفتوں میں سے ایک آفت جو کہ عالمی مسئلہ کی حیثیت

اختیار کر چکا ہے وہ دہشت گردی ہے۔ سعودی عرب نے دہشت گردی کے انسداد کے لیے قومی، علاقائی اور عالمی سطح پر بڑا اہم اور قائدانہ کردار ادا کیا ہے۔

2005ء کو سعودی عرب کی میزبانی میں ریاض شہر میں ”انٹرنیشنل کانفرنس برائے انسداد دہشت گردی“ منعقد ہوئی۔ ساتھ سے زیادہ ممالک کے نمائندے شریک کانفرنس تھے۔ اس کانفرنس میں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز مرحوم نے یہ تجویز دی کہ عالمی سطح پر ایک ایسے مرکز کا قیام عمل میں لایا جائے جو دہشت گردانہ کارروائیوں کی روک تھام کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔ چنانچہ 19 ستمبر 2005ء کو

افراد معاشرہ اور نوجوانان امت کی بہترین رہنمائی کے لیے سعودی عرب نے شاندار نظام مرتب کر رکھا ہے۔ بیرونی سازشی عناصر کے حملوں اور اوجھے ہتھکنڈوں سے بچانے کے لیے اپنے نوجوانوں کی فکری طور پر اچھی اور عمدہ تربیت کا بڑا زبردست انتظام سعودی عرب نے کر رکھا ہے۔

یہ قرار پایا کہ دہشت گردی ہی وہ بڑا معاشرتی ناسور ہے جو گفت و شنید اور ٹیمبل ٹاک کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ دو متحارب ممالک اگر کبھی کسی بات پر اتفاق کرنے لگتے ہیں تو طرفین میں سے کوئی ایک جانب دہشت گردانہ کارروائی میں ملوث پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے بات چیت کا وہ سلسلہ قبل از وقت ہی سبوتاژ ہو جاتا ہے۔

مدینہ یونیورسٹی کا کردار بھی بڑا نمایاں ہے۔ یہ عظیم جامعہ دنیا بھر کے تقریباً 175 ممالک کے تقریباً 25000 طلبہ کی دینی رہنمائی کر رہی ہے۔

2005ء تک بن عبدالعزیز مرحوم نے اس یونیورسٹی میں پہلی عالمی

فریضہ بخوبی بھرا رہے ہیں۔ حرمین شریفین کے ائمہ کرام بالخصوص فکری انحراف کے نقصانات اور اس سے بچاؤ کی تدابیر پر روشنی ڈالتے ہیں۔ منبر حرم سے جو آواز بلند ہوتی ہے، برے سے برے انسان کے دل پر بھی اثر کرتی ہے۔ اسی طرح ”وزارت تربیت و تعلیم“ نے طلبہ و طالبات کی فکری رہنمائی کے لیے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں رائج نصاب تعلیم اس طرح ترتیب دیا ہے کہ جس سے طلبہ و طالبات کو دہشت گردانہ ذہنیت سے دور رکھنے میں مدد ملے گی۔

سال میں ایک دن مکمل طور پر اس بات کے لیے وقف ہوتا ہے کہ طلبہ و طالبات کو دہشت گردوں کی کاروائیوں کے نقصانات پر مشتمل ایک نمائش دکھائی جاتی ہے جس سے طلبہ و طالبات اپنی آنکھوں سے جب ان نقصانات اور دہشت گردی کے اثرات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کے دل میں اس قبیح عمل سے نفرت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔

نوجوان نسل میں سے جو لوگ اغیار کے ہتھے چڑھ جائیں اور انکے دھوکے میں آ جائیں تو انہیں راہ راست پر لانے کے جہاں دیگر طریقے سعودی حکومت استعمال کرتی ہے وہیں

23 جون 2004ء کو ایک بڑا ہی مدبرانہ اور حکیمانہ آرڈر جاری ہوا، جس کے تحت شاہ عبداللہ بن عبدالعزيز مرحوم نے عام اعلان کر دیا کہ ایسے افراد اگر ہتھیار ڈال دیں اور سر تسلیم خم کر لیں تو انہیں حکومت کی طرف سے معافی دے دی جائے گی۔ یہ بڑا ہی مدبرانہ اور حکیمانہ اقدام تھا کہ جس سے بے شمار مخرف لوگ راہ راست پر آ گئے۔

سعودی عرب نے دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے ایک قدم اور اٹھایا کہ ایسی کارروائیوں میں ملوث افراد کے مقدمات حل کرنے کے لیے سپیشل عدالتوں ”الخصمۃ الجزائیۃ المخصوصۃ“ کے قیام کا حکم دے دیا۔ ان عدالتوں میں ان مخرف لوگوں کو عدل و انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق سزا ملتی ہے اور انہیں اپنے دفاع کے لیے دلائل دینے کی مکمل اجازت ہوتی ہے۔

غربت و افلاس اور فقیری عام طور پر نوجوانوں کو راہ اعتدال سے منحرف کر دیتی ہے۔ اس بڑے سبب کے انسداد کے لیے بھی سعودی عرب کی قومی اور عالمی سطح پر

گراں قدر خدمات ہیں۔ سعودی باشندوں کو خوشحال رکھنے اور ان کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے سعودی عرب بڑے اچھے اقدامات اٹھاتا ہے۔ اسی طرح بیرونی ممالک میں بھی اس کی رفاہی اور فلاحی کارروائیاں دہشت گردی کے خاتمے میں مثبت کردار ادا کرتی ہیں۔

کم علمی اور جہالت بھی فکری انحراف کا بڑا سبب بنتی ہے۔ سعودی عرب نے شرح خواندگی میں اضافے کیلئے سالانہ بجٹ کا ایک خطیر حصہ محکمہ تعلیم کے لیے خاص کر رکھا ہے۔ اسی طرح سعودی جامعات سے فارغ التحصیل علماء کرام کی ایک بڑی تعداد کو ان کے اپنے اپنے ممالک میں داعی و مبلغ بنا کر سعودی حکومت بھیجتی ہے۔ ان علماء کو عرف عام میں ”مبعوثین“ کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ افراد معاشرہ کی اصلاح میں یہ علماء جو بھی کردار ادا کریں اس کا کریڈٹ بہر حال سعودی حکومت کو جاتا ہے۔

سعودی وزارت داخلہ نے نوجوانوں کی اصلاح اور تربیت

یہ اللہ تعالیٰ کا ہی خاص کرم ہے کہ اس نے مملکت سعودی عرب کو امن و امان اور استحکام بخشا ہے۔ اللہ کے فضل کے بعد اگر کوئی چیز اس کا سبب ہے تو وہ یہ ہے کہ یہاں کی امن فورسز تندہی اور پوری لگن سے اپنی ذمہ داری نبھاتی ہیں۔

کے لیے ایک کمیٹی بنائی جس کا نام المرکز الأمیر محمد بن نائف للمناصحة والوعیۃ رکھا گیا۔ اس مرکز کا کام معاشرے کو ان شکوک و شبہات سے پاک کرنا تھا جو دشمنان دین و ملت لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے پھیلاتے رہتے ہیں۔

اللہ کے فضل سے سعودی عرب میں امن کی حالت بہت بہتر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی خاص کرم ہے کہ اس نے مملکت سعودی عرب کو امن و امان اور استحکام بخشا ہے۔ اللہ کے فضل کے بعد اگر کوئی چیز اس کا سبب ہے تو وہ یہ ہے کہ یہاں کی امن فورسز تندہی اور پوری لگن سے اپنی ذمہ داری نبھاتی ہیں۔ کیونکہ ان بہادر سپاہیوں کو اپنے عوام، علماء اور حکمرانوں کی مکمل طور پر حمایت حاصل ہے۔ ان کے بہادرانہ کارناموں کا تذکرہ علماء کرام اپنے خطابات میں کرتے ہیں اور ان کے شہداء کے ورثاء کو کسی قسم کی مالی یا معاشی پریشانی کا سامنا نہیں ہوتا۔ یہ جوان مرد سپاہی دینی اور قومی فریضہ جانتے ہوئے اپنی ذیوٹی کی ادائیگی میں اپنی جانوں پر کھیل جاتے ہیں۔

سعودی حکومت کی طرف سے اٹھائے جانے والے سارے اقدامات کے باوجود اگر کوئی گروہ اپنے مذموم ہتھکنڈوں اور سازشوں سے باز نہیں آتا بلکہ فتنہ و فساد پھیلانے کی ناپاک جسارت کرتا رہتا ہے تو ایسے لوگوں کے خلاف جراتمندانہ اقدامات اٹھانے کے لیے سعودی علماء کی کمیٹی کے سربراہان سے لے کر عام علماء کرام تک کے بڑے شدید اور سخت بیانات موجود ہیں۔ اس کے علاوہ سعودی حکمرانوں نے بھی ان سے نمٹنے کے لیے طاقت کا استعمال کیا۔ 16 اگست 2004ء کو اپنے ایک انٹرویو میں شاہ عبداللہ بن عبدالعزيز مرحوم نے ایسے باغی لوگوں کے بارے میں کہا:

”نحن ذھبنا الی رؤوس النعابین مباشرة لنقطعھا“۔

یعنی ان اثر و دھاؤں اور سانچوں کے سروں کو ہم نے بزر و شمشیر پکڑا ہے۔

حالیہ دنوں میں یمن کے حوثی باغیوں نے جو ظلم و زیادتی کا بازار گرم کیا تو سعودی عرب نے اپنی مکمل کوشش کی کہ مذاکرات کے ذریعے یہ معاملہ حل ہو جائے تاکہ قتل و خونریزی سے بچا جا سکے لیکن جب مذاکرات کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں تو سعودی فرماں روا شاہ سلمان بن عبدالعزيز حفظہ اللہ نے بڑا

ہی جراتمندانہ قدم اٹھایا اور اپنے اتحادی ممالک کے ساتھ مل کر ”عاصفۃ الحرم“ نامی آپریشن کا آغاز کیا۔ جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے حوثی فتنے سے حرمین شریفین کو محفوظ رکھا اور ان شاء اللہ آئندہ بھی یہ ملک سازشی عناصر کی فتنہ پرداز یوں سے محفوظ رہے گا۔

سعودی عرب کے جنوبی علاقہ جات میں حالیہ دنوں میں یکے بعد دیگرے مختلف مساجد میں خودکش حملے ہوئے ہیں۔ ان سے نمٹنے کے لیے بھی سعودی فورسز نے بڑا شاندار کردار ادا کیا۔ ان کارروائیوں سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر کبھی کسی سازشی گروہ نے سر اٹھایا تو اسے پکڑنے کی بھرپور صلاحیت اللہ کے فضل سے سعودی عرب میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ سعودی عرب کے امن و امان کو برقرار رکھے اور اس کی طرف اٹھنے والی ہر میلی آنکھ اور برے ہاتھ کو نیست و نابود کر دے کیونکہ یہ ارض حرمین شریفین ہے اور ہمیں یہ جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔



بیت اللہ شریف مسلمانوں کے نزدیک انتہائی قابل تکریم عبادت گاہ ہے۔ اس کی عظمت و تکریم کے پیش نظر نیز اسے خارجی اثرات ہوا منی پانی اور دھوپ وغیرہ سے محفوظ رکھنے اور ظاہری زیب و زینت کی غرض سے غلاف پہنایا جاتا ہے۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر جب سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جذبات کا اظہار بایں الفاظ کیا: ”آج تو گردنیں مارنے کا دن ہے آج کعبہ میں کفار کا قتل جائز ہو گا۔“ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع ملنے پر فرمایا: ”سعد نے غلط کہا ہے آج کے دن اللہ تعالیٰ کعبہ کو بزرگی دے گا اور اس دن اسے غلاف پہنایا جائے گا۔“ (بخاری المغازی: ۴۲۸۰)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ”دور جاہلیت میں لوگ عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور اس روز کعبہ

ہیں کہ

”ابن جریر کی روایت کے مطابق سب سے پہلے یمن کے بادشاہ تبع اسعد حمیری نے غلاف کعبہ چڑھایا جبکہ زبیر بن بکر کا کہنا ہے کہ عدنان بن اؤد نے غلاف کعبہ چڑھانے کی طرح ذالی لیکن کچھ اہل علم کہتے ہیں کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے سب سے پہلے غلاف چڑھایا تھا۔“ (فتح الباری: ج ۳ ص ۵۷۹)

پھر انہوں نے ان مختلف اقوال میں تطبیق کی یہ صورت بیان کی ہے:

”اگر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا تو ممکن ہے کہ بعد میں یہ طریقہ متروک ہو گیا ہو پھر عدنان بن اؤد نے اسے جاری کر دیا بعد میں صدیوں تک

”رسول اللہ ﷺ نے شاہ یمن اسعد حمیری کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ کو غلاف پہنایا تھا۔“ (فتح الباری: ج ۳ ص ۵۷۹)

یہ عمل بندر بابا آخر شاہ یعنی تبع اسعد حمیری نے اسے پھر جاری کر دیا جو آج تک جاری ہے۔“ (فتح الباری: ج ۳ ص ۵۸۰)

حافظ ابن حجرؒ نے فاکہی کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ

”رسول اللہ ﷺ نے شاہ یمن اسعد حمیری کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے بیت اللہ کو غلاف پہنایا تھا۔“ (فتح الباری: ج ۳ ص ۵۷۹)

تاریخ میں اس کی تفصیل ملتی ہے کہ ظہور اسلام سے کوئی سات سو سال قبل شاہ یمن تبع یعنی اسعد حمیری مکہ مکرمہ میں آیا بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد اس نے

شریف کو غلاف پہنایا جاتا تھا۔“ (بخاری: ج ۱ ص ۱۵۹۲)

غلاف کعبہ کی اہمیت کی پیش نظر امام بخاریؒ نے اپنی تصنیف میں ایک مستقل عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ”کعبہ

شریف پر غلاف چڑھانے کا بیان۔“ (بخاری: ج ۱ ص ۵۸)

ان احادیث اور امام بخاریؒ کے ذکر کردہ عنوان سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو بلا وجہ شور و غل کرتے ہیں کہ بیت اللہ پر غلاف چڑھانا دولت کا ضیاع ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بیت اللہ پر غلاف چڑھانا باعث سعادت اور کار ثواب ہے۔ نیز یہ ایک قدیمی روایت ہے لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے غلاف چڑھانے کی سعادت کسے نصیب ہوئی؟ تاریخی روایات میں تین نام سرفہرست آتے ہیں:

- ① سیدنا اسماعیل علیہ السلام
- ② عدنان بن اؤد
- ③ اسعد حمیری جسے تبع کہا جاتا ہے

حافظ ابن حجرؒ اس سلسلہ میں اپنا حاصل مطالعہ لکھتے

چھ دن مکہ کے بالائی حصہ میں ایک پہاڑ پر قیام کیا اس قیام کے دوران اہل مکہ اور دوسرے غرباء کی پر تکلف دعوتیں کیں انہیں شہد کا شربت پلایا جاتا جبکہ وہاں سادہ پانی بھی نہیں مانتا تھا۔ اس دوران اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ بیت اللہ پر غلاف چڑھا رہا ہے چنانچہ اس نے خواب کے مطابق موٹے کپڑے (انصاف) کا غلاف چڑھایا اس نے دوبارہ خواب دیکھا کہ وہ اس سے عمدہ کپڑے کا غلاف چڑھا رہا ہے۔ چنانچہ اس نے قیمتی کپڑے معافیر کا غلاف چڑھایا تیسری مرتبہ اسے خواب میں کہا گیا کہ تم اس سے بھی قیمتی اور اچھا غلاف چڑھاؤ۔ اس کے بعد اس نے یمن میں تیار ہونے والے ایک دھاری دار قیمتی کپڑے (الوصال) کا غلاف چڑھایا اس سے پہلے بیت اللہ پر غلاف نہیں چڑھایا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت میں بیت اللہ پر جہاں مختلف قسم کے غلاف چڑھائے جاتے تھے وہاں بعض اوقات دوسری مختلف چیزیں بھی بطور غلاف لٹکا دی جاتی تھیں قربانی کے جانوروں پر ڈالے جانے والے کبیل قیمتی چادریں، یمنی جہالریں، ریشمی اور اونی چادریں بطور ہدیہ مکہ بھیجی جاتی تھیں، جنہیں بیت اللہ پر لٹکا دیا جاتا تھا۔ چنانچہ سیدنا عمرو بن حکیم سلمی رضی اللہ عنہ کی والدہ نے ایک مرتبہ نذر مانی تھی کہ وہ کعبہ کے قریب اونٹ کی قربانی کرے گی۔ اس نے اونٹ کو بھیڑ اور اونٹ کے بالوں سے تیار شدہ دو چادریں ڈال کر سجایا پھر کعبہ کے قریب لے جا کر اسے ذبح کیا بعد ازاں دونوں چادریں کعبہ پر لٹکا دیں یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے کچھ عرصہ پہلے کا ہے۔ (اخبار مکہ: ص ۱۷۲)

بہر حال بیت اللہ پر غلاف کے علاوہ قیمتی چادریں اور مضبوط کپڑے بھی ڈالے جاتے تھے اگر کوئی غلاف یا چادر پھٹ جاتی تو اسے بیوند لگا دیا جاتا اسے کعبہ سے الگ نہیں کرتے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں خالد بن جعفر بن کلاب نے سب سے پہلے ریشم کا غلاف چڑھایا تھا۔ (فتح الباری: ج ۳ ص ۵۸۰)

کتب تاریخ میں ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ یحییٰ میں گم ہو گئے تو ان کی والدہ فتیلہ بنت خباب نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا زندہ و سلامت مل گیا تو میں کعبہ شریف پر ریشم کا غلاف چڑھاؤں گی۔ چنانچہ زندہ مل جانے پر انہوں نے اپنی نذر پوری کی اور بیت اللہ پر ریشم کا غلاف چڑھایا حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ

سب سے پہلے بیت اللہ پر ریشم کا غلاف چڑھانے کے متعلق چھ اقوال پائے جاتے ہیں:

- ① خالد بن جعفر بن کلاب ② ثیلہ بنت خباب
- ③ سیدنا معاویہ ④ یزید بن معاویہ
- ⑤ سیدنا عبداللہ بن زبیر ⑥ حجاج بن یوسف

ان اقوال میں اس طرح تطبیق دی جاسکتی ہے کہ خالد اور ثیلہ نے غلاف کعبہ کا کچھ حصہ ریشم کا ڈالا تھا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ممکن ہے کہ اپنے دور حکومت کے آخری ایام میں ریشم کا غلاف چڑھایا ہو اور وہی یزید بن معاویہ کی طرف منسوب ہو گیا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ کی تعمیر نو کے بعد ریشم کا غلاف چڑھایا تھا اس اعتبار سے وہ سب سے پہلے ریشم کا غلاف چڑھانے والے قرار پائے لیکن ان کے غلاف کو دوام نصیب نہ ہوا عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج بن یوسف نے وہ غلاف اتار کر اپنی طرف سے بیت اللہ پر ریشم کا غلاف چڑھایا پھر اس پر دوام کیا۔ (فتح الباری: ج 3، ص 580) اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ

رہا اور خلفائے بنو امیہ اس کی سعادت حاصل کرتے رہے۔

ان کے بعد خلفائے بنو عباس بھی اس کا رخیہ کو بجا لاتے رہے اپنے زمانہ عروج میں غلاف تیار کرنے کی خدمت انہی کے سپرد تھی جب گردش ایام سے ان کے اقتدار کو زوال آیا تو کبھی سلاطین یمن اور کبھی سلاطین مصر کی طرف سے غلاف آنے لگا۔ رفتہ رفتہ یہ خدمت مستقل طور پر سلاطین مصر کے سپرد ہو گئی۔ جب مصر حکومت عثمانیہ کے زیر نگیں ہوا تو کعبہ کا اندرونی غلاف استنبول سے اور باہر کا مصر سے آتا رہا۔ یہ غلاف سیاہ ریشم کے آٹھ پردوں پر مشتمل ہوتا تھا۔

سعودی حکومت اور غلاف کعبہ

۱۳۳۳ھ میں جب آل سعود کے شاہ اول عبدالعزیز بن عبدالرحمن الفیصل کو مکہ مکرمہ پر اقتدار حاصل ہوا اس سال مصر سے غلاف کعبہ نہ آیا تو انہوں نے عراق کا تیار کردہ ”القیان“ موٹی زین کا غلاف کعبہ شریف پر چڑھا دیا۔ آخر کار ۱۳۴۳ھ کو حجاز مقدس جب ان کے

کر کے دس ذوالحجہ کو حسب معمول غلاف کعبہ شریف پر چڑھا دیا گیا۔ اس کے بعد شاہ مذکور نے یہ فیصلہ کر لیا کہ آئندہ غلاف کعبہ ستار کعبہ اور حزام کعبہ سعودی حکومت کی نگرانی میں تیار کیے جائیں تاکہ مصر یا کسی بھی دوسری حکومت کے مرنہوں منت نہ ہوں۔ واضح رہے کہ خلافت عثمانیہ کے دور سے غلاف کعبہ تین بڑے اجزاء پر مشتمل چلا آ رہا ہے۔

- ① اصل غلاف کعبہ جسے ۶۲ ٹکڑوں سے جوڑ کر بنایا جاتا ہے۔
- ② حزام کعبہ..... وہ پٹی جو جوڑ چھپانے کے لیے لگائی جاتی ہے۔
- ③ ستار کعبہ..... کعبہ کے دروازے پر لڑکانے کا پردہ

محرم الحرام ۱۳۴۶ھ کو وزیر مالیات شیخ عبداللہ بن سلیمان حمدان کی زیر نگرانی محلہ اجیاد میں غلاف کی تیاری کے لیے کارخانہ کی تعمیر شروع کی جس کا رقبہ ۱۵۰۰ مربع میٹر تھا۔ کاریگروں نے اس قدر محنت اور جانفشانی سے کام کیا کہ چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں ایک مضبوط اور خوبصورت

کارخانہ تیار ہو گیا مکہ مکرمہ کی پوری تاریخ میں یہ پہلا کارخانہ تھا جو غلاف کعبہ کی تیاری کے لیے مکہ مکرمہ میں بنایا گیا۔ کارخانہ تیار ہونے کے بعد ملک عبدالعزیز آل سعود نے غلاف کعبہ حزام

کعبہ اور ستار کعبہ تیار کرنے کے لیے متعلقہ اوزار اور بننے کا سامان نیز کاریگر وغیرہ ہندوستان سے منگوانے کا فیصلہ کیا۔ یہ کام ہندوستان کے ایک نامور سلفی عالم دین مولانا محمد اسماعیل غزنوی کے سپرد کیا جو ہندوستان سے چالیس کاریگر ۱۲ عدد کپڑا بننے کی کھدیاں اوزار ریشم اور دیگر ضروریات کی چیزیں لے کر آغاز جب ۱۳۴۶ھ میں مکہ مکرمہ پہنچ گئے انہوں نے دن رات محنت کر کے بالکل مصری غلاف کعبہ کے مطابق ’غلاف‘ حزام اور ستار تیار کر دیا جو بے حد مضبوط اور خوبصورت تھا۔ یہ کام انہوں نے دو ماہ یعنی آخر ذی قعدہ ۱۳۴۶ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچایا۔ اس پر کلمہ طیبہ قرآنی آیات کے علاوہ یہ عبارت کندہ تھی:

للهذه الكسوة صنعت في مكة المباركة المعظمة بامر خادم الحرمين الشريفين جلالة الملك الامام عبدالعزيز بن

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ہر سال نیا غلاف چڑھاتے اور پرانا اتار کر حجاج کرام میں تقسیم کر دیتے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بردیمانی کا بہترین خوبصورت غلاف سال میں دو مرتبہ چڑھاتے تھے۔

زیر نگیں آیا تو اس سال مصر سے غلاف کعبہ آیا اور اسے بیت اللہ پر چڑھا دیا گیا۔ پھر اچانک ۱۳۴۵ھ میں حکومت مصر نے غلاف کعبہ بھیجتا بند کر دیا اور سعودی حکومت کو ماہ ذی الحجہ کی ابتداء میں اس بندش کا علم ہوا جبکہ دس ذوالحجہ کو نیا غلاف بیت اللہ پر چڑھانا تھا۔ وقت کی تنگی کے باوجود شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل سعود نے ہنگامی بنیادوں پر غلاف بنوانے کا کام شروع کر دیا۔

وزیر مالیات عبداللہ سلیمان الحمدان کی سربراہی میں یہ کام شروع ہوا سیاہ اون کا غلاف کعبہ تیار کیا گیا جس پر نفیس اور عمدہ پٹیاں چاندی اور سونے کی تاروں سے مرصع تھیں جنہیں قرآنی آیات سے مزین کیا گیا۔ غلاف کعبہ کے علاوہ بیت اللہ کے دروازے پر لڑکانے کے لیے ستار کعبہ بھی تیار کیا گیا۔ یہ تمام کام اس قدر برق رفتاری سے شروع ہوا کہ صرف چند دنوں میں اتنا عظیم الشان کام مکمل

نے فتح مکہ کے دن بیت اللہ شریف پر غلاف چڑھایا جیسا کہ ہم نے صحیح بخاری حدیث نمبر ۲۸۰ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ آپ نے ماہ رمضان میں یمن کا بنا ہوا سیاہ رنگ کا غلاف چڑھایا تھا۔ سیدنا ابوبکر

صدیق سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم بھی اس خدمت کو انجام دیتے تھے۔ بلکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سال میں دو مرتبہ غلاف چڑھانے کی طرح ڈالی۔ (فتح الباری: ج 3، ص 580)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ہر سال نیا غلاف چڑھاتے اور پرانا اتار کر حجاج کرام میں تقسیم کر دیتے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بردیمانی کا بہترین خوبصورت غلاف سال میں دو مرتبہ چڑھاتے تھے۔ ایک دفعہ دس محرم کو اور دوسری مرتبہ ۲۹ رمضان کو عید الفطر کی آرائش کے پیش نظر قبایطی غلاف تیار کرواتے تھے۔ اس کے علاوہ آپ نے بیت اللہ کو معطر رکھنے کے لیے نفیس خوشبوئیات اور عمدہ عطریات کے لیے باقاعدہ کوٹہ مقرر کر رکھا تھا۔ ایام حج میں ہر نماز کے بعد بیت اللہ بہترین دھونی سے معطر کیا جاتا تھا۔ الغرض بنو امیہ کا خاندان ۹۱ سال تک برسر اقتدار

عبدالرحمن الفيصل آل سعود ملك المملكة العربية السعودية أيداه الله تعالى بنصره سنة ۱۳۴۶ هجرية على صاحبها افضل النحية وأتم التسليم. (تاريخ الكعبة: ۲۶۸)

شاہ خالد بن عبدالعزیز ان کے بعد سعودی حکمران شاہ سعود بن عبدالعزیز، شاہ فیصل بن عبدالعزیز، شاہ فہد بن عبدالعزیز، شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز اور حالیہ حاکم شاہ سلیمان بن عبدالعزیز اس سعادت سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ حکومت سعودیہ نے ایک مستقل محکمہ غلاف کعبہ بنانے کے لیے قائم کیا ہے جو سارا سال اس کی تیاری میں لگا رہتا ہے اس پر لاکھوں ریال اخراجات کے طور پر اٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو تادیر قائم رکھے تاکہ بیت اللہ کی حرمت وعظمت کو برقرار رکھنے میں مدد و معاون ثابت ہو۔ (آمین)

یاد رہے کہ بیت اللہ کو غلاف پہنانے کا اہتمام محرم کی دسویں تاریخ یعنی عاشوراء کے دن کیا جاتا تھا جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گزشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے امام

کے سنن متولی عبدالعزیز الشیخی کے حوالے کیا غلاف کعبہ پر سونے اور چاندی کے دھاگوں سے قرآن پاک کی آیات تحریر ہوتی ہیں اس کی تیاری میں تقریباً ۶۷۰ کلوگرام خالص سفید ریشم استعمال ہوتا ہے۔ جس پر بعد میں سیاہ رنگ چڑھایا جاتا ہے غلاف کعبہ پر ۱۵ کلوگرام سونے کے تاروں سے کشیدہ کاری کی جاتی ہے اور اس کی تیاری میں لاکھوں ریال لاگت آتی ہے۔ ۴۷ حصوں پر مشتمل غلاف کعبہ کا سائز ۶۵۸ مربع میٹر ہوتا ہے۔ خانہ کعبہ پر سب سے پہلے یمن کے بادشاہ اسعد حمیری نے ظہور اسلام سے ۷۰۰ سال قبل غلاف چڑھایا۔ قریش مکہ ہر سال ۱۰ محرم کو کعبے کا غلاف بدلتے اور اس دن احرام روزہ بھی رکھتے۔ زمانہ جاہلیت میں خالد بن جعفر بن کلاب نے کعبہ پر پہلی دفعہ دیباچ کا غلاف چڑھایا۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی دادی نے بھی سفید رنگ کا غلاف خانہ کعبہ کے لیے نذر کیا۔ اسلامی تاریخ میں

حکومت سعودیہ نے ایک مستقل محکمہ غلاف کعبہ بنانے کے لیے قائم کیا ہے جو سارا سال اس کی تیاری میں لگا رہتا ہے اس پر لاکھوں ریال اخراجات کے طور پر اٹھتے ہیں۔

ابو جعفر باقر تک یہ روایت قائم رہی جب کہ حافظ ابن حجر نے اس کی صراحت کی ہے۔ (فتح الباری: ج ۳ ص ۵۷۴) اس کے بعد ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو غلاف پہنانے کا آغاز ہوا جو آج تک قائم ہے۔

پہلی مرتبہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یمن کا سیاہ غلاف چڑھانے کا حکم دیا۔ عباسی خلفاء نے ۵ سو سالہ دور اقتدار میں ہر سال بغداد سے غلاف بنوا کر بھیجے۔ خلیفہ مامون الرشید نے سفید رنگ کا غلاف چڑھایا تھا محمود غزنوی نے ایک مرتبہ زرد رنگ کا غلاف بھیجا خلیفہ الناصر عباس نے پہلے سبز رنگ کا غلاف بنوایا لیکن پھر اس نے سیاہ ریشم سے تیار کروایا۔ اس کے بعد آج تک غلاف کعبہ کا رنگ سیاہ ہی چلا آ رہا ہے۔

۱۹ ویں صدی عیسوی کے اوائل میں غلاف کعبہ مصر سے تیار ہو کر آیا کرتا تھا۔ ۱۹۲۷ء میں شاہ عبدالعزیز آل سعود نے غلاف کعبہ کی تیاری کے لیے کارخانہ قائم کرنے کا حکم دیا۔ ۱۹۶۲ء میں غلاف کعبہ کی تیاری کی سعادت پاکستان کے

۱۹۶۲ء میں غلاف کعبہ تیار کرنے کی سعادت پاکستان کے حصے میں آئی جب غلاف تیار ہو گیا تو نمائش کی غرض سے اسے کراچی سے پشاور تک بذریعہ ٹرین لے جانے کا پروگرام طے ہوا گاڑی ہر چھوٹے بڑے اسٹیشن پر ٹھہرتی اور زیارت کرنے والوں کا ہجوم غلاف پر ٹوٹ پڑتا۔ جاہل لوگ گاڑی کے ڈبوں کو چومتے چاہتے شاید خلاف شریعت محبت بھری ان عادات کی وجہ سے دوبارہ یہ سعادت پاکستان کے حصے میں نہیں آئی۔ عرصہ ہوا اخبارات میں غلاف کعبہ کے متعلق ایک جامع رپورٹ شائع ہوئی تھی افادہ عام کے پیش نظر اسے پیش کیا جا رہا ہے:

”جج کے مبارک موقع پر خانہ کعبہ کا غلاف تبدیل کیا گیا۔ حرمین شریفین کے امور کے سربراہ شیخ صالح بن عبدالرحمن نے خانہ کعبہ کا نیا غلاف کعبہ

حصے میں آئی غلاف کعبہ پر سونے اور چاندی کے تاروں سے قرآنی آیات تحریر ہوتی ہیں۔ غلاف کو خانہ کعبہ کے گرد لپیٹ کر تانبے کے ساتھ زمین میں نصب کر دیا جاتا ہے۔ زمین سے ۳ میٹر کی بلندی پر نصب کعبہ کے دروازے کی لمبائی ۶ میٹر اور چوڑائی ۳ میٹر ہے۔ غلاف کعبہ دیواروں کے علاوہ دروازے پر بھی آویزاں کیا جاتا ہے اتارے جانے والے غلاف کے ٹکڑے بیرون ممالک سے آئے ہوئے سربراہان مملکت اور دیگر معززین کو بطور ہدیہ دیئے جاتے ہیں۔ یہ غلاف ہر سال ۹ ذوالحجہ کو تبدیل کیا جاتا ہے جبکہ کعبہ کو ہر سال دو مرتبہ شعبان اور ذی الحجہ کے مہینوں میں غسل دیا جاتا ہے۔“

اس مضمون کی تکمیل پر اس بات کی وضاحت کرنا ضروری ہے کہ بیت اللہ پر غلاف چڑھانا کوئی رسم نہیں بلکہ شریعت کے نزدیک ایک انتہائی محبوب عمل ہے جو انسان کے لیے دنیا و آخرت میں سعادت اور خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ لیکن اس مبارک عمل کو بنیاد بنا کر کچھ لوگ قبروں، مزاروں پر چادر پوشی کا مسئلہ کشید کرتے ہیں جبکہ غلاف کعبہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اس کے مستحب اور پسندیدہ ہونے کی تصدیق کی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر در و دیوار پر کپڑے آویزاں کرنے کے متعلق ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھروں اور مٹی کی عمارت پر کپڑے پہنانے کا حکم نہیں دیا۔“ (مسلم الملباس: ۵۵۲)

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمیں رزق میں یہ حکم نہیں دیا کہ اینٹوں اور پتھروں کو کپڑے پہناتے

پھریں۔“ (ابوداؤد الملباس: ۴۱۵۳)

ان احادیث کے پیش نظر قبروں اور مزاروں پر چادر پوشی کا عمل انتہائی محل نظر ہے اسے غلاف کعبہ پر قیاس کرنا تو کسی طرح بھی درست نہیں۔ واللہ اعلم!



بن سعود کی اہلیہ نے مشورہ دیا کہ اشیخ بزرگ ہستی ہیں۔ ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا جائے۔

اشیخ موصوف کی دعوت کا مقصد اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی عبادت نیز اسلام کی اصل روح (قرآن و حدیث) کی طرف لوگوں کو بلانا تھا اور اس کے لیے انہیں قوت و طاقت کی ضرورت تھی۔ شہزادہ محمد بن سعود بطور حکم ران عوام کی خدمت کے باعث لوگوں میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور اشیخ محمد بن عبد الوہاب عقیدہ توحید کے باعث شہرت حاصل کر چکے تھے۔ چنانچہ درعیہ کے عوام کی اکثریت نے ان دونوں کا ساتھ دینا شروع کر دیا۔ ۱۷۳۵ء میں امیر محمد بن سعود اور اشیخ محمد بن عبد الوہاب کے مابین دین کی سر بلندی اور عقیدہ توحید کی حفاظت کے لیے ایک معاہدہ ہوا، اس معاہدے کا معنی و مفہوم یہ تھا کہ اسلامی شعائر کی قدر و منزلت اور شان و شوکت ایسے ہی نظر آئے جس طرح خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادوار میں تھی۔ اس معاہدے کے تحت دینی معاملات کی ذمہ داری آل شیخ نے سنبھال لی اور سیاسی و انتظامی معاملات آل سعود نے اپنے ذمہ لے لیے، چنانچہ سیاسی و مذہبی قوت ایک ہو گئی۔ دونوں خاندانوں کے اشتراک و تعاون سے سعودی اسلامی حکومت کی بنیاد رکھ دی گئی۔

جب محمد بن سعود کے خاندان کی حکومت، وقت کے حکم رانوں سے تصادم میں ختم ہو گئی تو آل سعود کے شہزادے عبدالرحمن بن فیصل درعیہ کو چھوڑ کر کویت کی طرف چلے گئے۔

شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن

عبدالعزیز بن عبدالرحمن ۱۸۷۶ء کو ریاض میں پیدا ہوئے، عبدالرحمن بن فیصل کے ہونہار بیٹے عبدالعزیز بھی کویت کے سفر میں اپنے والد کے ساتھ تھے۔ اس دوران انہیں سنگلاخ وادیوں، صحراؤں، بیابانوں سے گزرنا پڑا۔ اس سفر کی بدولت عبدالعزیز کے اندر صبر و تحمل اور استقامت کے جذبے نے بڑی نشوونما پائی۔ حالات کے تحت کویت کا سفر تو انہیں کرنا ہی پڑا مگر انہیں وطن چھوڑنے کا بڑا افسوس تھا۔

چنانچہ شہزادہ عبدالعزیز نے تیاری کر کے اپنے آپ کو سخت محنت کا عادی بنا دیا۔ انہوں نے اپنی جلا وطنی کی زندگی ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا اور ریاض پر حملے کا

مملکت سعودیہ کے مختلف ادوار

محمد بن عبد الوہاب

بن علی اسمی ۱۱۱۵ھ بمطابق ۱۷۰۳ء کو ”عیثہ“ میں پیدا ہوئے۔ شیخ کے دادا محترم شیخ سلیمان بن علی ”نجد“ کے مشہور عالم دین تھے۔ فتویٰ بھی دیا کرتے تھے اور طلبائے علوم دینیہ کو علمی غذا بھی مہیا فرماتے تھے۔ ان سے بہت سے طلبا نے استفادہ کیا۔ اشیخ محمد کے والد گرامی اشیخ عبد الوہاب بن سلیمان منصب قضا پر فائز تھے۔ اشیخ محمد بن عبد الوہاب نے دس سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ شیخ الاسلام عیثہ میں تھوڑا عرصہ قیام کے بعد ”حجاز مقدس“ چلے گئے۔ حج کی سعادت حاصل کی، پھر مدینہ منورہ چلے گئے، یہاں مشہور علما سے استفادہ کیا اور ان کی علمی مجالس میں شرکت کر کے ان سے اکتساب علم کرتے رہے۔ اشیخ محمد نہ صرف مطالعے کے شائق تھے بلکہ تالیف و تصنیف کتب کا شغل بھی فرماتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے اندر دینی تعلیم کو رائج کرنے کو بھی بہت ضروری جانتے تھے۔

اشیخ توحید کے عقیدے پر سختی سے پابند تھے۔ عیثہ میں بعض ایسے درخت تھے کہ جن کی لوگ پوچھا کرنے لگے اور درختوں سے اپنی حاجتیں پوری کرنے کے لیے التجائیں کرتے تھے۔ اشیخ نے ان درختوں کو کاٹنا شروع کیا تو ایک شور و غوغا ہونے لگا۔ لوگوں نے ان کے تذکرے کرنے شروع کر دیے۔ ان کی تحریک کے خلاف ایک شور مچ گیا۔ اسی شور کی بازگشت ”الاحساء“ کے حکمران سلیمان بن محمد کے کانوں تک پہنچی تو وہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ اس نے دھمکی دی کہ اگر شیخ اپنی ان کارروائیوں سے باز آجائے۔ تو ٹھیک و گرنہ اسے قتل کر دیا جائے، اشیخ کو جب اس دھمکی کا علم ہوا تو انہوں نے لوگوں کو کسی بد مزگی میں مبتلا ہونے سے پہلے پہلے عیثہ کو چھوڑ دیا اور درعیہ کا رخ فرمایا۔ یہاں محمد بن سعود آل سعود کی حکمرانی تھی۔ امیر محمد بن سعود اور ان کی اہلیہ پہلے ہی سے اشیخ محمد بن عبد الوہاب کی تعلیمات سے متاثر تھے۔ عقیدہ توحید ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ امیر محمد

مملکت سعودی عرب وجود کائنات پر ایک بابرکت، عالی شان اور قدر و منزلت والی سلطنت ہے۔ اس سرزمین پر رب العالمین جل شانہ کا سب سے پہلا گھر ”بیت اللہ“ واقع ہے۔ یہاں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے اور بیت اللہ کی تعمیر عین عرش کے سائے تلے فرمائی۔ اللہ کے اس گھر میں صبح و شام اللہ کو ایک ماننے اور اس کی عبادت کی توفیق سے بہرہ ور انسان اپنے رب کی کبریائی میں مشغول رہتے ہیں۔

اسی پاک سرزمین پر خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی ولادت و بعثت ہوئی۔

اس خطے پر مختلف ادوار میں مختلف حکمران رہے۔ اب کم و بیش ایک سو سال سے اس کی حکمرانی آل سعود کے ہاتھوں میں ہے۔ اس مختصر تحریر میں ہم آل سعود کے مختلف ادوار کا تذکرہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ آل سعود کی حکمرانی کا آغاز اٹھارہویں صدی عیسوی میں ہوا جس کی ابتدا ”نجد“ کے ایک گاؤں ”درعیہ“ سے ہوئی۔ ۱۷۲۶ء میں درعیہ کی زمام اقتدار شہزادہ محمد بن سعود نے سنبھالی۔

امیر محمد بن سعود

شہزادہ محمد بن سعود ایک زیرک اور فعال حکم ران تھے۔ درعیہ ایک چھوٹا سا ریاست نما علاقہ تھا۔ یہاں کے لوگ دینی لحاظ سے بڑے پسماندہ تھے۔ رسومات و بدعات کا دور دورہ تھا۔ شہزادہ محمد بن سعود سیاسی شان و شوکت رکھنے والے امیر تھے اور لوگوں میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔

انہی دنوں عرب کے ایک عظیم مصلح اشیخ محمد بن عبد الوہاب کا شہرہ ہوا۔ شیخ ابن عبد الوہاب دین کے مخلص داعی و مبلغ تھے وہ رسومات و بدعات کے خلاف موثر تدابیر کر کے عوام کی دینی رہنمائی اور تربیت کرنا چاہتے تھے۔

شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب

شیخ الاسلام و اسمین محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان

شاہ فیصل بن عبدالعزیز

شاہ فیصل بن عبدالعزیز ایک لائق اور درویش منش فرماں روا تھے۔ تقویٰ و طہارت ان کا اوزہنا بچھوتا تھا۔ شاہ فیصل کے والد شاہ عبدالعزیز کے گرد ایک تقدس کا ہالا تھا، یہی ہالا وراثت میں شاہ فیصل نے بھی حاصل کیا، اس کے پہلو پہ پہلو نظام سلطانی کو برقرار رکھنے کے باوجود سعودی عرب کو ایک فلاحی مملکت بنا کر عوام کا دل موہ لیا۔ اتحاد عالم اسلامی کا پرچم بلند کر کے دنیا بھر کے مسلمانوں میں ہر دل عزیز ہوئے اور دنیائے عرب کے بحرانی دور میں انہوں نے اپنی پالیسیوں کو ایک ایسے سانچے میں ڈھالا کہ روایتی مخالف بھی دوست بن گئے۔ معمر قذافی، انور سادات، حافظ الاسد اور یاسر عرفات جیسی مختلف سیاسی نظریات کی حامل شخصیات بھی ان سے روشنی اور تعاون حاصل کرنے لگیں، امریکا کے ساتھ گہرے روابط کے باوجود وہ دنیائے عرب کی امنگوں اور آرزوؤں کے ترجمان بن گئے۔ انہوں نے حکمران بننے ہی سعودی عوام کی بہبود کا اتنا سامان فراہم کر دیا کہ وہاں ٹیکس وصول نہیں کیا جاتا تھا، شہریوں کو مکان بنانے اور تجارت کرنے کے لیے بلا سود قرضے فراہم کیے جاتے تھے۔ ذاتی اخلاق و کردار کے اعتبار سے وہ اپنے ہم عصر سلاطین پر زبردست فوقیت رکھتے تھے۔

شاہ فیصل شہید لبو و لب سے بالاتر اور سادگی ان کا اوزہنا بچھوتا تھی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ عرب شہزادے جن کی اکثریت کے پاس بڑی بڑی اور قیمتی گاڑیاں بڑی تعداد میں موجود تھیں مگر شاہ فیصل کے پاس صرف ایک ہی ذاتی کار تھی۔ شاہ فیصل مرحوم کو حرمین شریفین سے دلی لگاؤ تھا۔ حرمین شریفین کی توسیع و نظافت کے لیے نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے پاسان حرم کا خطاب انہیں حاصل تھا۔ امن و امان میں اطمینان اور مقامات مقدسہ میں آمد و رفت و رہائش کی وافر سہولتوں کی بنا پر حجاج اور زائرین کی تعداد بڑھتی گئی اور ان سے پہلے کی سعودی حکومت کی توسیع کے باوجود مسجد نبوی شریف تنگ محسوس ہونے لگی تھی۔ اس لیے شاہ فیصل مرحوم نے مسجد کی غربی جانب نماز کے لیے مزید جگہ مہیا کرنے کا فرمان جاری کیا۔

اس فرمان کے بعد مسجد کی غربی جانب عمارتیں گرا کر ان کے مالکان کو ۵ کروڑ ریال سے زائد معاوضہ دیا گیا اور وہاں شہید تعمیر کر دیے گئے۔ جن کا رقبہ ۳۵۰۰۰ مربع

میں اس امن گاہ میں کسی آدمی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ تاکہ باہر سے آنے والے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے والوں کا نشان تک باقی نہ رہے۔ دیکھو! میں بھی اس ملک کا باشندہ ہوں، تم مجھے اس کے بعد دھوکا نہیں دے سکتے۔“

سلطان عبدالعزیز کی اس تقریر کے بعد بہر بن اپنے کاموں سے باز آ گئے۔ مگر تھوڑا عرصہ گزر رہا تھا کہ ایک بنگالی حاجی کے قتل کا واقعہ ہو گیا۔ سلطان کو واقعہ کا علم ہوا تو تمام سرکاری دفاتر بند کر دیے گئے اور بطور ناراضی انہوں نے اپنے دوستوں کے ساتھ کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ اعلان کر دیا گیا کہ جب تک قاتل کا سراغ نہ ملا مجھے چین اور سکون نہیں آئے گا۔

چنانچہ نو افراد اس قتل گاہ کے قریب سے گرفتار کیے گئے اور تفتیش کے بعد ان کے سر قلم کر دیے گئے۔ سلطان کے اس سنگین اقدام کا یہ اثر ہوا کہ پھر سعودی عرب میں ایک طویل عرصے تک کوئی ناخوش گوار واقعہ رونما نہ ہوا۔ سلطان نے تعلیم کو عام کر دیا، علاج معالجے کا انتظام اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھا۔ وہاں کے بدوؤں کو تعلیم سے آراستہ کیا، نئے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کھولیں، نادار مریضوں کو مفت علاج کی سہولتیں مہیا کیں، درآمدی ادویہ پر کوئی محصول عاید نہ کیا گیا۔ عدل کے معاملے میں سلطان بڑے سخت گیر تھے۔ ایک عام مجرم سے لے کر کسی امیر سے امیر مجرم تک ایک ہی قانون تھا۔ سزا کے بعد کوئی مجرم بچ نہیں سکتا تھا۔

سلطان کے حکم سے سزا دینے کا طریقہ یہ رائج کیا گیا تھا کہ جمعہ کی نماز کے فوراً بعد سر عام مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا تھا تاکہ دوسرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ سلطان عبدالعزیز نے ۹ نومبر ۱۹۵۳ء کو ریاض میں وفات پائی۔

سلطان سعود بن عبدالعزیز

شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن کی وفات کے بعد ان کے بڑے بیٹے سلطان سعود بن عبدالعزیز حکمران بنے۔ سلطان سعود کی بڑی خوبی اپنے دین سے محبت اور شریعت کی پابندی تھی۔

شاہ سعود کی حکمرانی کی مدت ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۳ء تک ہے۔ ان کے بعد شاہ فیصل بن عبدالعزیز فرماں روا ہوئے۔

سوچنے لگے۔ انہیں اپنے آباد اجداد کے علاقے چھینے جانے کا بڑا سدھ تھا۔ انہوں نے پیغمبر ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے عزم و ارادے کی بدولت جزیرہ عرب میں اپنے بزرگوں کی عظمت رفتہ کو بحال کریں گے اور اسلامی تاریخ میں جزیرہ عرب کو ایک نمایاں مقام دلانیں گے۔

۱۹۰۲ء میں ملک عبدالعزیز نے نجد فتح کیا، اس کے بعد ریاض پر اپنا تسلط قائم کیا، ۱۹۱۳ء میں الاحساء اور حجاز پر فتح کے جھنڈے گاڑے، ۱۹۲۳ء میں جبل اشعر فتح کر کے اپنے زیر تسلط کیے۔ ۱۹۲۷ء میں ملک عبدالعزیز والی نجد و حجاز بنے اور انھوں نے دو علیحدہ حکومتوں کو ملا کر ”المملکت العربیہ السعودیہ“ نام رکھ دیا۔ موجودہ سعودی عرب کے بانی سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمن بن فیصل آل سعود ہیں۔

سلطان عبدالعزیز نے اپنے عہد حکومت میں بہت سی اصلاحات کیں۔ جدہ سے مکہ مکرمہ تک کی سڑک تعمیر کرائی۔ نجد میں پانچ سو میل لمبی ریلوے لائن بنوائی۔ کروڑوں کی لاگت سے جدہ اور دمام کی بندرگاہوں میں ساحل تعمیر کرائے۔ ان ساحلوں کی تعمیر سے پہلے پانچ میل کے فاصلے پر جہاز کھڑے ہوتے تھے پھر ساحل بننے کے بعد حاجیوں کو درپیش بہت سی مشکلات آسان ہو گئیں۔ سعودی عرب میں آب و دانے کی قلت دور کی۔ بے دوسرے ممالک سے راشن حاصل کرنے کی تگ و دو کی۔

سلطان عبدالعزیز کے والی بننے سے قبل قتل، چوری، ڈاکے اور بد امنی عام تھی۔ ۱۹۲۷ء میں جب سلطان عبدالعزیز نے حجاز پر قبضہ کیا تو ملک کے تمام بدو سرداروں کو جمع کر کے ایک تقریر کی اور ان سے کہا:

”میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میرے ملک میں کسی ڈاکو، کسی قاتل، کسی چور اور بد امنی پھیلانے والے کے لیے کوئی جگہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس علاقے کے متعلق فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ دَخَلَ كَانَ آمِنًا﴾ (ال عمران: ۹۷)

”جو شخص یہاں داخل ہوا، وہ امان پا گیا۔“

تم نے اسے غارت گری کا مرکز بنا رکھا ہے۔ اگر تمہارے پاس کھانے، پینے، پہننے کی کمی ہو تو اس کی ذمہ داری مجھ پر عائد ہوتی ہے، جسے میں ہر طرح سے پورا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میری یہ بات کان کھول کر سن لو کہ اگر آج کے بعد اس ملک میں کوئی ایسا واقعہ رونما ہوا تو

میٹر تھا۔ ان شیڈوں کی تعمیر کا کام ۱۹۷۳ء میں شروع ہوا اور یہ شیڈ ملک فہد کی حکومت کی دوسری توسیع مسجد نبوی میں ختم کر دیے گئے۔

اسی طرح جنت البقیع کی توسیع بھی شاہ فیصل کے ہاتھوں ہوئی۔ بقیع العمامت (رقبہ ۳۳۹۳ مربع میٹر) بقیع غرقہ اور بقیع العمامت کی درمیانی سڑک (رقبہ ۸۲۳ مربع میٹر) اور بقیع کی شمالی جانب سے تکیونی شکل کی ۱۶۱۲ مربع میٹر جگہ کو، جن کا مجموعی رقبہ ۵۹۲۹ مربع میٹر بنتا تھا، بقیع میں شامل کر دیا گیا۔ قبرستان بقیع کے ارد گرد کنکریٹ کی دیوار بنا دی گئی اور قبرستان کے اندر پختہ سڑکیں بنا دی گئیں اس سے بارش کے دنوں میں میت کے دفن کرنے میں نہایت آسانی ہو گئی۔

تشنگان علم کے لیے شاہ فیصل نے دل و جان نچھاور کیے رکھے۔ قرآن کریم اور سنت طیبہ کی نشر و اشاعت کے لیے بھی شاہ فیصل کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

شاہ فیصل ایک ایسا عادلانہ معاشی نظام قائم کرنا چاہتے تھے جس میں کسی شہری کو کوئی شکایت نہ ہو۔ اس نظام کے لیے ضروری تھا کہ تیل کی آمدن کو ترقیاتی کاموں پر مرکوز کر دیا جائے۔ چنانچہ جب سابقہ حکومت نے بعض بدانتظامیوں کا ثبوت دیا، تیل کی آمدن کو محلات کی تعمیر اور ممالک غیر میں جائیداد کی خرید اور عیش و عشرت پر خرچ کرنا شروع کر دیا تو شاہ فیصل نے سیاست کو اس نہج پر چلایا کہ شاہ سعود نے انہیں وزیر اعظم بنا کر قریب قریب سارے اختیارات انہیں سونپ دیے۔

یہاں تک کہ شاہ سعود کی موجودگی میں کابینہ کی صدارت شاہ فیصل کیا کرتے تھے۔ ۱۹۶۳ء میں جب فیصل مرحوم کو مکمل اقتدار مل گیا تو سعودی عرب کو انہوں نے مکمل فلاحی مملکت بنا دیا۔

سعودی عرب ایک ایسی مملکت بن گئی جہاں طبی امداد ہر شہری کے لیے مفت تھی، قیموں، بیواؤں، بے آسرا عورتوں اور بوزھوں کے لیے پنشن مقرر کر دی گئی۔ بے روزگاری الاؤنس جاری کر دیے گئے۔ ہر شہری کے تعلیمی اخراجات حکومت ادا کرنے لگی۔ تعلیم نسواں کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اعلیٰ تعلیم کے ادارے کھل گئے۔ صنعتوں کا اجرا ہوا اور روزگار کے اتنے زیادہ مواقع پیدا ہو گئے کہ دیگر ممالک سے بے شمار لوگ سعودیہ میں روزگار کے لیے آنے لگے۔

شاہ فیصل نے محسوس کر لیا تھا کہ تیل کی دریافت اور فروخت کے لیے امریکا نے جو مراعات حاصل کر رکھی ہیں، وہ غیر محدود ہیں۔ انہوں نے اس پر کوئی ہنگامہ بپا نہ کیا بلکہ وہ خاموش ڈپلومیسی کے قائل تھے۔ چنانچہ فیصل مرحوم کی کوششوں سے امریکی تیل کمپنی ”اراکو“ میں ساٹھ فی صد حصص سعودی عرب کو مل گئے اور تیل کی صنعت مکمل طور پر سعودی ملکیت میں آ گئی۔

شاہ فیصل نے اپنی ڈپلومیسی کا کتبہ یہ رکھا کہ ”ہمارے پاس تیل اور روپیہ افراط سے ہے اور تمہارے پاس صنعتی مہارت اور علم موجود ہے۔ تم ہمیں صنعتوں کے اجراء میں مدد فراہم کرو اور ہم تمہیں ضرورت کے مطابق تیل فراہم کریں گے۔ چنانچہ اس پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ سعودی معیشت مستحکم اور پائیدار بنیادوں پر استوار ہونا شروع ہو گئی۔ شاہ فیصل اپنے والد سلطان عبدالعزیز کی طرح اتحاد عالم اسلامی کے نقیب تھے۔ فلسطین، لیبیا، عراق، مصر اور شام کے ساتھ بھائی چارے کو انہوں نے فروغ دیا۔ حالاں کہ مذکورہ ممالک کے حکم ران مختلف نظریات کے حامل تھے۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں پاکستان کی کھل کر مالی امداد کی۔ فلسطین کے عوام کی مکمل حمایت و تائید فرمائی۔ اسرائیل کی ہمیشہ مخالفت کی اور اپنی زندگی میں مسجد اقصیٰ کو آزاد دیکھنا چاہتے تھے اور فرماتے تھے کہ میری خواہش ہے کہ میں اس کے صحن میں سجدہ کروں۔ شاہ فیصل نے مؤثر عالم اسلامی کی مدد فرمائی، رابطہ عالم اسلامی کی تحریک کو آگے بڑھایا اس کے بعد مستقل اسلامی سیکریٹریٹ سرکاری سطح پر قائم کرنے کے خواہاں رہے۔ پاکستان میں ۱۹۷۳ء کی اسلامی سربراہی کانفرنس منعقدہ بادشاہی مسجد لاہور انہی کی خواہش اور کوشش سے جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم پاکستان نے طلب کی تھی۔

اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ شاہ فیصل مرحوم کو جو مقام حاصل تھا یہ ان کی سیاست میں فراست، دنیائے اسلام کی اعلیٰ خدمات اور دنیائے عرب کی تائید و حمایت کی بدولت تھا، اور یہ مقام ان سے پہلے کسی مسلمان بادشاہ کو حاصل نہیں ہو سکا۔

افسوس کہ ایک گہری سازش کے ذریعے عالم اسلام کے اس بطل جلیل، عظیم سیاست دان، حرمین شریفین کے پاسان، اتحاد عالم اسلام کے داعی، حکمت، خاموشی اور

ٹھنڈے اعصاب کے ساتھ کام کرنے والے جلیل القدر مفکر اور قائد عالم اسلام کو ان کے بھتیجے فیصل بن مساعد کے ہاتھوں شہید کر دیا گیا۔ یہ ۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء کا منگل اور ۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ تھا کہ جس دن عالم اسلام ایک مرتبہ پھر یتیم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شاہ خالد بن عبدالعزیز

شاہ فیصل شہید کی الم ناک غیر طبعی وفات کے بعد شاہ فیصل شہید کے چھوٹے بھائی شاہ خالد بن عبدالعزیز فرماں روا سعودی عرب بنے۔ سعودی شاہی خاندان میں شاہ خالد بن عبدالعزیز خداترس، نہایت متقی، کم گو اور نیک دل مشہور تھے۔ اقتدار میں آنے کے بعد ان کے مشیروں میں شہزادہ فہد، شہزادہ عبداللہ و دیگر عالمی سیاست کو جاننے والے برادر و احباب شامل تھے۔ شہزادہ فہد کو ولی عہد مقرر کیا گیا۔

شاہ خالد اپنے بھائی اور قائد عالم اسلام شاہ فیصل شہید کی وفات پر بڑے غم گین تھے۔ انہوں نے شاہ شہید کے قاتل فیصل بن مساعد سے اپنے ولی عہد شہزادہ فہد کے ساتھ مل کر بذریعہ عدالت خود تفتیش کی۔ واقعہ یہ ہے کہ چند دن کی تفتیش کے بعد قاتل نے ان الفاظ میں اقرار کیا کہ جسے شاہ خالد نے اپنے شاہی فرمان میں بیان کیا۔ انہوں نے قاتل کے کردار پر روشنی ڈالتے ہوئے بتلایا کہ:

”فیصل بن مساعد سر زمین سعودی عرب پر سب سے بڑا مجرم تھا، جو اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے خلاف برسر پیکار تھا۔ اس نے عدالت میں اعتراف کیا ہے کہ میں نے شاہ فیصل ﷺ کو اس لیے قتل کیا ہے کہ وہ سعودی عرب اور پورے عالم اسلام میں مذہب اسلام کے غلبے کا کام کر رہے تھے۔ وہ قرآن کی تعلیمات کا فروغ چاہتے تھے، جب کہ میں مذہب اسلام کو سعودی عرب کے سرکاری مذہب کی حیثیت سے ختم کرنا چاہتا تھا۔“

اس اقرار و اعتراف کے بعد شاہ خالد بن عبدالعزیز نے فیصل بن مساعد کے سر کو قلم کرنے کے احکامات جاری کر دیے۔ لہذا اسے سرعام ریاض کی مسجد کے باہر چوراہے میں لا کر سر قلم کر دیا گیا۔ لاکھوں لوگوں نے اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

شاہ خالد نے شاہ فیصل ہی کی پالیسیوں پر چل کر

حکومت کے امور سرانجام دیے۔ اسرائیلی جارحیت کی ہمیشہ مخالفت کرتے رہے۔ بیت المقدس کی بازیابی کے لیے اہل فلسطین کے حامی رہے۔ انھوں نے اسلامی اتحاد پر پیش رفت کرتے ہوئے دس کروڑ ڈالر کی خطیر رقم مختص کی۔ ۵ کروڑ ڈالر ایک اسلامی بینک کے قیام کے لیے دیے، اور ۳۱ لاکھ ڈالر اسلامی خبر رساں ایجنسی قائم کرنے کے لیے فراہم کیے۔

شاہ خالد بن عبدالعزیز ایک طویل عرصہ علیل رہے۔ ۲۷ مارچ ۱۹۷۵ء سے ۱۳ جولائی ۱۹۸۲ء تک سعودی عرب کے حکمران رہے ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی، مملکت کے ولی عہد شہزادہ فہد بن عبدالعزیز کی حکمرانی کا دور آتا ہے۔

شاہ فہد بن عبدالعزیز

شاہ فہد بن عبدالعزیز اپنے والد شاہ عبدالعزیز کے چوتھے بادشاہ بنے تھے۔ شاہ خالد کی وفات کے بعد بادشاہ بنے۔ شاہ فہد بن عبدالعزیز ۱۹۲۱ء کو ریاض میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مکہ مکرمہ میں حاصل کی۔ اپنے والد کی تربیت میں رہے تھے کہ کم سنی ہی میں سیاست میں حصہ لینے لگے، ۱۹۵۳ء کو انھیں سعودی عرب کا وزیر تعلیم مقرر کر دیا گیا۔ ۱۹۶۲ء کو وزیر داخلہ بنا دیے گئے، پانچ برس بعد وہ وزیر اعظم کے نائب دوم بن گئے۔ عرب سربراہ کانفرنسوں میں سعودی وفد کی قیادت کرتے تھے۔ ۱۹۷۵ء میں شاہ خالد نے انہیں ولی عہد بنا دیا، حرم کی اور مسجد نبوی کی توسیع کرائی اور حجاج کرام کے لیے سہولتوں کی فراہمی کی جانب خصوصی توجہ کرتے ہوئے مصروف رہے۔ قرآن کریم سے انہیں والہانہ عقیدت رہی۔ انہوں نے قرآن کمپلیکس بنایا اور اس میں شائع ہونے والے نسخوں کو دنیا بھر کے مسلمانوں تک پہنچانے کے احکامات جاری کیے۔ ۱۹۶۳ء میں ساتھ ارکان پر مشتمل جو مجلس (شوری) قائم کی۔ ۲۰۰۵ء تک اس کے ارکان کی تعداد ۱۵۰ کر دی۔ شاہ فہد نے بیرونی دباؤ کے باوجود اسلامی حدود و تعزیرات پر ممکن حد تک عمل جاری اور اسلامی قانون سازی کے لیے اسلامی شریعت کو بنیاد بنائے رکھا۔ انہوں نے ”جلالہ الملک“ کا خطاب اپنانے کی بجائے ”خادم الحرمين الشريفين“ کہلانا پسند کیا۔ سعودی عرب میں بڑی بڑی یونیورسٹیاں قائم کی گئیں۔ ان یونیورسٹیوں کے نام درج ذیل ہیں:

- جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) مدینہ منورہ
- شاہ سعود یونیورسٹی، ریاض
- شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی، جدہ
- امام محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض
- شاہ فیصل یونیورسٹی، دمام
- شاہ فہد یونیورسٹی (پٹرولیم و مینرلز) دہران
- ام القری یونیورسٹی، مکہ مکرمہ
- شاہ خالد یونیورسٹی..... ابھا
- امیر سلطان اوپن یونیورسٹی، الریاض

تعلیم پر شاہ فہد کی خصوصی توجہ رہی یہی وجہ ہے کہ ان کی کابینہ کی اکثریت جدید تعلیم سے آراستہ افراد پر مشتمل تھی۔ جدید دنیا کے ساتھ چلنے کے لیے انھوں نے تعلیم کو اپنے شہریوں کے لیے ضروری قرار دیا تھا۔ ان کے دور میں بڑی بڑی سڑکیں بنائی گئیں۔ سڑکوں کا جال بچھایا گیا، دار الحکومت ریاض کو جو ملک کے مرکزی حصے میں واقع ہے، مغرب میں جدہ، مکہ اور مدینہ سے ملا دیا۔ جب کہ مشرق سے اسے تیل کے کنوؤں کے علاقے دمام سے منسلک کر دیا۔ انھوں نے عالمی معیار کی شاہراہیں، پل اور سڑکیں بنوائیں، جب کہ ریل کے نظام کو بھی جدید ترین تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوششیں کیں۔ ملک میں ہوائی اور بحری ٹرانسپورٹ پر توجہ دی، اس وقت سعودی عرب کے پاس ۲۵ ائر پورٹ ہیں۔ جن میں ۱۳ لوکل، ۸ صوبائی اور ۳ انٹرنیشنل ائر پورٹ ہیں۔ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات پر شاہ فہد کی گہری نظر تھی۔ انہوں نے ایران، عراق جنگ ختم کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔ افغانستان میں مسلمان گروپوں کی خانہ جنگی کو بہترین حکمت عملی سے ختم کرایا۔ عراق کے کویت پر حملے کی مخالفت کی اور امریکا کے عراق پر حملے کے شدید مخالف رہے۔ مسلم امہ کو اکٹھا کرنے کا درد ان کے سینے میں چمکتا رہتا تھا، انہوں نے ایران کے ساتھ تعلقات کی ناخوش گواری ختم کر کے دوستی کا رشتہ استوار کیا۔

عالمی حالات کے پیش نظر ۱۹۹۲ء سے سعودی عرب میں سیاسی اصلاحات لائی گئیں۔

شاہ فہد نے خطرات کے پیش نظر دفاعی امور پر بھی نگاہ رکھی۔ تیل کی آمدن کا چالیس فی صد حصہ فوج پر خرچ کیا گیا۔ سعودی عرب اور پانچ عرب اتحادیوں (کویت،

بحرین، قطر، عمان اور متحدہ عرب امارات) نے ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۷ء کے عرصے میں اپنے ۳۰ فی صد اخراجات دفاع کے لیے مختص کیے، یہ اخراجات ۱۹۵ ارب ڈالر کے لگ بھگ تھے۔ خلیجی ریاستوں نے دفاعی اخراجات کی مدد سے ۱۰ فی صد رقم سے نئے جنگی ہتھیار خریدے۔ ۱۹۹۱ء کی جنگ خلیج کے بعد سعودی عرب نے امریکا سے ایف۔ ۱۵ اور ایف۔ ۱۶ لڑاکا طیارے خریدنے کے معاہدے کیے۔ برطانیہ سے بھی ”تار پیڈ“ (Torpedo) خریدنے کا معاہدہ ہوا۔ سعودی عرب نے چھوٹے ہتھیار خود تیار کرنا شروع کیے ہیں۔ ۱۹۹۷ء میں دمام میں بکتر بند گاڑیاں بنانے کی فیکٹری کا افتتاح وزیر دفاع سلطان بن عبدالعزیز نے کیا تھا۔

شاہ فہد عالمی سطح پر گہری نظر رکھنے والے سیاست دان گئے جاتے تھے۔ شاہ فہد بیسیہ نے حرمین شریفین کے مقدس بڑھانے میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سعودی مملکت کو اسلامی اقدار میں ڈھالنے کے لیے الشیخ عبدالعزیز بن باز بیسیہ کا کردار نہایت اہم رہا۔ اسلامی حمیت کو اجاگر کرنے کے لیے امیر محمد بن سعود آل سعود اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب بیسیہ کے درمیان جو ۴۵ء میں ہوا تھا کہ حکومت آل سعود کی ہوگی اور مذہب پر راہ نمائی کے لیے آل شیخ کی خدمات حاصل رہیں گی۔

دینی راہ نمائی کے سلسلے میں مفتی اعظم الشیخ عبدالعزیز بن باز بیسیہ کی خدمات بھی ہمیشہ یاد رہیں گی۔ وہ تین عشروں تک مفتی اعظم رہے۔ مملکت سعودیہ میں اچھے برے حالات کے نتیجے میں ان کا مشورہ بنیادی حیثیت کا حامل ہوتا تھا۔ مئی ۱۹۹۹ء میں الشیخ ابن باز بیسیہ نے وفات پائی ان کی جگہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ نے مفتی اعظم مقرر کیے گئے۔

جنوری ۲۰۰۱ء میں سعودی عرب، ایران، عراق، مصر کے بڑھتے ہوئے تعلقات کے پیش نظر امریکا جو کم اٹھا تھا۔ ۱۵ اپریل ۲۰۰۱ء کو سعودی وزیر داخلہ نافذ بن عبدالعزیز تہران آئے تھے۔ دونوں ملکوں نے دو سال کے مذاکرات کے بعد ایک غیر فوجی سلامتی معاہدے پر دستخط کیے تھے۔ اس معاہدے کا مقصد جرائم، بے گناہوں کی ناجائز اموات، غیر قانونی دھن کی سفیدی کی روک تھام اور علاقائی پانیوں کی نگرانی تھا۔ ایران کے دورے میں سعودی وزیر داخلہ نے امریکا اور اس کے اتحادیوں پر

کراچی میں تاریخ بدل رہی ہے عوام کو اب ڈنڈے کے زور پر پرغال نہیں بنایا جاسکتا

نیشنل ایکشن پلان کی حمایت کرنے والوں کو اب مخالفت زیب نہیں دیتی۔ دہشت گردی و کرپشن کے ناسور سے نجات کا وقت آگیا۔

(الہ نور) (مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر سجاد میر نے کہا ہے کہ کراچی میں تاریخ بدل رہی ہے، عوام کو اب ڈنڈے کے زور پر پرغال نہیں بنایا جاسکتا۔ ایم کیو ایم کو بڑا تال کی ناکامی پر یوم سوگ منانا چاہیے۔ نیشنل ایکشن پلان کی حمایت کرنے والی جماعتوں کو اب اس کی مخالفت زیب نہیں دیتی۔ دہشت گردی اور کرپشن کے ناسور سے نجات حاصل کرنے کا وقت آگیا۔ اس مقصد کے لیے ملکی تاریخ میں پہلی بار سیاسی و عسکری قیادت متحد نظر آ رہی ہے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے مرکزی دفتر میں کارکنوں کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ پروفیسر سجاد میر کا کہنا تھا کہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت فرقہ وارانہ مذہبی منافرت والے لڑکچہ پر مبنی کتابیں اور تقریروں کے خلاف بڑے آپریشن کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں ابھی بھی مذہبی منافرت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ غیر ملکی مداخلت بھی جاری ہے، فرقہ وارانہ تنظیموں کے بیرونی رالے قائم کرنا ہو گئے۔ دہشت گردی اور کرپشن کی لعنت سے نجات دلانے کیلئے ایکس کی میٹی کی سفارشات قابل تہمیں ہیں، فرقہ وارانہ دہشت گردی میں ملوث عناصر کے خلاف کارروائی کے ایکس کی میٹی کے فیصلے کو خوش آئند قرار دیتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم دہشت گردی کے خاتمے کیلئے سول اور ملٹری بیورو کریسی کے تمام اقدامات کی بھرپور حمایت کرتے ہیں، ملک کو درپیش دہشت گردی اور کرپشن کے چیلنجز کا مقابلہ کرنے کیلئے شجوش حکمت عملی کی تشکیل انتہائی ضروری ہے، تاہم نیشنل ایکشن پلان پر عملدرآمد کی آدھ میں بے گناہ لوگوں کو نشانہ نہ بنایا جائے، جبکہ دہشت گردی اور کرپشن کے مقدمات میں گرفتار سفاک ملزمان پر الزامات ثابت ہو جانے کے بعد فوری طور پر نشان عبرت بنایا جائے تاکہ دہشت گردی اور کرپشن کے ڈسے عوام سکھ سکا سانس لے سکیں اور نیشنل ایکشن پلان کی صداقت کا یقین ممکن ہو۔ (میڈیا سیل 106 راوی روڈ لاہور)

سعودی نوجوانوں کی رضا کارانہ خدمات برائے حجاج

حج کے سیزن میں سعودی نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد اپنی خدمات حجاج کے لیے پیش کرتی ہے خاص کر ملک فہد کا حج کے طلبہ اس معاملے میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ سعودی وزارت حج کے اشتراک سے حج کے ایام میں حجاج کرام کی دینی رہنمائی کے لیے ایک بڑی تعداد متعین ہوتی ہے۔ مدینہ یونیورسٹی، مکہ یونیورسٹی اور دیگر اسلامی کالجز سے مصلحین اور پروفیسر حضرات حجاج سے مخاطب ہوتے ہیں اور سعودی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم طلبہ ان کے خطابات کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرتے ہیں۔ حرم مکی اور حرم مدنی میں سعودی علماء کرام کی ایک بڑی تعداد صبح و شام درس دینے پر متعین ہوتی ہے۔ ادارہ شون الحرمین ان کی نگرانی کرتا ہے۔ مزدلفہ اور عرفات میں بھی سعودی علماء کرام یہ فرائض انجام دیتے ہیں۔ نیز سعودی نیشنل گارڈ اس میں تعاون کرتی ہے۔ حجاج کرام کو دینی لٹریچر اور پروگرام مہیا کرنا نیشنل گارڈ کے ساتھیوں کی ذمہ داریوں میں شامل ہوتا ہے۔

سعودی حکومت حجاج کی خدمت کی انجام دہی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی، ان کی خدمت کے لیے تمام ادارے متحرک ہو جاتے ہیں۔ حکومتی مشنری چلتی نظر آتی ہے۔

بقیہ حجاج کرام کے لیے سعودیہ کی خدمات

اساتذہ کرام اور محدثین فرماتے ہیں۔ حج کے ایام میں حجاج کرام اس مرکز کی مطبوعات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ حجاج کرام کے لیے سعودی حکومت کی دیگر خدمات وزارت حج کا قیام:

سعودی حکومت نے حجاج کرام کے امور کو ترتیب و تنظیم کے ساتھ انجام دینے کے لیے مستقل وزارت قائم کی ہے۔ یہ وزارت وزارت الحج پورا سال حج کے سیزن کے بارے میں ہر معاملہ کو مرتب و منظم کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کے لیے تمام بنیادی سہولتوں کا اہتمام کرتی ہے۔ ہر طرح کے حالات پر کڑی نظر رکھتی ہے۔ وزارت کے قیام کا بڑا مقصد حجاج کرام کی حفاظت اور ان کو سہولت بہم پہنچانا ہے۔ تاکہ وہ آسانی کے ساتھ مناسک حج ادا کر سکیں۔

سعودی یونیورسٹیوں کے طلبہ کی خدمات برائے حجاج

موسم حج میں سعودی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم طلبہ حجاج کرام کی خدمت پر مامور ہوتے ہیں وہ حجاج کرام کی ترجمانی کرتے ہیں، گم شدہ حجاج کو تلاش کرتے ہیں نیز سعودی علماء کرام کی دعوتی سرگرمیوں کا ترجمہ بھی کرتے ہیں اور شرعی لحاظ سے ان کے مسائل کا حل بتاتے ہیں۔

کڑی تنقید کی جو اسرائیل کی پشت پناہی کر رہے تھے۔

۱۲ مئی ۲۰۰۱ء کو ایرانی وزیر خارجہ کمال خرازی جدہ گئے۔ اس معاہدے میں دو طرفہ تعلقات مزید آگے بڑھانے پر غور ہوا۔ ۱۹ مئی ۲۰۰۱ء کو ولی عہد شہزادہ عبداللہ نے واشنگٹن جانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس دورے کی منسوخی اس امر کی بے حسی کے نتیجے میں تھی جو امریکا نے فلسطینیوں کے معاملے میں اپنا رکھی تھی۔ سعودی اخبارات نے شہزادے کے اسلامی حمیت پر مبنی اس فیصلے کی کھل کر تائید کی۔

اس وقت جو حالات ہیں اس سے سعودی عرب بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔ ۹/۱۱ کے بعد جہاں دوسرے ممالک کساد بازاری سے متاثر ہوئے ان میں سعودیہ بھی شامل ہے۔ ۶۸ ارب ڈالر پر مشتمل سعودی شاہک مارکیٹ بل کر رہ گئی اور انڈیکس ۱۰ فی صد نیچے آ گیا تھا۔

شاہ فہد کا عہد ایک مثالی عہد تھا، گویا کہا جاسکتا ہے کہ جدید سعودی عرب کے بانی شاہ فہد تھے۔ ایک طویل عرصے سے خادم الحرمین الشریفین علیہ السلام چلے آ رہے تھے۔ آخر یکم اگست ۲۰۰۵ء بروز پیر انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز

شاہ فہد کی وفات کے بعد شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کا دور حکومت رہا۔ آپ سعودی افواج کی کمان (نیشنل گارڈز) کے چیئرمین بھی تھے۔ انہوں نے تقریباً تمام اسلامی ممالک اور دیگر غیر اسلامی ممالک کے دورے کیے۔ سعودی عرب آبادی کے لحاظ سے اس وقت دو کروڑ بیس لاکھ ستائیس ہزار پانچ سو چھ نفوس پر مشتمل ہے۔

شاہ سلمان بن عبدالعزیز

شاہ عبدالعزیز بن ابی المملکت العربیہ السعودیہ کے یہ صاحبزادے شاہ عبداللہ کی وفات کے بعد شاہ سلمان فرمانروائے المملکت العربیہ السعودیہ ہیں۔ آپ ایک منجھے ہوئے حکمران اور عالمی اسلامی سیاست کے شناور بھی ہیں اور عالم اسلام کی خدمات کے حوالے سے بھی معروف ہیں۔ شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی زندگی ہی میں انہوں نے سلطنت کے امور سنبھال لیے تھے۔ کیوں کہ ان کے پیش رو شاہ عبداللہ طویل عرصے سے بیماری اور نقاہت کی وجہ سے امور سلطنت سے کنارہ کش تھے۔ داعی اجل کو لبیک کہنے کے بعد امور سلطنت کو باقاعدہ چلانے اور حرمین شریفین کی تعمیر و توسیع کا وسیع سلسلہ انہی کے دور حکومت میں جاری و ساری ہے۔

سعودی عرب کی خدمات جلیلہ

محرر: جناب مولانا محمد ابراہیم

عبودیت صرف اللہ کے لئے خاص کرتا ہے۔ انہوں نے اور زیادہ دو ٹوک الفاظ میں کہا کہ ”حضرات میں سلتی آدمی ہوں اور میرا عقیدہ سلفیہ ہے، جس کے مطابق میں کتاب و سنت پر چلتا ہوں اور ہمارے لئے نمونے اور مثالیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسی شخصیتیں ہیں جو ایک مسلم بیوہ کے لئے اپنے کندھوں پر آنا اٹھا کر لاتے تھے“ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ”اللہ تعالیٰ نے عربوں کو حضرت محمد ﷺ کے ذریعے عزت و سرفرازی عطا کی، وہ نبی جن کا مقام فرشتوں، کعبہ اور مخلوق سے افضل ہے، اللہ تعالیٰ اس نبی کے دین کو غلبہ عطا کرے اور ہمیں سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے۔“

آپ غور کریں! اس خطبے کے ایک ایک جملے میں، کس طرح ایک مسلمان کے دل کی باتیں اس کی زبان پر آ رہی ہیں۔ وہ عاجزی کا پیکر تھا، صرف اور صرف دین اسلام کی باتیں کرتا تھا۔ اسے دین اسلام کے غلبے کا شوق تھا۔ اس کے لئے تعلیم کو (جس کی بنیاد توحید ہو) عام کرنا چاہتا تھا اور اس نے ایسا کیا۔ آج مملکت حرمین الشریفین میں 25 سے زائد یونیورسٹیاں، 24 ہزار سے زائد سکولز اور سینکڑوں کالجز مملکت کے بایسیوں میں علم کی دولت

اپنی اپنی زمینوں میں کچھ اوقاف مکہ کے نام کے رکھ چھوڑے تھے۔ سال کے بعد ان اوقاف کی آمدنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں موجود اللہ کے گھر اور رسول رحمت ﷺ کی مسجد کے اخراجات کے لئے بطور چندہ بھیج دیتے تھے۔ مگر پھر اسی سرزمین پر ایک لحد ایسا بھی آیا کہ جب وقت کے حکمران نے مذہب، کشادہ دہی و رحمہ، قوت تیز و اخفاء، جرأت مندی، استقلال، دیانت و عدالت اور ذہنی استعداد کے سات ستونوں پر اپنے اقتدار کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے واضح اور دو ٹوک انداز میں اعلان کیا کہ ”اس مملکت کا دستور اور قانون اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ ہے“ اور انہوں نے اس عزم کو ایک بار نہیں بلکہ بار بار دہرایا۔ تاریخ سے واقفیت رکھنے والوں کو کیم ذی الحجہ

کون ایسا بد نصیب ہوگا جسے سرزمین حرمین سے محبت نہ ہوگی۔ وہ سرزمین جہاں اسلام کی عظمتوں کا امین بیت اللہ ایستادہ ہے۔ ایسا بیت اللہ جسے دیکھ کر لوگ ترپتے ہیں اور جسے دیکھنے کے لئے لوگ ترستے ہیں۔ مسلمان دنیا کے کسی بھی کونے میں رہتا ہو، مگر اس کا دل مکہ میں رہتا ہے یا مدینہ میں۔ اس کے سامنے ذرا ذکر تو کیجئے اس سرزمین حرمین کا پھر دیکھئے دل کا حال آنکھوں نے نہ بتایا تو پھر کہنا۔ سرزمین حرمین یوں تو 22 لاکھ 17 ہزار 949 مربع کلومیٹر پر مشتمل ہے، انتظامی اعتبار سے اسے 13 صوبوں میں تقسیم کر کے عوام الناس کو سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں۔ یہ دنیا کے 15 بڑے ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس سرزمین میں اور کچھ بھی نہ ہوتا تو بھی روئے زمین کی یہ بستی ہر مسلمان کے دل میں

آج مملکت حرمین الشریفین میں 25 سے زائد یونیورسٹیاں، 24 ہزار سے زائد سکولز اور سینکڑوں کالجز مملکت کے بایسیوں میں علم کی دولت بانٹ رہے ہیں۔ اسی مملکت کو یہ اعزاز ہے کہ یہاں دنیا کی سب سے بڑی خواتین کی یونیورسٹی قائم ہے۔

بستی تھی اور اس ارض فانی پر جب تک آخری مسلمان موجود ہے۔ یہ سرزمین عقیدتوں کی محور ہی رہے گی۔

سعودی عرب سے محبت محض ایک ملک سے محبت نہیں بلکہ ایک

جاتی ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ یونیورسٹی خواتین ہی کیلئے ہے یہاں کوئی مرد طالب علم نہیں ہے۔ یعنی مخلوط تعلیمی نظام سے ہٹ کر خالصتاً قوم کی بچیوں کی درس گاہ ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ سعودی عرب کی موجودہ عظیم الشان حالت بنانے کے پیچھے ایک ایسے انسان کا ہاتھ ہے جو اپنے اللہ اور اس کے دین کے ساتھ انتہائی مخلص تھا، جسے ہر وقت یہ احساس تھا کہ تیل کے یہ کنویں اللہ کی امانت ہیں، کہیں ہماری بد اعمالیوں کی وجہ سے یہی کنویں ہمارے لئے سزا نہ بن جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس شخصیت نے زندگی کے کسی موڑ پر بھی اللہ کے قانون سے بغاوت نہیں کی۔ اس شخصیت کا نام نامی ہے شاہ عبدالعزیز بن عبد الرحمن الفيصل بن ترکی بن عبد اللہ بن سعود۔ جی ہاں جدید سعودی

1365ء (3 نومبر 1946ء) کو منی کے مقام پر شاہ مہد العزیز آل سعود کا وہ تاریخی خطبہ بھی بھولنے والا نہیں جس میں انہوں نے مملکت کے دستور العمل کی دو ٹوک انداز میں وضاحت فرمائی۔ انہوں نے خطبہ مسنونہ کے بعد کہا کہ ”میں اپنے مسلمان بھائیوں کو سب سے پہلے جس بات کی نصیحت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے دین اور عقیدے پر مضبوطی سے قائم رہیں۔ اگر مسلمان اس دین پر کار بند ہو جائیں تو وہ زندگی کے ہر شعبے میں کامیاب ہو جائیں گے“ انہوں نے مزید واضح الفاظ میں امت مسلمہ کو یہ لائحہ عمل دیا کہ ”ہم تمام مفید علوم کی تعلیم حاصل کریں، ان میں سرفہرست توحید ہے، کیونکہ یہ اخلاص اور سعادت کا کلمہ ہے۔۔۔ یہ وہ کلمہ ہے جو ربوبیت اور

نظریئے سے محبت ہے ایک فکر سے پیار اور ایک سوچ سے لگن ہے۔ اس محبت کی ایک وجہ اس عمارت میں کائنات کے مقدس ترین مقامات کا ہونا بھی ہے۔ سعودی عرب کے حکمرانوں سے محبت بھی اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ حرمین کے محافظ اور اس کے خدمت گار ہیں، یہ کیسے عجیب بادشاہ ہیں جو خود بادشاہ کہلانے سے زیادہ خادم الحرمین کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ سعودی عرب عالم اسلام کی امیدوں کا محور و مرکز ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے لئے ایک ماں کی حیثیت رکھتا۔ اس سرزمین پر ایک وہ وقت بھی تھا جب یہاں کی بد امنی کی وجہ سے لوگوں نے حج جیسے اہم فریضے کے بھی ساقط ہو جانے کا فتویٰ دے دیا تھا، برصغیر پاک و ہند کے چند اہل دل سرمایہ داروں نے

عرب کے بانی، جن کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے قائدانہ صلاحیتیں فطری طور پر پائی تھیں اور فن قیادت اسلاف سے ورثے کے طور پر ملتا تھا۔

سعودی عرب کے سماج اور معاشرے کی بات کریں تو یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ یہ دنیا کا سب سے پر امن معاشرہ ہے، اور امن و امان کی اس حالت کو برپا کرنے میں سعودی حکمرانوں کی کوششوں کے ساتھ ساتھ ان کی اپنے نظریے سے کمٹمنٹ کا سب سے بڑا عمل دخل ہے۔ ان لوگوں نے اپنے معاشرے کو نظم و ضبط کا خوگر بنا کر ایک بہترین انتظام و انصرام سے بھرپور اور پرسکون طرز حیات پر مشتمل قابل تقلید معاشرہ بنا دیا ہے۔ دنیا بھر کے لوگوں کی موجودگی اور وہ بھی لاکھوں کی تعداد میں لیکن اس کے باوجود وہاں کا نظام انتہائی منظم طریقے سے چلتا ہے اور حایوں کو بہترین سہولیات فراہم کر کے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی بڑی ہی سادہ سی وجوہات ہیں اور سب سے بڑی یہ کہ سعودی عرب والوں نے دولت کی فراوانی کے باوجود خود کو کچھ زیادہ ”روشن خیال“ نہیں بنایا۔ شاپنگ مال اتنے بڑے ہیں اور گاؤں سے بھرے ہوئے لیکن آذان کی آواز سنتے ہی فوری بند ہو جاتے ہیں۔ رمضان المبارک میں وہاں کے سرکاری و پرائیویٹ اداروں کے اوقات کار افطاری کے بعد کر دیئے جاتے ہیں۔ ذرا تصور کریں کہ جب آپ کے ٹائم ٹیبل میں سب سے اہم ترین مصروفیت اوقات نماز ہوں اور سارے کا سارا شیڈول ہی نماز پر منحصر ہو۔ نماز کا وقفہ ضروری ہے اور سب سے اہم بھی۔ تو کیوں نہ ان کی زندگیوں میں سکون آئے۔ کوئی دکاندار نہیں سوچتا کہ لاکھوں کی خریداری کے لئے گاہک کھڑے ہیں

یہاں کے شاہی خاندان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ان انعامات سے نوازا کہ جن کا یہ لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، آخر کیوں؟ اس کیوں کا ایک ہی جواب ہے کہ ان حکمرانوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس وعدے کو پورا کر دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سلطنت اور حکومت عطا فرمائی انہوں نے قرآنی حکم کے تحت اس سلطنت کو اسلام کا مرکز بنا دیا، یہاں نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ قائم کر دکھایا۔ یہاں حدود اللہ کا نفاذ کر کے دنیا کو بتا دیا کہ اسلام کا نظام قصاص ہو یا تعزیر یہی انسانیت کے تحفظ اور ترقی و بقا کی

ضمانت ہے۔ اسلام کے علاوہ دنیا میں پایا جانے والا کوئی نظام اس قابل نہیں کہ وہ انسانیت کی ضرورت کو پورا کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان کے اس عمل میں وہ برکت عطا فرمائی کہ آج دنیا میں امن و امان کے لحاظ سے ایک ہی ملک ہے جس کو مثال کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے اور وہ ہے سعودی عرب۔ یہاں جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں، جیلیں اجازت اور سنان ہیں، وجہ کیا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر اندر ملزم کو یا مجرم سمجھ کر سزا سنادی جاتی یا رہا کر دیا جاتا ہے۔ جب جج ملزم کو مجرم ڈیکلئر کر دیتا ہے تو اگلے ہفتے کسی مسجد کے باہر سرعام سزا سناتا کہ اس جرم اور مجرم کو باقی انسانوں کے لئے باعث عبرت بنا دیا جاتا ہے۔ جس معاشرے میں مجرم کو فوری سزا اور مدعی کو فوری انصاف ملے وہاں نہ تو جیلیں آباد ہوتی ہیں اور نہ جرائم کی شرح بڑھتی ہے سعودی عرب اسی کی ایک مثال ہے۔

قارئین کرام! خادم الحرمين الشريفین اور ان کے خاندان کی دینی خدمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ لکھنے بیٹھیں تو حیطہ شمار میں لانا انتہائی مشکل ہے۔ صرف قرآن مجید کی طباعت، حرمین کے زائرین کو سہولتیں پہنچانا، دنیا بھر میں اسلام کی نشر و اشاعت، سعودی جامعات کے معجزین کو مبعوث کر کے مختلف ممالک میں اسلامی علوم کے فروغ کی کاوشیں، حرم کی توسیع، زائرین مدینہ کو راحت و آرام پہنچانا اور مسجد نبوی کو انسانی بساط کے آخری حد تک خوبصورت بنادینا اور ابھی اس میں مزید کاوشیں جاری رکھنے کا اعلان۔ سعودی عوام کو مالی طور پر مستحکم کرنا وہاں کے باسیوں کو ہر طرح کی سہولتیں پہنچانا الغرض اسلام کو دنیا کا سب سے بڑا مذہب بنانے کی کوششیں کرنا یہ آل سعود کے سنہری کارنامے تو ہیں ہی، یہاں ان کی انسانیت کے لئے خدمات کا دفتر کھول دیا جائے تو یہ خدمات بھی لاکھوں صفحات کو محیط ہو جائیں۔

سعودی عرب اور پاکستان بھی باہم یک جاں اور دو قالب کی مثال تھے ہیں اور رہیں گے۔ وہ کون سا ایسا مسئلہ ہے جس میں سعودی عرب نے کبھی پاکستان کو تنہا چھوڑا ہو، ایٹمی بم کی تخلیق سے لیکر سیلاب یا زلزلہ متاثرین کی بحالی تک، ڈیڑھ ارب ڈالر کی غیر مشروط اور بے لوث امداد سے لیکر مفت اور فراوان تیل کی فراہمی تک ہمیشہ سعودی عرب پاکستان کے ساتھ کھڑا رہا۔ مضبوط پاکستان

سعودی عرب کے ہر حکمران کی خواہش رہی ہے اور اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے میں سب سے زیادہ کردار شاہ فیصل شہید نے ادا کیا۔ 71ء میں بنگلہ دیش کی علیحدگی اور پاکستان کی طرف سے اسے تسلیم کئے جانے کے باوجود بھی شاہ فیصل نے اسے تسلیم نہ کیا۔ پھر پاکستان میں موجود سعودی سفیر حضرات کی پاکستانیوں سے والہانہ محبت بھی اسی پالیسی کی عکاس ہے، گویا انہیں وہاں سے پڑھا کر بھیجا جاتا ہے کہ پاکستان دوسرا سعودی عرب ہے۔

جس طرح سعودی عرب کے لوگ اور حکمران پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں اسی طرح ہم پاکستانی بھی سعودی عرب کو اپنا دوسرا ہی گھر سمجھتے ہیں اور ان شاء اللہ ایسا ہی رہے گا۔

الحدیث پتھ فورس تحصیل پسرور کا انتخابی اجلاس

✽ الحدیث پتھ فورس تحصیل پسرور کا انتخابی اجلاس مورخہ 30 اگست بروز اتوار صبح دس بجے تحصیل دفتر جامع مسجد لال (مولانا محمد رفیق خاں پسروری والی) چوک الحدیث پسرور میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت ضلعی صدر میاں عامر ظہیر نے کی۔ میاں عامر ظہیر صاحب نے انتخابی عمل کے حوالے سے تفصیلی گفتگو فرمائی اور درج ذیل ذمہ داران کا چناؤ عمل میں آیا۔ صدر قاری سیف الرحمن تو حیدری آف گانوالہ جنرل سیکرٹری حافظ محمد مبشر آف کلا سوالہ، نائب منتخب صدر اور سیکرٹری نے اراکین شوریٰ کا شکریہ ادا کیا اور پھر پورحیثیت جدوجہد اور کاوش سے جماعت کا پیغام گھر گھر پہنچانے کا عزم کیا۔ اجلاس میں مرکزی نائب ناظم اعلیٰ رانا محمد خلیق پسروری صاحب، مفتی کفایت اللہ شاکر ناظم ضلع سیالکوٹ، مولانا عطاء الرحمن امیر تحصیل پسرور، مولانا نعیم مجاہد ناظم تحصیل پسرور، حافظ شتیق الرحمن صدر AYF سٹی سیالکوٹ، مولانا یاسر عنایت جنرل سیکرٹری AYF ضلع سیالکوٹ نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔ تحصیل بھر سے ایک سوارا کین شوریٰ نے بلا متبادلہ صدر اور جنرل سیکرٹری کا انتخاب کیا۔ بعد ازاں مہمانوں کی ضیافت کی گئی اور اجلاس حافظ شتیق الرحمن صاحب کی دعاء خیر پر برخواست ہوا۔

حافظ اسد اللہ علیم ناظم نشر و اشاعت تحصیل پسرور

اصلاح معاشرہ پروگرام

✽ جامع مسجد اہل حدیث ڈونگ گلیات میں خواتین کا اصلاح معاشرہ پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام میں 300 کے قریب خواتین نے شرکت کی۔

منجانب: شبیر احمد سلفی، ایبٹ آباد

مملكة التوحيد والامن

تحریر: جناب مولانا عبدالغفار رحمان

اصلاح کے بعد سعودی حکمرانوں نے بالالتزام توحید کی اشاعت اور شرک کی بیخ کنی کو اپنا شعار بنایا ہے۔ سعودی عرب میں کوئی چکی قبر نہیں۔ بلکہ فوت شدہ حکمرانوں، علماء و صلحاء اور عوام کی قبریں بھی گناہ اور بے نشان ہیں جس سے شرک کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔

شاہ فیصل مرحوم جب ساہج کی دہائی میں پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تو انہیں کراچی مزار قائد پر چادر چڑھانے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے اس سے انکار کر دیا کہ یہ کام جائز نہیں۔ سعودی عرب کا جھنڈا کلمہ توحید پر مشتمل ہے اور کلمہ والا یہ جھنڈا کبھی سرگول نہیں ہوا۔ سعودی عرب میں کہیں بھی شرک کا شائبہ تک نہیں مسلمان کے لیے توحید بہت بڑی طاقت ہوتی ہے۔ ع

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے توحید کی علمبردار سعودی حکومت کے فرماں روا کا کردار دنیا کو حیران و پریشان کر گیا۔ جب دنیا کا طاقتور ترین حکمران صدر ابوباما انڈیا کا دورہ کرنے کے بعد پاکستان کو نظر انداز کرتے ہوئے شاہ عبداللہ کی وفات پر تعزیت اور شاہ سلمان کو مبارکباد دینے سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض پہنچا تو دوران استقبال عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ جوہنی دارالحکومت کی فضا ندائے حق کلمہ توحید کی آواز سے گونجی تو شاہ سلمان صدر ابوباما کو تنہا چھوڑ کر اپنے رفقاء کے ہمراہ نماز عصر کی ادائیگی کے لیے مسجد کی طرف چل پڑے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کے حکم کے سامنے سب بیچ ہیں۔

وہ اک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے دیتا ہے آدمی کو ہزار سجدوں سے نجات شاہ سلمان نے دنیا بھر کے مسلمانوں کا سرخرو بلند کر دیا کہ صدر ابوبامہ مہمان ضرور ہے دنیا کا طاقتور ترین حکمران ہے مگر توحید کا تقاضا یہی تھا کہ اب اللہ کی طرف سے نماز کے لیے بلاوا آگیا ہے۔ اب کائنات کے بادشاہ کے سامنے سجدہ ریز ہونا ہی قابل ترجیح ہے اور وہی مقدم ہے۔ توحید کی برکت سے سعودی عرب میں امن و امان سکون و اطمینان دنیا کے کسی بھی خطے سے بڑھ کر ہے جبکہ دیگر علاقوں کے لوگ امن و امان کو ترستے ہیں کیونکہ وہ توحید کی لذت سے آشنا نہیں اور شرک و بدعت کے رہنے بے ماحول میں زندگی گزارتے ہیں۔

آپ ﷺ نے اپنے زیر نگین علاقوں میں عملی طور پر توحید کو قائم کرتے ہوئے شرک کے تمام مظاہر ذوالخصلہ اور عزنی وغیرہ تمام بتوں کا خاتمہ کروایا:

﴿وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ - إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (الاسراء)

”فرما دیجیے کہ حق آچکا ہے اور باطل نابود ہو گیا“ یقیناً باطل کو نابود ہی ہونا تھا۔“

چکی قبر چونکہ شرک کا بہت بڑا ذریعہ بنتی ہے اس لیے آنحضرت ﷺ نے چکی قبر بنانے سے منع فرمایا:

[عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: "نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُحْصَصَ الْقَبْرُ، وَأَنْ يُقْعَدَ عَلَيْهِ، وَأَنْ يُبْنَى عَلَيْهِ." (صحیح مسلم)

”آنحضرت ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے اس پر بیٹھے اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے۔

مجدد ملت شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت اصلاح کے بعد سعودی حکمرانوں نے بالالتزام توحید کی اشاعت اور شرک کی بیخ کنی کو اپنا شعار بنایا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد ابوالہیاج الاسدی سے فرمایا:

[أَلَا أُبَعِّثُكَ عَلَى مَا بَعَّثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ "أَنْ لَا تَدْعَ تَمَثَّلًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ." (مسلم)

”کیا میں تجھے اس مشن پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے روانہ کیا تھا؟ ہر مورتی کو بننا دے اور ہر اونچی قبر کو برابر کر دے۔“

توحید کی اشاعت اور شرک کی بیخ کنی آنحضرت ﷺ کے بعد حکمرانوں کی ذمہ داری ہے نہ کہ یہ پرانیوٹ معاملہ ہے بلکہ اسلامی حکومت کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ دین کی بنیاد اور انبیاء علیہم السلام کے مشن کو دنیا میں جاری رکھیں۔

مجدد ملت شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت

جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ ﴿رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ أَمِنًا﴾ (النحل: 126) ”اے میرے رب! اس شر کو امن والا بنادے۔“ جسے اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت سے نوازا اور اہل مکہ کے لیے بطور نعمت ارشاد فرمایا:

﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيَنْتَحِطُّ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ﴾ (العنکبوت: 67)

”کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنا دیا حالانکہ ان کے ارد گرد سے لوگ اچک لے جاتے ہیں۔“ مزید فرمایا:

﴿الَّذِينَ أَطَاعَهُمْ مِنْ جُوعٍ وَآمَنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ﴾ (قریش)

”وہ ذات جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف میں امن دیا۔“

اللہ تعالیٰ نے امن و امان کی بنیادی سبب اپنی توحید کو قرار دیا ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَالْآفَاقُ﴾ (الانعام: 82)

”وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کیا انہی لوگوں کے لیے امن ہے۔“ انبیاء علیہم السلام کا مشن بھی توحید کو قائم کرنا اور شرک کا خاتمہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنُذِرَ آلَهُ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِي﴾ (الانبیاء)

”آپ سے پہلے ہم نے بھی رسول بھیجا اس کی طرف ہم نے یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو۔“

آپ ﷺ نے بھی اسی مشن کی خاطر تکالیف برداشت کیں اور ہجرت پر مجبور ہوئے جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو طاقت و قوت اور سلطنت و حکمرانی عطا کی تو

حجاج کرام کے لیے حکومت سعودی عرب کی خدمات

تحریر: مولانا عابد مجید مدنی

بحری جہازوں کے ذریعہ سے پہنچنے والے حجاج کرام کے لیے بندرگاہوں پر خاص بندوبست:

سعودی بندرگاہوں پر پہنچنے والے حجاج کے لیے خصوصی استقبال مراکز قائم ہیں۔ جدہ اور ينبع بندرگاہ حجاج کرام کے پہنچنے کے اہم راستے ہیں۔ ایک لاکھ سے زائد حجاج بیت اللہ صرف جدہ بندرگاہ کے ذریعے سے پہنچتے ہیں۔

سعودی عرب کی ٹرانسپورٹ کمپنیاں:

فضائی و بحری راستوں سے پہنچنے والے حجاج کرام جب سعودی عرب پہنچتے ہیں تو اندرون ملک ان کی خدمت کے لیے بہترین پبلک ٹرانسپورٹ موجود ہوتی ہے جو انہیں جدہ سے مکہ پھر مشاعر مقدسہ اور واپس مکہ مکرمہ لے کر آتی ہے اور پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ زیارت مسجد نبوی کے لیے لے جاتی ہے اور واپس فضائی و بحری راستوں پر چھوڑتی ہے۔

سڑکیں اور ریلوے ٹریک:

سعودی حکومت نے حجاج کرام کی سہولت کے لیے بہترین روڈ بنوائے ہیں جن پر کتنے بلین ریال خرچ ہوئے ہیں۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ طریق الحجر (موٹر وے) جدید ترین شارع ہے۔ اس کے علاوہ جدہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریلوے ٹریک بچھایا جا رہا ہے جس سے حاجیوں کو نقل و حمل میں تیز ترین جدید سہولیات میسر ہوں گی۔

مقدس مقامات میں ترقیاتی کام:

سعودی اہل حکومت میں حرمین شریفین میں توسیع، تزئین و آرائش کے علاوہ حجاج کرام کی خاطر دیگر مقدس مقامات میں بھی ترقیاتی کام ہوئے۔ حجرات پر پل تعمیر کیے پہاڑوں میں سرنگیں کھود کر راستے بنائے گئے۔ بے شمار واش روم اور غسل خانے تعمیر کیے۔ آگ پروف خیمے نصب کیے۔ پانی وافر مقدار میں مہیا کیا۔ مشاعر مقدسہ میں ریلوے ٹرین چلائی۔

۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء کو مغفور الملک عبدالعزیز آل سعود کی سربراہی میں مملکت سعودی عرب نقشہ عالم پر ظہور پذیر ہوئی۔ ابتدا میں بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ چھوٹے چھوٹے قبائل ایک دوسرے کے ساتھ برسرِ پیکار رہتے تھے لیکن شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے عزمِ صمیم کے ساتھ اصلاح احوال کو جاری رکھا اور مملکت میں قرآن و سنت کا نظام نافذ کر دیا جس سے ملک امن و امان کا گہوارہ بنا اور دیگر مشکلات بھی دور ہو گئیں۔ ایک دور تھا جب حاجیوں کے قافلے لٹ جایا کرتے تھے۔ پھر وہ بلا خوف و خطر عمرہ اور حج کے مناسک ادا کرنے لگے۔

سعودی حکومت ہر دور میں حجاج کرام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کرتی رہی ہے اور مختلف منصوبوں کے لیے اس نے اپنے خزانوں کے منہ کھول رکھے ہیں۔ حرمین شریفین کی توسیع تو سب سے سارا سال جاری رہتی ہے۔

ہوائی اڈوں پر حجاج کرام کے لیے سہولتیں:

پوری دنیا سے تشریف لانے والے حجاج کرام کے لیے سعودی حکومت نے ہر ایئرپورٹ پر استقبالیہ کاؤنٹر مختص کر رکھے ہیں جیسے ہی حجاج کرام ہوائی جہازوں سے اترتے ہیں انہیں بڑے پیارے انداز و اسلوب کے ساتھ ایئرپورٹ سے بہت جلد فارغ کر دیا جاتا ہے۔ ملک عبدالعزیز بن الاقوامی ایئرپورٹ جدہ میں حجاج کرام کے لیے الگ حج ٹرمینل قائم کیا گیا ہے اور وہاں ضیوف الرحمن کے لیے وسیع انتظامات کیے گئے ہیں۔

سعودی ایئر لائن:

حج کے ایام میں سعودی ایئر لائن کی طرف سے خصوصی پروازوں کا انتظام ہوتا ہے جن میں تمام جدید سہولتیں موجود ہوتی ہیں۔ تمام براعظموں کے لوگ اس ہوائی کمپنی کے ذریعہ جدہ اور مدینہ پہنچتے ہیں اور اس فریضہ کو ادا کرتے ہیں۔

سعودی حکومت کے حجاج کرام کی خدمت کی ایک اہم صورت و شکل جدید طرز پر مثالی قربان گاہ کی تعمیر بھی ہے۔ تاکہ قربانی کے گوشت سے استفادہ کیا جائے جو کہ اس سے پہلے ضائع ہو جاتا تھا۔ اس قربان گاہ میں جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے اور گوشت فقراء اور محتاجوں میں تقسیم کے علاوہ محفوظ کر کے بیرون ملک غریبوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ میں حجاج کرام کی سعودی خدمات:

مدینہ منورہ مدینۃ الرسول جو کہ مہبط وحی ہے نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور یہاں اسلامی سلطنت قائم فرمائی۔ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ کو بھی حرم قرار دیا گیا۔ لہذا یہ دوسرا حرم پاک ہے کہ جہاں حجاج کرام تقریباً ایک عشرہ بسر کرتے ہیں۔ حجاج کرام کی سہولت اور آرام کی خاطر مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ میں بھی اہم ترقیاتی کام ہوئے جن کی نگرانی سعودی حکمران خود کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ بہترین فضائی اڈا کہ جس میں حجاج کرام کے لیے خاص انتظام موجود ہوتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں سڑکوں کی تعمیر کی گئی مسجد نبوی کے اطراف میں زیر زمین روڈ بنائے گئے۔ تہہ خانوں میں گاڑیاں کھڑی کرنے کے لیے وسیع جگہ موجود ہے۔ مدینہ منورہ کے بازاروں اور مارکیٹوں کو خوبصورت بنایا گیا۔ مدینہ منورہ میں زم زم کے پانی کی فراہمی موجود ہے۔

مدینہ منورہ میں شاہ فہد بن عبدالعزیز قرآن کمپلیکس کا قیام و اجراء ہے جسے ملک فہد بن عبدالعزیز مرحوم نے تعمیر کروایا اور ملک عبداللہ بن عبدالعزیز مرحوم نے توسیع فرمائی، اب ملک سلمان بن عبدالعزیز بھی خصوصی توجہ مرکوز کیے ہوئے ہیں۔ یہاں قرآن مجید کے تراجم مختلف زبانوں میں ہوتے ہیں اور ایام حج میں وہ قرآن مجید مترجم تقسیم کیے جاتے ہیں۔ ہر حاجی جب واپس لوٹتا ہے تو مترجم قرآن مجید کا کم از کم ایک نسخہ اس کے ساتھ مفت جاتا ہے۔ تقریباً پوری دنیا کے کونے کونے میں یہ قرآن مجید پہنچ چکا ہے۔

قرآن مجید کی خدمت کے ساتھ ساتھ حدیث کی خدمت کے لیے بھی مدینہ منورہ میں مرکز السنۃ النبویہ کے نام سے ایک مرکز بنایا گیا ہے جس میں علماء کرام تحقیق و تخریج کا کام کرتے ہیں جس کی نگرانی مدینہ یونیورسٹی کے

رپورٹ اجلاس شوریٰ ضلع ساہیوال

مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع ساہیوال کی مجلس شوریٰ کا غیر معمولی اجلاس مورخہ 6 ستمبر 2015ء بروز اتوار صبح 10 بجے مرکز سابل ایجوکیشن کمپلیکس داود قیامتہ ضلع ساہیوال میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں ضلع بھر سے اراکین شوریٰ 150 سے زائد تعداد میں تشریف لائے۔ اجلاس کے آغاز میں ناظم ضلع قاری اظہار احمد خاں نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہماری جماعت اہلحدیث کی نمائندہ جماعت ہے گزشتہ نصف صدی کے عرصہ میں اہلحدیث نے فکری اور نظریاتی اعتبار سے جو ترقی کی ہے وہ تاریخ کا روشن باب ہے۔ یہاں آپ کو ایوان میں اظہار خیال کا پورا وقت دیا جائے گا آپ اپنی خداداد صلاحیتوں سے شرح صدر کے ساتھ اپنی رائے پیش کریں آپ کی تجاویز ہمارے لئے مشعل راہ ہوں گی۔ قاری محمد شیر انجم کی تلاوت کے بعد قاری محمد حسن سلفی نے نعتیہ کلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ تلاوت و نعت کے بعد امیر ضلع حافظ محمد ظفر اللہ خاں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی نے تمام ذمہ داران کو مبارکبادی اور نماز کی خصوصی تلقین فرمائی اور کہا کہ آج ہماری نوجوان نسل مسجد سے دور ہو رہی ہے ان کو نماز کی دعوت دے کر مسجد کے قریب لایا جائے۔ اس کے بعد ناظم ضلع قاری اظہار احمد خاں نے ضلعی کابینہ کا اعلان کیا جو راج ذیل ہے:

سرپرست: شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی
 امیر: حافظ محمد ظفر اللہ خاں ناظم: قاری اظہار احمد خاں بلوچ
 سینئر نائب امیر: مولانا احمد یار صدیقی نائب امیر: میاں محمد اسلم جوہی نائب امیر: قاری محمد حسن سلفی نائب امیر: حافظ محمد یوسف گوہر نائب امیر: حافظ محمد عبداللہ فاروقی نائب امیر: مولانا سعید احمد شوق سینئر نائب ناظم: قاری عبدالغفور ساجد نائب ناظم: مولانا بشیر احمد ظفر نائب ناظم: ہذا محمد ادریس نائب ناظم: قاری عرفان قاسم شاکر نائب ناظم: قاری عبدالغفور نائب ناظم: حافظ محمد نبین عرفانی نائب ناظم: قاری عبدالجید نائب ناظم: قاری محمد اکرم ربانی نائب ناظم: قاری احمد فاروقی عدیل نائب ناظم: مالیت: قاری محمد یوسف فاروقی نائب ناظم: نشر و اشاعت: مرزا محمد سرف عابد نائب ناظم: نشر و اشاعت: مولانا محمد یونس نائب ناظم: نشر و اشاعت: حافظ عزیز الرحمن سلفی نائب ناظم: تعلیمات: رائے خالد محمود کھل نائب ناظم: تعلیمات: مولانا محمد عبداللہ طاہر بھٹی نائب ناظم: تعلقات عامہ: عبدالرؤف بھٹی امیر ضلع نے واضح کیا کہ مرکز جماعت کیلئے سیاہیوال شہر میں دس مرلہ قطعہ اراضی وقف ہوا ہے اور اس پر شایان شان طریقے سے تعمیر شروع ہو چکی ہے۔ عنقریب اس کا باقاعدہ افتتاح کیا جائے گا۔ اجلاس مولانا احمد یار صدیقی کی دعائے خیر پر اختتام پذیر ہوا۔ تمام شرکاء کو پر تکلف ظہرانہ دیا گیا۔

رپورٹ: مرزا محمد یوسف عابد ناظم نشر و اشاعت ضلع ساہیوال

تبصرہ کتب

قرآنی ذخیرہ الفاظ میں اضافہ پڑھائی اور دہرائی ایک ساتھ عربی اسالیب کی، فرسودہ طریقوں سے نجات، مرحلہ وار ہر آیت خود سمجھنا، ہر عمر کے افراد کے لیے بے حد موزوں۔

بہر حال مؤلف حفظ اللہ نے حقیقتاً ایک اچھوتا اسلوب نگارش اختیار فرمایا ہے اور کتاب کو یونوں اور اسباق میں تقسیم کیا ہے۔ کل چھ یونٹ اور ایک سو ایک اسباق میں سینکڑوں آیات و الفاظ اور جملے آسان پیرائے میں اس طرح سودے ہیں کہ معمولی پڑھا ہوا انسان بھی بآسانی آیات قرآنیہ کے معانی سمجھ سکتا ہے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

ہمارے نزدیک اس قابل قدر کتاب کو ہر فہم قرآن کے حلقے اور ترجمہ قرآن کلاس میں شامل نصاب ہونا چاہیے۔ بلکہ سکول، کالج اور یونیورسٹی کے مختلف مراحل اور کلاسز میں بھی شامل نصاب کیا جانا چاہیے۔ بالخصوص بنات کے حلقوں اور خواتین کے جزوقتی تدریسی مدارس میں تو اس سے ضرور مستفید ہونا چاہیے۔ جبکہ ہر مسلمان کو براہ راست قرآن کریم سے تعلق قائم رکھنے کے لیے اس کتاب سے استفادہ کرنا نہایت ضروری چاہیے۔

مؤلف کتاب نے اس کتاب کے پہلے تین یونٹ اور اکتالیس اسباق 104 صفات میں الگ سے کتابی صورت میں بھی شائع کر دیے ہیں تاکہ ابتداءً اس سے استفادہ کیا جاسکے اور مرحلہ وار آگے بڑھا جائے۔ ہم اس کتاب کی اشاعت پر فاضل مرتب کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

ایبٹ آباد میں کیا۔ علماء نے مزید کہا کہ ختم نبوت کے تاج کو جس نے بھی چھیننے کی کوشش کی اہل حدیث نے اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے اس کا مقابلہ کیا۔ مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلے مولانا محمد حسین بٹالوی نے آواز بلند کی اور سب سے پہلے فتویٰ مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی نے دیا۔ اہل حدیث ہی ختم نبوت کے حقیقی محافظ ہیں علامہ طارق محمود یزدانی کے خطاب کے دوران شدید بارش شروع ہو گئی لیکن عوام اور جماعتی احباب محبت رسول کا ثبوت دیتے ہوئے شدید بارش میں بھی کھڑے رہے۔

رپورٹ: انیس خلیل، ایبٹ آباد

نام کتاب: معلم القرآن (حصہ اول)

مرتبہ: عبید الرحمن محمد بشیر

صفحات: 296 قیمت: 540

ناشر: دارالعلم، آب پارہ مارکیٹ اسلام آباد

مبصرہ نگار: (مولانا) عبدالسلام زاہد

تعلق باللہ اور اس میں استحکام و اخلاص اور اس کو مبنی از محبت بنانے کے لیے پہلی بنیادی اور مضبوط ترین صورت فہم قرآن ہے۔ اس لیے یہ مسلمان کے لیے اسی طرح ضروری ہے جس طرح زندگی کے لیے روح، ہم غیر عربوں کے لیے کہ جن کی زبان عربی نہیں ہمیں تراجم و لغات اور معاون کتب کی ضرورت رہتی ہے اور اسے پورا کرنے کے لیے علماء و محققین اور ماہرین لسان عرب صدیوں سے پیش بہا خدمات انجام دیتے آ رہے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی زیر تبصرہ کتاب ”معلم القرآن“ حصہ اول بھی ہے جو کہ ”بابائے عربی“ جناب مولانا محمد بشیر سیالکوٹی حفظہ اللہ کے لائق صاحبزادے اور بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے استاد جناب عبید الرحمن حفظہ اللہ کی دس سالہ مسلسل اور تھکا دینے والی محنت کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ اور واقعاً یہ ایک قابل ستائش کاوش ہے اور وہ اس میں کامیاب ہیں۔ مزید یہ کہ انداز جدید اور آسان بلکہ ایسا مربوط کہ بعد والا سبق پہلے سبق سے متصل بقول صاحب کتاب! آسان آغاز، مرحلہ وار ہر آیت کا فہم، فہم قرآن میں مسلسل اضافہ براہ راست عربی میں فہم قرآن فہمی ایک ذاتی صلاحیت، اساتذہ کا کام صرف تصحیح

ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد

ایبٹ آباد (انیس خلیل) دنیا میں جن خطوں میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے ان مسلمانوں کی مدد کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے، اہلحدیث کا شوق قرآن وحدیث ہے، ہم نبی ﷺ کو آخری نبی اور نبی ﷺ کی بات کو بھی آخری بات مانتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار سید ذاکر شاہ، ابراہیم محمدی، فیصل افضل شیخ، طارق محمود یزدانی، عبدالحلیم یزدانی، سید بسطین شاہ نقوی، فضل الرحمن مدنی، مولانا سرفراز خان فاروقی، قاری عبدالحمید و دیگر علماء نے ختم نبوت کانفرنس

قارئین کرام کی خدمت میں ضروری گزارش!

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ،، وبعد:

آپ ملک میں منگانی کی صورت حال سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اس سے زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہو رہا ہے۔ ایسے حالات میں کانفہ کے زخموں میں آنے روز اضافہ پر تنگ اور دوسرے امور کے بڑھتے ہوئے اخراجات کے پیش نظر جماعت نے یکم جنوری 2016ء سے جماعتی تر جانِ رفت روزہ "اہل حدیث" کے بدلہ اشتراک میں ایک سو روپیہ سالانہ کا اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس طرح قارئین کرام کو نئے سال سے -500 روپے کی بجائے -600 روپے سالانہ زر تعاون ادا کرنا ہو گا۔ اس دوران قارئین کرام مظلوم برہمنوں کا زر تعاون پانچ سو روپیہ کے حساب سے بھیج کر اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ میں آپ کے دینی جذبہ اور جماعتی وابستگی سے پوری توقع ہے کہ آپ حسب سابق ادارہ سے نہ صرف بحر پر تعاون جاری رکھیں گے بلکہ اس کے حلقہ قارئین میں اضافے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (ادارہ)

ڈھڈی امیر ساہیوال و دیگر علماء کے نام قابل ذکر ہیں۔ مرحوم صوم و صلوة کے پابند اور منسار تھے۔ احباب جماعت ان کی مغفرت و رفیع درجات کے لیے دعا فرمائیں۔

منجانب: چوہدری محمد نعیم، ناظم تحصیل سلاواولی
حافظ محمد عمران تبسم صدر اہل حدیث پوتھ فورس
پنجاب کی پھوپھی صاحبہ طویل علالت کے بعد انتقال کر گئیں۔ مرحومہ صوم و صلوة کی پابند خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ ان کی وصیت کے مطابق حافظ محمد عمران تبسم نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علاقہ بھر سے کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ مولانا محمد دین ندیم میاں محمد جمیل، مولانا اشرف ربانی، مولانا الیاس آصف، مولانا ناصر ربانی و دیگر علماء کرام بھی شریک ہوئے۔ مرحومہ پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں چھوڑ گئیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری غلطیوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

رابطہ حافظ محمد عمران تبسم: 0301-4856989

شریک غم: عطاء الرحمن، حقانی ناظم دفتر AYF

درس حدیث کا افتتاح

جامع مسجد اہل حدیث و مدرسہ تعلیم الاسلام باجوڑ ایجنسی میں درس حدیث کا پروگرام 6 ستمبر بروز اتوار ہوا مختلف علاقوں سے لوگوں نے شرکت کی۔ مولانا عنایت اللہ باجوڑی نے درس حدیث دیا۔ شاکر اللہ باجوڑی صدر AYF باجوڑ اور دیگر ساتھیوں کی محنت سے 8 سال بند رہنے والی مسجد اور مدرسہ دوبارہ کھول دیا گیا۔ اس پر احباب کو مبارکباد پیش کی۔

منجانب: لقمان ہاشمی ناظم نشر و اشاعت AYF باجوڑ ایجنسی

انتقال پر طلال

مولانا عبدالرحمن سلفی امیر تحصیل سلاواولی کے والد محترم رضائے الہی سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں چک نمبر 126 جنوبی میں حضرت مولانا حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں دینی جماعتی اور علاقہ بھر کے شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے کثیر افراد شریک ہوئے۔ شرکاء میں مولانا سرفراز احمد امیر سرگودھا، چوہدری عبدالخالق ناظم مالیات سرگودھا، چوہدری محمد سعید کوہلی، جناب عرفان اللہ ثانی، امیر سرگودھا، قاری ابو بکر صدیقی اور رائے غلام محمد

پیغام ایسویولنس کی افتتاحی تقریب

گوجرہ (نمائندہ) مرکزی جمعیت دہلوی پوتھ فورس تحصیل گوجرہ کی پیغام ایسویولنس کی افتتاحی تقریب 6 ستمبر یوم دفاع کے موقع پر انور ہومز ڈبکوت روڈ گوجرہ میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت تحصیل گوجرہ کے امیر حافظ محمد اسلم جٹ نے کی۔ جبکہ مسلم لیگ (ن) پوتھ ونگ پنجاب کے جنرل سیکرٹری چوہدری محمد کاشف نواز رندھاوا سابق ایم این اے گوجرہ چوہدری امجد علی وڑائچ، اہل حدیث پوتھ فورس پنجاب کے جنرل سیکرٹری حافظ منظور الہی مہمانان خصوصی تھے۔ تقریب سے معروف عالم و خطیب مولانا منظور احمد آف گجراتوالہ، مولانا قاری محمد حنیف بھٹی (فیصل آباد)، مولانا محمد صدیق مدن پوری (فیصل آباد) نے خطاب کرتے ہوئے 1965ء کی جنگ کے شہداء کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ بھارت کی جارحیت کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری قوم متحد اور پاک فوج کے ساتھ ہے۔ انہوں نے گوجرہ میں ایسویولنس سروس شروع کرنے پر حافظ محمد اسلم جٹ کو خراج تحسین پیش کیا۔

منجانب: محمد سرفراز حسن گوجرہ

ضرورت قاری و امام

لاہور کی ایک بڑی مسجد میں شعبہ حفظ و امامت کے لیے محنتی و قابل قاری صاحب کی فوری ضرورت ہے۔

رابطہ: حافظ محمد سلیم طہ مینیجر ہفت روزہ اہل حدیث

0300-4478611 - 0321-4332168

L-65/5 نزد اڈہ یوسف والہ تحصیل ضلع ساہیوال میں جامع مسجد محمدی اہل حدیث کے لیے 13 مرلے جگہ حاصل کی گئی ہے جس کی کل قیمت 16 لاکھ روپے ہے جس میں سے 6 لاکھ روپے ادا کر دیئے گئے ہیں۔ بقایا رقم کی ادائیگی کے لیے مخیر احباب کی خدمت میں تعاون کی اپیل ہے۔

تعاون کے لیے رابطہ: میجر (ر) اشفاق احمد 0300-7184061 0340-6187203

اکاؤنٹ نمبر: 01477913612803 حبیب بینک جناح چوک ساہیوال

ماہنامہ تعزیت

جامعہ عثمانیہ فیروز نواں کے نائب ناظم شیخ نوید یوسف ندیم شہزاد کی والدہ محترمہ مختصر علالت کے بعد 12 ستمبر 2015ء بروز اتوار وفات پا گئیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مولانا عبدالجبار سلفی نے پڑھائی۔ مرحومہ صوم و صلوة کی پابند اور نہایت صالحہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں کو معاف فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

دعا گو: مولانا محمد نواز ضیاء (ناظم جامعہ ہذا) محمد عمران مجاہد

اکسیر جگر

ورم جگر
بیلا یرقان
ضعف جگر
بیلا نیش

ان تمام علامات میں
موثر و مجرب دوا ہے

ایک دفعہ ضرور آزمائیں کورس 3 ماہ

1-1/2 ماہ کھا کر رپورٹ کروا کر دوا خانہ پر تشریف لائیں۔

الحافظ دوا خانہ

عقب منصورہ ملتان روڈ لاہور
0333-4344708 - 0343-1428856

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ
مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوہر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

مکمل ایمپلی فائر
خود تیار کردہ
دستیاب ہیں۔

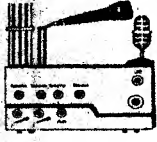
نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)
مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S
بھی دستیاب ہیں۔
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
ورائٹی دستیاب ہے۔

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 0300-6430029, 055-4212804, 4226706-0343-6007696

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت
پروپرائیٹر ایم اکرام مغل (ماہر مکنیک)

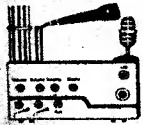
سپر سٹار

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر
ایڈوانسڈ سسٹم
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier



پروپرائیٹر محمد عثمان

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیوا ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکنیک کے پاس تشریف لائیں۔

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

Mob: 0321-7432246
Mob: 0334-7967107
Ph: 055-4230167

دینی و عصری علوم کی قدیمی درسگاہ

دارالحدیث اوکاڑہ کا داخلہ جاری ہے

بخاری کلاس سمیت تمام درجوں میں داخلہ ہو سکے گا۔ نڈل میں طلبہ درس نظامی بمطابق نصاب وفاق المدارس میں داخل ہو کر ساتھ نوین دسویں کریں۔ بخاری شریف کا درس استاذ الاسلام تاجہ حضرت مولانا عبدالرشید بزاروی دیتے ہیں۔



ایسے والدین جو اپنے بچوں کو موجودہ مہنگائی میں مالی کمزوری کی وجہ سے تعلیم دلوانے سے قاصر ہیں دارالحدیث اوکاڑہ نے ان کی معاونت کے لیے پرائمری پاس طلبہ کا باقاعدہ چھٹی کلاس میں داخلہ شروع کیا ہے۔ ماہز قبل ترین تجربہ کار اساتذہ عام ندیم چوہدری ایم ایس سی نے تعلیم کا آغاز کر دیا ہے۔ نڈل نوین دسویں کلاس شروع ہے۔ کمپیوٹر کلاس بھی جاری ہے۔

اہم پیش رفت

شعبہ تحفظ میں فاضل نوجوان قاری اجتسام الہی صدیقی تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں۔ طلبہ - سفید وردی سفید ٹوپی پہنے بڑے اعلیٰ پرسکون ماحول میں حفظ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ کم از کم پرائمری پاس بچوں کو والدین حفظ کے لیے دارالحدیث اوکاڑہ کا انتخاب کریں اور بچوں کو فوری داخل کروائیں۔ غریب و نادار طلبہ کو سکول کاپیاں اور وردی کی سہولت ادارہ کی طرف سے میسر ہے۔



بخاری پڑھنے والے طلبہ کو دیگر مراعات کے ساتھ نقد ماہوار وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

وظیفہ بخاری طلبہ

داخلہ کے لیے والد یا سرپرست کا اپنے شناختی کارڈ کی دودھ دو ٹوکا پیاں کے ہمراہ آنا لازمی ہے۔

نوٹ:

0312-4403173

044-2521460

عبداللہ یوسف ناظم دارالحدیث ساہیوال روڈ۔ اوکاڑہ

الداعی الی الخیر

نظریہ مفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء واضح کرتا ہے کہ ایک وقت میں مرض ہمیشہ ایک عضو رئیس کے خلیوں میں ہوتا ہے باقی اعضاء رئیسہ کے خلیات میں اُسکے اثرات ہوتے ہیں۔ علاج بھی اسی بیمار عضو کا ہونا چاہیے کامیاب علاج کیلئے بیک وقت تین طریقے اپنانے ہوتے ہیں پہلا یہ کہ علاج بالادہ بیک کیا جائے یعنی جسمانی اور نفسیاتی طور پر مناسب ماحول مہیا کیا جائے دوسرا یہ کہ موافق غذا سے بیمار عضو رئیس کی نشو و نما کی جائے۔ تیسرا یہ کہ موافق مفردات، مرکبات سے بیمار عضو رئیس کی حالت تسکین کو حالت تحریک میں لا کر صحت بحال کی جائے چنانچہ اسی طریق پر درج ذیل 15 روزہ کورس تیار کیے ہیں ان سے شفاء کاملہ و عاجلہ ہوگی انشاء اللہ۔

میرا طبی پس منظر یہ ہے کہ فاضل الطب والجرأت مستند درجہ اول ہوں 2 ایوارڈ اور 1 گولڈ میڈل لے چکا ہوں طبیہ کالج کا سابقہ لیکچرار ہوں مختلف دوا ساز اداروں کا ناظم اعلیٰ اور مختلف اجتماعات پر بطور حکیم بے شمار رضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ میرے تیار کردہ طبی کورسز میں کوئی نشہ آور کوئی زہریلی کوئی ایلو پیتھک دوائی نہیں ہے۔

جس لیبارٹریز سے چاہیں چیک کروائیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

اعضاء کا پھٹنا	پتھری	شوگر	گنگرین	بے اولادی	کمر درد	دہلا پن	بیبا نائش
کالی کھانسی	سسل لبول	اولاد زینہ	بواسیر	وجع المفاصل	تھک و کراڑ	بال سفید ہونا	استقاء
چھکی	سوکڑا	بول بستری	خونی پیشاب	تھمر المفاصل	مہرے مل جانا	بال چر	کمی ہارمونز
آنتوں کے زخم	چنبل	بول ناندہ ہونا	امراض مردانہ	گینھیٹیا	الرجی	بال گرنا	نیمو فیلیا
سکرینی	موٹاپا	تقلیل لبول	امراض زنانہ	نقرس	برص	گنچا پن	کمی حیوانات
خروج الاعضاء	اوجا پی	پراسٹٹ گلینڈز	اٹھرا	عرق النساء	رولیاں	کمی خون	عنانت

کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رقم پہلے بھیجیں ملاقات کرنے کیلئے فون پر پہلے وقت لے لیں

میزان بینک سیونگ اکاؤنٹ نمبر

70010101053034

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر

034575451199

شناختی کارڈ نمبر

35103-1466875-3

رابطہ نمبر

0345-7545119

0313-7545119

حکیم حاجی عبدالکریم بھٹی نئی منڈی حبیب آباد تحصیل پتوکی ڈویژن لاہور Email:hakeemkarimbhti@hotmail.com

خطبات جمعۃ المبارک ستمبر اکتوبر 2015ء

بمقام

<p>حافظ اسلم حنیف (علی نام مرکزیہ) (لیاقت پور)</p> <p>18 ستمبر 2015ء</p>	<p>رانا محمد شاہد شعلی رہنما مرکزیہ (آف کوٹ ماب)</p> <p>11 ستمبر 2015ء</p>	<p>زیر نظامت حافظ عبدالکریم MNA (آف ڈیرہ جادی خان)</p> <p>4 ستمبر 2015ء</p>	<p>زیر امارت سید ابوبکر (آف گجرانوالہ)</p> <p>4 ستمبر 2015ء</p>
<p>حافظ شفاء اللہ علی امیر مرکزیہ رحیم یار خان (آف صادق آباد)</p> <p>09 اکتوبر 2015ء</p>	<p>محمد اکرم شہزاد مطلب اسلام سولانا (آف لایہ)</p> <p>02 اکتوبر 2015ء</p>	<p>محمد ابراہیم سلفی پنجابی کے معایہ ناز خطیب قاری (آف گجرانوالہ)</p> <p>25 ستمبر 2015ء</p>	<p>حافظ عبدالرحمن پروفیسر نامور مذہبی اسکالر مبلغ پیغام T.V وبہفتہ روزہ اہلحدیث بعد از نماز جمعہ سوال و جواب کی خصوصی نشست اور تمام عوام الناس کے لئے کھاتے کا اہتمام ہوگا (آف لاہور)</p> <p>16 اکتوبر 2015ء</p>
<p>عبدالستار ربانی نامور علمی شخصیت پروفیسر (آف چوک اعظم)</p> <p>23 اکتوبر 2015ء</p>	<p>حافظ عبدالرحیم کلیم (آف ڈیرہ جادی خان)</p> <p>30 اکتوبر 2015ء</p>	<p>حافظ عبدالرحیم کلیم (آف ڈیرہ جادی خان)</p> <p>30 اکتوبر 2015ء</p>	<p>حافظ عبدالرحیم کلیم (آف ڈیرہ جادی خان)</p> <p>30 اکتوبر 2015ء</p>

زیر اہتمام مرکز اہلحدیث مبارک بیت القرآن لاہور تحصیل رحیم یار خان

منجانب مرزا افتخار بیگ تحصیل امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث رحیم یار خان

قرآن و سنت کا اثر

تربیتی و اصلاحی دروس

دس سالانہ

21

19 ستمبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء

بمقام مرکز اہل حدیث مسجد مسلم بازار رحیم یار خان لاہور 8460408045

<p>حافظ اسلم حنیف (صلی نام مرکز)</p>	<p>ذریعہ رانا محمد شاہد (صلی نام مرکز)</p>	<p>حافظ رانا محمد خلیق (صلی نام مرکز)</p>	<p>حافظ ثناء اللہ (صلی نام مرکز)</p>	<p>ذریعہ نظامت حافظ عبدالکریم (آف ڈیرہ غازی خان)</p>	<p>ذریعہ مارت ساجد میر (صلی نام مرکز)</p>
--	--	---	--	--	---

<p>قاری القرآن خطیب جنوبی پنجاب سرانجی کے ایسٹار خطیب حضور مولانا قاری بنیامین عابد آف ڈیرہ غازی خان</p>	<p>خصوصی دعا شيخ حافظ ثناء اللہ (صلی نام مرکز)</p>	<p>قاری القرآن خطیب پاکستان قاری حضرت مولانا بنیامین عابد</p>
--	--	---

نوٹ: صرف بیرونی مہمانوں کے لئے کھانا فوراً بعد نماز مغرب ہوگا۔ عورتوں کے لئے پردے کا خصوصی انتظام ہوگا۔

زیر اہتمام مرکز اہل حدیث مبارک مسجد و مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل رحیم یار خان
منجانب مرزا افتخار بیگ تحصیل امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث رحیم یار خان

یا حی یا قیوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بیتنا کے لیے لکھنؤ

جامع مسجد محمدی اہل حدیث

کوٹ راجہ کیشن روڈ ضلع قصبہ

آغا خطبہ
12:30

9
2015
اکتوبر

خطبہ عظیم جمعہ المبارک

فقید
الشان

اہل اسلام سے شرکت
کے آپس کی جاتی ہے

مختار احمد
مدرسہ اسلامیہ

عبدالرزاق

فقیر بارگاہ صمدانی

واعظ خوش الحان

صاحب
ریزوانی
حفظ اللہ

مولانا خطیب گوجرانوالہ

مدیر تبلیغ دعوت و ارشاد جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ
مدارس جامعہ غفر مجیدہ الکبریٰ للذہبات لاہور

خواتین کیلئے پردہ

کا انتظام ہوگا

ارشاد فرمائیں

انٹرنیٹ جامع مسجد محمدی اہل حدیث

0300
4602202

اللہ لا یفلتھن

شکر یہ بمصد شکر یہ بمصد شکر یہ

ہم اپنے معزز جماعتی احباب کے تہہ دل سے مشکور ہیں جنہوں نے ہم پر اعتماد کرتے ہوئے عمرہ سیزن 2014-15 میں کاروان الحدیبیہ کے ساتھ سعادت عمرہ حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حاضری حرمین شریفین کو قبول فرمائیں۔ اور بار بار حاضری کا موقع نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بجنگ شروع

لا الہ الا اللہ



ماہِ صفر اور

ربیع الاول کے لئے

فوری جنگ کروائیں

بہترین ٹرانسپورٹ

قریب ترین ہاٹس

تمام انٹر انٹرنیٹ سستی ٹکٹوں کیلئے رابطہ کریں۔

گورنمنٹ سے منظور شدہ علاقہ بھر کا سب سے سلا ادارہ جو 25 سال سے آپ کی خدمت میں مصروف عمل ہے

زائرین حرمین کیلئے تحائف • معاوناتی کتب حج و عمرہ • ہینڈ بیگ • تسبیح طواف

برانچ آفس

0301 6837566
0334 4356170

0301 6814942

قاری وفاق تبسم
محمد سعید احمد
زیر سپرنٹنڈنٹ مقابل علی میرج ہاٹ
منڈی موڑ
دیپال پور روڈ
کھڈیا خاص ضلع قصبہ

برانچ آفس

0333-0321 6662422

محمد یحییٰ مہنی
میٹیاں سنٹر بالمقابل ایم سی بی بینک
ستیانہ روڈ جہاں افضل آباد
041-8557315-16

ہیڈ آفس

0301 4966505
0333 4194280
0300 4236407

عظیم الشان مقابل
عظیم الشان مقابل
عظیم الشان مقابل
بالمقابل ایس ڈیز ہینڈ سٹور
فاروق آباد
056 3877266

اسلام برائے تعمیر مساجد و ملکہ جات

بامع اسلامیہ و عسلی ٹرسٹ سابقہ کاوش کے ساتھ اہل حدیثوں کی خدمات میں سرگرم عمل ہے۔ مساجد اور ملکہ جات کے نئے پروگرام کے مطابق ادارہ خدائی درخواستیں جمع کر رہا ہے۔ جو فرد اپنی درخواست جمع کروانا چاہتا ہے تو وہ بذریعہ ایمیل فارم منگوا سکتا ہے۔ فارم پر کر کے بذات خود جمع کروانے کے بعد ٹوکن حاصل کرے۔ یاد رکھیں سابقہ سالوں میں بہت سے افراد نے اپنی درخواستیں جمع کروائی ہیں لیکن ان کے کوائف نئی مطلبات (Requirement) کے مطابق نامکمل ہیں۔ لہذا اپنی درخواستیں نئے فارم کے مطابق جمع کروائیں اور ٹوکن حاصل کریں۔ درخواست دہندہ خود تشریف لاکر درخواست جمع کروائے اور ٹوکن نمبر پر اپنی فائل کی متابعت یا پوچھ گچھ کر سکتا ہے۔

ہمارے پاس 2015 م میں مندرجہ ذیل منصوبہ جات رہیں گے۔

متوسط حجم کی مساجد	ڈیرہ جات کی مساجد
150 تا 200 افراد کی مسجد	مسجد مع مدرسہ تحفیظ (گاؤں یا بستیوں کے لئے)
چھوٹے بڑے نکا جات۔	مراکز اسلامیہ
مدارس تحفیظ (دو کمروں سے تین کمروں پر مشتمل)	نکا و پپ، مع اماکن وضوء
واٹر سپلائی بور (گاؤں بھر یا بستی میں پانی کی فراہمی کے لیے پائپوں کے ساتھ)	

یاد رکھیں ادارۃ المشاريع کی مختلف کمیٹیاں ہیں۔ جو موقع کا ورث کر کے موقع کا جائزہ لیکر درخواست دہندہ کی طلب پر تعین کریں گی کہ آیا موقع پر مطلوبہ منصوبہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔ اس کمیٹی کی رپورٹ اور ان کی رضامندی پر ضرورت کے مطابق موقع پر مشروع کی تصدیق کی جائے گی۔ بذریعہ ڈاک وصول ہونے والی درخواست پر ٹوکن جاری نہیں کیا جائے گا۔

درخواست دہندگان سے اپیل ہے کہ صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ بڑے منصوبہ کی جگہ چھوٹا منصوبہ لگانے سے گریز کریں اور جہاں چھوٹے منصوبوں کی ضرورت ہو وہاں بڑے منصوبوں کا اصرار نہ کریں تاکہ موقع پر ضرورت کے مطابق معیاری منصوبہ لگایا جاسکے۔

نوٹ

فارم منگوانے کے لیے ای میل ایڈریس
Email: jislamia_charity@yahoo.com

فون 0336-6060444

فارم جمع کروانے کا ایڈریس
المعهد الشرعی

مظفر گڑھ روڈ، نزد عمر حسن پٹرولیم جوہر آباد خوشاب

رئیس ادارۃ المشاريع والبرامج الدعویہ
آفیسر زکالونی، مظفر گڑھ روڈ، جوہر آباد خوشاب 045-4720004

خالد شاہ محمد علوی

مخبر

Weekly AHL- E - HADITH

106, Ravi Road Lahore (54000)

E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE: www.ahlehadith.org

CPL No
116

Head Office:

Tell: 042-37729933

Fax: 042-37725525

Weekly Ahl-e-Hadith

042-37720257

Paigham T.V:

042-37722876

آپنے اکھڑے زبان مجھ سے بیاں کر لیا کیلئے

فہم و قرآن ٹی وی کے زیر اہتمام اسلام اقبال اولین یونیورسٹی کی طرف سے پیش کردہ

بذریعہ خط و کتابت

فہم و قرآن

(معاذ حق آئین و شعرات)

داخلہ جاری ہے

نیزنگرامی
مفت قرآن تفسیر و تالیف
مفت لالہ الدین یوسف صاحب
عقیدہ و فرائض شریعی عدالت پاکستان



دس دس ہزار روپے کی
کتابوں پر مشتمل پچیس (25)
اسٹمپل انعامات

اس کے علاوہ

کامیاب ہونے والے تمام طلباء و طالبات کو سرٹیفکیٹ
کے ساتھ قسریہ آکر ان البیان کا خوشخبریت تحریک بھی دیا جائے گا۔

یہ تحریک کا مقصد اللہ ربی سوار کس کے طلباء
و طالبات کے لیے کامیابی و خوشخبری دینا ہے۔

جو کسی بھی عدالتی فیصلہ یا مارشل ہو جائے گا
جو کسی شکایت کے لیے پناہ مانگے گا یا کسی SMS کریں

مدت کوڑس
4 ماہ
لاکھوں روپے کی کتابوں کا شاندار لائبریری بیچ

فرسٹ پوزیشن	بپاس ہزار (50,000) روپے کی کتابیں + گولامیل
سیکنڈ پوزیشن	پتالیس ہزار (45,000) روپے کی کتابیں + گولامیل
تھرڈ پوزیشن	بیس ہزار (35,000) روپے کی کتابیں + گولامیل
فرقہ پوزیشن	پچیس ہزار (25,000) روپے کی کتابیں + گولامیل

طلباء و طالبات کی الگ الگ پوزیشنیں ہوں گی

الوفہ قادری عبدالغنی طاہر
میر فہم دین انسٹیٹیوٹ
منورہ مکیہ عتبات عالیات لاہور فون
0300, 0332-8808064

بہار عربی + عربی + عربی + عربی
2000 روپے